188756

UNIVERSAL LIBRARY
OU_188756
UNIVERSAL LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۹۲۰.۵۴۱ م۔ ا Accession No.

Author محمد حسین محوی

Title ازدواج الانبیا

This book should be returned on or before the date last marked below.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ازواج الانبیا

۱۳۳۴ھ

مؤلفہ

مولوی محمد حسین محوی مترجم عربی دفتر تاریخ ریاست بھوپال

باہتمام

محمد اسحاق علی علوی

مطبع الناظر چوک لکھنؤ میں طبع ہوئی

۱۹۱۶ء

تہدیہ

مین اپنی اس کتاب کو نہایت ادب اور دلی عقیدت کے ساتھ
اپنی آقا و ولی نعمت **علیا حضرت نواب سلطان جہان بیگم
صاحبہ** تاج ہند، جی، سی، ایس، آئی و جی، سی، آئی، ای فرمانروائے
بھوپال دام اقبالہا و متع المسلمین بطول حیاتھا کے نام نامی پر
جن کے متوسلینِ دامانِ دولت مین مجھے شمار ہونے کا افتخار
و اعزاز حاصل ہی اور جن کے ایماے مبارک سے مین نے یہ کتاب
تالیف کی ہی معنون کرتا ہون۔

کمترین محمد حسین۔ محوی۔ صدیقی

فہرست مضامین ازواج الانبیاء

مقدمہ	الف تا ہ	دیباچہ	و-ذ

فہرست اسماء رسل وازواج ۱-۲

بیبی	صفحہ	بیبی	صفحہ
حواء	۱	راحیل ولیّا	۹۰
حروزا	۱۳	آسنات	۹۹
مخوائلہ	۱۵	زلیخا	۱۰۲
ہدانۃ	۱۷	رحمت	۱۱۵
واہلہ	۱۹	صفورا	۱۲۴
عمورہ	۲۴	الیسبع	۱۳۲
سارہ	۲۶	میکل بنت طالوت	۱۳۴
ہاجرہ	۳۷	ابی جیل	۱۴۳
قطورا	۵۴	بتشبع	۱۵۳
حجورا یا حجین	۵۶	بنت فرعون	۱۶۱
واعلہ	۵۸	جرادہ	۱۶۴
عمرہ	۶۶	بلقیس	۱۶۹
سیدہ بنت مضاض	۷۱	الیسبات	۱۸۵
رفقہ	۷۶	حنّہ	۱۹۰

(ضمیمہ) فہرست اُن کتابون کی جن سے "ازواج الانبیاء" کی تالیف مین مدد لی گئی (۱-۴)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مقدمہ

ازواج الانبیا کی تالیف سے ایک ضروری مقصد یہ تھا کہ ہماری بہنون مین چونکہ اب تعلیم کا چرچا شروع ہو گیا ہی اور اُن کی صنف خاص کے متعلق جو کچھ بھی لکھا جاتا ہی وہ اُس کو دیکھنا چاہتی ہین لہذا ایک ایسی مستقل کتاب تالیف کی جاے جس سے نبیون کی بیویون کے حالات و اخلاق معلوم ہون اور اُن سے وہ نیک سبق حاصل کرین۔ ان مین بہت سی بیویان ایسی ہین جنھون نے غیرحق کے مقابلہ مین اپنی صداقت کے آگے بادشاہون کے جبروت اور اپنی جان کا خوف بھی نہین کیا اور بڑی جرأت سے کام لیا ہی۔ نیز اپنے شوہرون کی فرمانبرداری اور اپنی ایمان داری کا پورا ثبوت دیا ہی۔ انھین مین بعض ایسی بھی تھین جو اپنی بدبختی کی وجہ سے کفر و نفاق مین مبتلا رہین اور گناہ گار مورد عذاب الٰہی ہوئین۔ اُنھون نے اپنے شوہرون کی نافرمانی کرکے دنیا اور آخرت دونون کو بگاڑ لیا اور اپنے طرز عمل سے ہم پر یہ بھی ظاہر کر دیا کہ کسی رشتہ دار کی عظمت و بزرگی سے خواہ وہ شوہر ہی کیون نہ ہو عورت کی نجات نہین ہو سکتی

جب تک کہ اپنے افعال و اعمال اچھے نہ ہون - ایسی بیبیون کو زوجہ لوط و زوجۂ نوح علیہا السلام کے حالات و انجام سے عبرت حاصل کرنا چاہئے کیون کہ اگرچہ یہ دونون نبیون کی بیویان تھین لیکن چونکہ وہ اپنے خدا اور خاوند کی نافرمان تھین آخر اُن کا کتنا بُرا حشر ہوا۔

دوسرا مقصد اس تالیف سے یہ ہی کہ انبیاء علیہم السلام کے حالات مین تقریبًا دنیا کی ہر زبان یا یون کہئے کہ تمام ترقی یافتہ زبانون مین بہت کچھ ذخیرہ بصورت کتب موجود ہی لیکن جہان تک مجھے علم ہی اُن کی ازواج کے حالات مین غالبًا اُردو، فارسی، ہندی، عربی اور انگریزی زبانون مین کوئی مستقل کتاب تالیف نہین کی گئی - لہذا ایک حد تک یہ کمی اس کتاب سے پوری ہو جاے گی۔

جس وقت تالیف کا ارادہ ہوا تو ساتھ ہی یہ گمان غالب تھا کہ ازواج انبیا کے مفصل حالات بڑی بڑی تاریخون مین مل جائین گے بلکہ اس موضوع پر مستقل تالیفات کا ہونا بھی ممکن ہی جس سے ازواج الانبیا کی تالیف ترتیب مین زحمت نہ ہوگی۔ لیکن یہ خیال تجربہ و مشاہدہ سے بالکل غلط ثابت ہوا بلکہ جس قدر یہ کام آسان سمجھا گیا تھا اسی قدر دشوار نظر آیا کیونکہ باوجود جستجو تلاش کے عربی فارسی اُردو انگریزی کی کوئی کتاب اس موضوع پر نہ ملی۔[1]

[1] پنجاب کی ایک زندہ دل مسیحی سوسائٹی نے اُردو زبان مین بعض بیبیون کے حالات مختصر چھاپے ہین

بعض مشہور ارباب علم سے دریافت بھی کیا گیا کہ اگر اس قسم کی کتابین نظر سے گذری ہون تو نام بتائیے لیکن اکثر نے لاعلمی ظاہر کی اور اُسی کے ساتھ یہ بھی کہا کہ یہ کام بہت اہم ہی تاہم اگر تکمیل کو پہونچ گیا تو مشرقی زبانون مین سب سے پہلا اور نیا کام ہوگا اور ضرور تکمیل کو پہونچانا چاہیے ان واقعات نے اور ہمت دلائی اور حوصلہ بڑھا کر مجھے ازواج الانبیا کی تکمیل پر بالکل آمادہ کردیا۔

اب جو تاریخ، تفسیر، حدیث، کی کتابین دیکھین تو عجب دشواریون کا سامنا ہوا یعنی کوہ کندن وکاہ برآوردن کی مثل پوری پوری صادق آئی۔ اس کے علاوہ ایک ہی واقعہ کے متعلق ایسی متضاد اور مختلف تحریرین نظر سے گذرین کہ ایک کو دوسرے پر ترجیح دینا اور امتیاز قائم کرنا مشکل سے مشکل تر ہوگیا لیکن یہ سچ ہی کہ استقلال کو کوئی قوت نہین توڑ سکتی اور "اَلْاَمْرُ فَوْقُ الْاَدَبْ" کی تعمیل فرض لازمی ہی لہذا بسم اللہ مجریھا ومرسہا کہکر اپنی ہمت کی کشتی اس دریاے بے پایان مین ڈالدی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) مگر وہ نہایت ہی ناکافی ہونے کے علاوہ مذہبی نقطۂ نظر سے لکھے گئے ہین اور اُن مین بھی زیادہ حصہ ایسا ہی جس مین حضرت مسیح کی ذات سے خواہ مخواہ چسپان کرنے اور نسبت دینے کی کوشش کی گئی ہی۔ مگر مین جو کچھ لکھ رہا ہون صرف تاریخی نقطۂ نظر سے اور اُس کی اہمیت سورج سے زیادہ روشن ہی:۔۔۔

عزم بالجزم کو اپنا رفیق سفر اور خدا کو ناخدا بنایا اور بغیر کسی سوچ بچار کے اپنی تمام ہمت و وقت اسی مین صرف کرنے لگا، شکر ہی کہ اللہ نے جلد اس بیڑے کو پار لگا یا۔ اب اُسی سے یہ توقع بھی ہو کہ میری محنت رأگان نہ جائے گی بلکہ کیا عجب کہ یہ ساری زحمت میرے لئے رحمت ہو جائے اور اللہ اِس سعی کو مقبول بنائے۔

مین نے اِس کتاب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے حالات عمداً درج نہین کئے اور مین جانتا ہون کہ یہ ایک بڑی فروگذاشت ہی لیکن مین اس سے بھی واقف ہون کہ یہ ایک بہت عظیم الشان کام ہی تاہم چونکہ اور لائق ترین اصحاب اس کام کی تکمیل کر رہے ہین اس واسطے مین نے اِن حالات کے لکھنے کی جسارت نہین کی۔ مجھے جہان تک علم ہے شمس العلما مولانا شبلی نعمانی مرحوم و مغفور نے سیرت نبوی مین اجمالی طور پر ازواج مطہرات کے حالات کا ایک حصہ رکھا ہی۔ اُن کے علاوہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے حالات میرے محترم دوست مولوی مظہر الحسن صاحب نے بڑی تحقیق و تدقیق اور کئی مہینے کی محنت سے تحریر کئے ہین۔ حضرت عائشہ صدیقہ کے حالات مولانا سید سلیمان صاحب ندوی لکھ رہے ہین۔

اِس موقع پر یہ ظاہر کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہی کہ جس طرح اپنے موضوع پر یہ پہلی کتاب ہی اُسی طرح تصنیف و تالیف کے دشوار گذار میدان مین میرا یہ

پہلا قدم ہی۔ گو واقعات کے اخذ کرنے مین بہت صحت و تحقیق سے کام لیا گیا ہی
تاہم بہت ممکن ہی کہ لغزش ہوئی ہو اور مین نشانۂ ملامت بنایا جاؤن کیونکہ
مَنْ صَنَّفَ فَقَدْ اُسْتُهْدِفَ نہایت مشہور و مجرب مقولہ ہی۔ مگر اپنے علم پرور
احباب و ارباب نقد سے گذارش ہی کہ سہو و نسیان سے معاف کرین۔ اور جہانتک
ممکن ہو مجھے میری غلطیون پر مطلع فرمائین تاکہ آیندہ درستی ہو سکے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

اِس سے قبل کہ ازواج الانبیاء کی سیرت لکھی جائے مناسب معلوم ہوتا ہی کہ دیباچہ کی صورت مین چند ضروری باتین لکھی جائین جو یقیناً دلچسپی سے پڑھی جائین گی اور ہماری خواتین کے معلومات مین ضرور اضافہ ہوگا اور اُن کا جاننا "ازواج انبیا" کے حالات پڑھنے سے پہلے فائدہ سے خالی نہین۔

انبیاء کی تعداد مستند مورّخین نے لکھا ہی کہ ابو ذر غفاری اور صحابہ کی ایک جماعت نے آنحضرت صلعم سے پوچھا کہ "یا نبی اللہ اِس وقت تک دنیا مین کتنے نبی گذرے ہین" آپ نے فرمایا "ایک لاکھ" ابو ذر کہتے ہین پھر مین نے پوچھا "یا رسول اللہ ان مین سے رسول کتنے ہین" آپ نے فرمایا "تین سو تیرہ" پھر مین نے دریافت کیا کہ اُن مین سب سے اول کون ہوا۔ آپ نے فرمایا آدمؑ۔ مین نے پوچھا کیا وہ نبی مرسل تھے۔ آپ نے فرمایا ہان۔ پھر آپ نے فرمایا "اے ابی ذر چار نبی مرسل سُریانی ہین آدم، شیث، اخنوخ یعنی ادریسؑ (اور وہ دنیا مین سب سے پہلے شخص ہین جنھون نے لکھا اور سیا) اور نوح علیہ السّلام اور چار نبی مرسل عرب مین ہوے ہین ہود، صالحؑ، شعیب

اور تمھارے نبی (محمد صلعم)۔ اے ابو ذر اور بنی اسرائیل مین سب سے پہلے نبی موسیٰ ہین اور سب سے آخر عیسیٰ علیہما السلام "

قرآن و حدیث مین کتنے نبی مذکور ہین قرآن شریف مین جن انبیا کے نام آئے ہین اُن کی مجموعی تعداد صرف تیئس تک پہونچتی ہی اُن کے نام فہرست مین درج ہین بعض کی نبوت و رسالت مین بھی علماء کا اختلاف ہی تاہم کوشش یہی کی گئی تھی کہ جن انبیا و رسل کے نام قرآن شریف مین آے ہین اُنھین کی ازواج کے نام دستیاب ہو جائین لیکن افسوس ہی کہ با وجود بے حد جستجو و تلاش کے پوری کامیابی اس مین بھی نہ ہوئی اور کئی مشہور انبیا کی بی بیون کے حالات و نام نہ مل سکے اور جو مل گئے وہ حتی الامکان نہایت تحقیق و صحت کے ساتھ اطمینان کر کے درج کئے گئے ہین۔

نبی کی بیوی کی عظمت جس طرح انبیا کی عظمت کرنا اور اُن پر ایمان لانا ہر مسلمان کے لئے ضروری اور فرض ہی اُسی طرح اُن کی بیویون کی عزت و حرمت بھی ہمارے لئے لازمی ہی بہ شرطیکہ وہ بیوی اپنے شوہر کے خلاف اور منافق نہ ہو جیسے کہ لوط اور نوح علیہما السلام کی بیویان تھین۔

نبیون کی نیک بیویان مؤمنین کے لئے قابل تعظیم اور بمنزلہ امہات یعنی ماؤن کے ہین جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ (ترجمہ) "نبی کے ساتھ ایمان والون کو اپنی جان سے زیادہ لگاؤ ہی اور اُس کی عورتین اُن کی مائین ہین "

فہرست اسماء رسل و ازواج

نمبر شمار	نام انبیاء	نام ازواج	تعداد ازواج	کیفیت
۱	۲	۳	۴	۵
۱	آدمؑ	حوّا	۱	
۲	شیثؑ	حرورہ - مخوائلہ	۲	
۳	ادریسؑ	ہدانتہ	۱	
۴	نوحؑ	واہلہ - عمردرہ	۲	
۵	ہودؑ	۰	۰	
۶	صالحؑ	۰	۰	
۷	ابراہیمؑ	سارہ - ہاجرہ - قطورا - حجورا	۴	
۸	لوطؑ	واعلہ	۱	
۹	اسمعیلؑ	عمرہ - سیدہ - یاحنفاء	۲	
۱۰	اسحقؑ	ربقہ	۱	
۱۱	یعقوبؑ	راحیل - لیا	۲	
۱۲	یوسفؑ	آسنات - زلیخا (راعیل)	۲	
۱۳	ایوبؑ	رحمۃ	۱	

کیفیت	تعداد ازواج	نام ازواج	نام انبیاء	نمبر شمار
۵	۴	۳	۲	۱
افسوس ہے کہ انکی بیوی کے حالات اور نام کسی تاریخ سے بھی باوجود تلاش نہیں معلوم ہو سکے	۰	۰	شعیبؑ	۱۴
	۱	صفورا بنت شعیبؑ	موسیٰؑ بن عمران	۱۵
	۱	الیسبع	ہارونؑ بن عمران برادر موسیٰؑ	۱۶
ان کی بیوی کا وجود کسی تاریخ سے نہیں پایا جاتا	۰	۰	الیاسؑ	۱۷
〃	۰	۰	الیسعؑ	۱۸
	۰	۰	یونسؑ	۱۹
	۰	۰	ذوالکفلؑ	۲۰
	۸	میکل - ابی جیل - تبشبع - اخنوعم حجبیت - محلہ - ابیطال - عجلۃ	داؤدؑ	۲۱
	۳	بنت فرعون - جرادہ - بلقیس	سلیمانؑ	۲۲
	۱	الیصابات یا اشباع ام مریم حنہ زوجہ عمران بن ماثان	زکریاؑ	۲۳
تابع حالات زکریا علیہ السلام کوئی نکاح نہیں کیا	۰	۰	یحییٰؑ	۲۴
〃	۰	۰	عیسیٰؑ	۲۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حوّا

زوجۂ آدم علیہ السّلام

حوّا زوجۂ حضرت آدم علیہ السّلام دنیا مین سب سے پہلی عورت ہین۔ اللہ نے نوع انسان کو اِنھین کے بطن سے پیدا کیا۔ حوّا کی پیدائش کا سبب اصلی تو دنیا کو آباد کرنا اور انسانی نسل کو بڑھانا ہی لیکن اُن کے وجود مین آنے کی ظاہر وجہ یہ بیان کی گئی ہی کہ جب اللہ تعالیٰ حضرت آدمؑ کو پیدا کر چکا اور وہ جنت مین بھیجدیے گئے تو وہ تن تنہا رہنے لگے۔ گو کوئی فکر کسی قسم کی نہ تھی لیکن تھوڑے ہی عرصہ مین تنہائی کی وجہ سے جنت ایسا خوش فضا روح افزا اور لاجواب باغ اُنھین سُنسان نظر آنے لگا اور وہان کے خوش آوازہ پرندون کے گیت بالکل بے مزہ محسوس ہوتے۔ خوش رنگ اور خوشبودار پھول کچھ دلچسپ نہ معلوم ہوتے۔ اچھے اچھے منظر بھیانک اور عمدہ عمدہ چمن بے رونق دکھائی دینے لگے کیونکہ کسی چیز مین وہان حضرت آدم کے دل کو لُبھا لینے اور اپنا فریفتہ بنا لینے کی قوت جاذبہ نہ تھی۔ وہان کوئی مخلوق ایسی نہ تھی جو ہمدم

وہم جنس کہی جا سکتی۔ انیس و محرم ہونے کی صلاحیت رکھتی۔ غرض اس تنہائی نے حضرت آدم کو بہت جلد کسی قدر دل گرفتہ بنا دیا اور جنت کی سیر سے وہ کچھ خوش نہ ہوے بلکہ جی نڈھال رہنے لگا اور روز بروز افسردگی بڑھتی جاتی تھی دل کملایا جاتا تھا۔ کچھ سمجھ مین نہ آتا تھا کہ کیون طبیعت مین شگفتگی کے عوض پژمردگی بڑھتی جاتی ہی۔ آخر خداے تعالیٰ نے اسے محسوس فرمایا اور اپنی قدرت کاملہ سے آدمؑ پر نیند بھیجی۔ دنیا مین یہ پہلی نیند تھی۔ آدمؑ کو خود بخود غنودگی بڑھنے لگی اور تھوڑی ہی دیر مین وہ سو رہے اور دیر تک بے خبر سویا کیے۔ جب آدم علیہ السّلام بیدار ہوئے تو حوّا سرہانے بیٹھی ہوئی نظر آئین۔ ایک نئی حسین وہم جنس مورت کو دیکھکر آدمؑ پر حیرت چھا گئی۔ دیر تک خوبصورت چہرے کو دیکھتے رہے۔ پھر پوچھا تم کون ہو اور یہان کس ضرورت سے آنا ہوا؟ حوّا علیہا السلام نے جواب دیا "مین آپ کے اجزاے جسم ہی مین سے ایک جزو ہون۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی موانست کے لئے پیدا کیا اور آپ کی زوجیت و خدمت مین دیا ہی" آدم علیہ السّلام یہ سُن کر بہت ہی خوش ہوے۔ اور فوراً سجدۂ شکر بجا لائے۔ پھر اُسی وقت اللہ تعالیٰ نے دونون کا عقد کر دیا۔ اب گویا دنیا کی تمام مسرتین حاصل ہو گئین اور یکایک لطف و خوشی کی ایک لہر رگون مین دوڑنے لگی۔ دونون مین محبت کے پیمان بندھ گئے اور خوشی خوشی جنت کی سیر کیا کرنے لگے۔

علماے تاریخ کا اس باب مین بہت اختلاف ہی کہ حوّا علیہا السّلام کیسے پیدا ہوئین اور کس چیز سے اُن کا جسم بنایا گیا۔ توریت کی روایت یہ ہی کہ جب آدم سو گئے تو اُن کی بائین پسلی نکال کر اُس سے حوّا بنائی گئین اور کئی بزرگ صحابیؓ بھی اس طرف گئے ہین مگر اور مستند مورخین کا قول ہی کہ جو خمیر آدمؑ کی جسمانی ساخت کے لئے تیار کیا گیا تھا اُسمین سے کچھ حصّہ جسم آدم تیار ہو جانے کے بعد بچ رہا تھا اُسی سے حوّا کا پیکر بنایا گیا اور پھر اُس مین روح پھونکی گئی۔ امام رازیؒ[1] اور علامہ ابوالسعید کا بھی یہی قول ہی۔ مورخ کامل ابن اثیر فرماتے ہین کہ جو فرشتے اِس وقت موجود تھے اُنھون نے آدمؑ کا مبلغ علم دریافت کرنے کے لئے حوّا کو پوچھا کہ اس کا کیا نام ہی؟ آدمؑ[2] نے جواب دیا حوّا۔ فرشتون نے پوچھا حوّا اس کا نام کیون رکھا گیا؟ آدم نے کہا "لِاَنَّھَا خُلِقَتْ مِنْ حَیٍّ" اس لئے کہ وہ زندہ شے سے پیدا کی گئی ہی۔ اب اللہ تعالیٰ نے کہا کہ تم اور تمھاری بیوی حوّا دونون جنت مین رہا کرو اور وہان کے موجودہ میوون مین سے جو تم دونون کا جب جی چاہے کھاؤ لیکن ایک درخت کی نسبت حکم فرمایا کہ اس کے پاس کبھی نہ جانا ورنہ تم گنہگار اور مجرم ہو جاؤ گے۔ تاہم چونکہ لوح محفوظ مین تحریر ہو چکا تھا کہ ایک روز

---

[1] تفسیر حقانی جلد اول۔

[2] تاریخ طبری صفحہ ۱۰۲ و کامل ابن اثیر۔

دونون میان بیوی اس درخت کا پھل کھائینگے اور اس حیلے سے جنت سے
نکالے جائینگے کیون کہ اصل مقصد آدمؑ کی پیدایش سے جنت کا قیام نہین
بلکہ دنیا کو آباد کرنا اور زمین پر ایک ایسی نئی مخلوق کو پھیلانا تھا جو سب مین
شریف اور تمام مخلوقات سے افضل ہی۔ ایک روز شیطان نے جی مین ٹھانی
کہ جس صورت سے بھی ممکن ہو جنت مین پہونچکر آدم و حوا کو درخت ممنوعہ کا پھل
کھلانا اور دونون کو اس نعمت گاہ عیش سے نکلوانا چاہیئے آخر اُس نے رضوان
داروغۂ جنت سے اندر داخل ہونے کی اجازت چاہی۔ رضوان جو در اصل
فرشتہ تھا مانع آیا اور اُس نے شیطان کو روک دیا۔ اب شیطان نے ہر جانور سے
(جو زمین پر رہتا اور چلتا پھرتا تھا) استدعا کی کہ مجھے کسی صورت سے جنت
مین پہنچا دو تاکہ آدم و حوا سے اُس کو جو کچھ کہنا ہی کہہ سن لے مگر تمام ذی روح
مخلوق نے انکار کر دیا یہان تک کہ شیطان ایک سانپ کے پاس حاضر ہوا
اور منت و سماجت سے اُس نے سانپ کی خوشامد کی۔ سانپ اُس کے فریب
مین آگیا اور اپنے مُنھ مین اُسے بٹھا کر جنت مین پہنچا آیا۔ اس زمانہ تک
سانپ چوپایہ جانورون مین تھا اور دنیا کے نہایت حسین و خوش ہیکل مخلوق مین
شمار ہوتا تھا مگر اس گناہ کی سزا مین اُس کے چارون ہاتھ پاؤن توڑ دئے
گئے۔ جب سانپ جنت مین داخل ہوا تو شیطان منھ سے نکلا اور اس دردناک
آواز سے چیخا کہ آدم و حوا دونون سن کر بے حد اثر پذیر و دل گیر ہوئے اور

اُس مکار سے پوچھا کہ کیون روتا ہی۔ شیطان نے کہا ای خوبصورت انسانو مجھے اسپر رونا آتا ہی کہ تم دونون کو اب جلد موت آنے والی ہی اور یہ جو کچھ نعمت و دولت جنت مین تمکو میسر ہی عنقریب تم اس سے محروم ہو جاؤ گے۔ وہ دونون بھولے بھالے یہ سُن کر سوچ مین پڑ گئے اور نہایت غمگین ہوئے۔ ان کا سوچ مین پڑ جانا شیطان کے لیے کافی تھا۔ اب شیطان نے دونون کے دلون مین وسوسہ ڈالا اور درخت ممنوعہ کا پھل کھانے پر اُبھارا اور اُس اللہ کی معصیت کو بہترین پیرایہ مین نمایان کیا اور کہا کہ اے آدمؑ مین تمھین اُس (شجر خلد) کو نہ بتا دون جسکا کوئی پھل وغیرہ اگر تم کھالو تو ہمیشہ زندہ رہو اور کبھی نہ مرو بلکہ خدا کی طرح بادشاہ ہو جاؤ۔ پھر اُس نے خدا کی قسم کھاکر اور حلف اُٹھا کر کہا کہ مین تم دونون کا خیر خواہ اور مہربان ناصح ہون اور اللہ تعالیٰ نے اس درخت کا پھل کھانے سے صرف اس وجہ سے منع کیا ہی کہ تم دونون بادشاہ نہ ہو جاؤ تمھین زندگی جاویدنہ حاصل ہو جاے کیونکہ اس پھل کی یہ خاصیت ہی کہ جو کوئی کھالیتا ہی وہ بادشاہ ہو جاتا ہی اور پھر اُسے کبھی موت نہین آتی اس سے شیطان کو صرف آدمؑ کی ذلت و رسوائی اور اُن کی پردہ دری مدنظر تھی اور اُسے معلوم تھا کہ یہ دونون انسانِ اولین شرمگاہ رکھتے ہین اور برہنہ ہو جانا اُن کے لئے بڑی ذلت و رسوائی کی بات ہی لیکن آدمؑ اُس کے

ا؎ کامل ابن اثیر و طبری جلد اول ۱۲

اُس ارادے اور اُس کے انجام سے گو واقف نہ تھے تاہم اُنھوں نے صاف انکار کر دیا۔ اب شیطان اُس درخت کا ایک پھل توڑ کر حوّا کے پاس لایا اور اُن سے کہا کہ اِس درخت کو تو دیکھئے اِس کی بُو کس قدر اچھی مزہ کتنا عمدہ اور رنگ کیسا پیارا ہی۔ حوّا نے شیطان کے ہاتھ سے وہ پھل لے کر کھا لیا۔ پھر آپ آدمؑ کے پاس آئین اور اُن سے بھی کہا کہ "دیکھو اس درخت کے پھل کا مزہ اور رنگ کتنا اچھا ہی اور بو بھی اچھی ہی۔ تم بھی کھاؤ۔ مین نے تو کھا لیا کوئی نقصان نہین معلوم ہوا"۔ تب تو آدمؑ کو بھی جراُت ہوئی اور آپ نے اپنی پیاری بیوی حوّا کی خاطر ایک پھل کھا لیا۔ پھل کا کھانا تھا کہ دونون کے جنّتی لباس جسم سے خود بخود گر پڑے اور شرم گاہین بے پردہ نظر آنے لگین۔ جنّت کے پتّے اُن کی یہ حالت دیکھکر شرمائے اور نفرت کی نگاہ سے دیکھنے لگے۔ آدمؑ مارے شرم کے ایک درخت کی آڑ مین چھپنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے پکارا آدمؑ تم کہاں ہو؟ آپ نے جواب دیا یارب مین حاضر ہون اور یہ موجود ہون۔ ندا آئی کہ درخت کی آڑ سے باہر کیون نہین نکلتے؟ آدمؑ نے کہا یارب مجھے تجھ سے شرم آتی ہی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جس زمین کی خاک سے تو پیدا کیا گیا ہی اُس کی زمین قابل نفرین رہے گی جب تک کہ اُس کے پھل کانٹے نہ بن جائین۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حوّا سے خطاب

لہ تاریخ طبری بروایت وہب بن منبہؒ ۱۲۔

کرکے فرمایا "اے حوّا تو نے میرے بندے آدمؑ کو دھوکا دیا اب تو جب حاملہ ہوگی تو سخت تکلیف کے بعد حمل کی گرانی سے نجات پائے گی اور جب وضع حمل کا زمانہ آئے گا تو اُس کی تکلیف موت سے زیادہ تلخ اور ناگوار ہوگی پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا ہم نے تم دونون کو اس درخت کے پھل کھانے سے منع نہین کیا تھا اور ہم نے یہ نہین کہہ دیا تھا کہ شیطان تم دونون کا پکّا دشمن ہی۔ آدمؑ نے کہا مین نے حوّا کے کہنے اور اصرار کرنے سے خطا کی۔ اللہ تعالیٰ نے حوّا سے دریافت فرمایا تم نے کیون ایسی جرأت کی؟ حوّا نے کہا کہ مین نے سانپ کے کہنے سے فریب کھایا۔ اللہ تعالیٰ نے سانپ سے کہا کہ دد تو اپنے مُنھ مین شیطان ملعون کو لے کر جنت مین داخل ہوا اور میرے بندون کو دھوکا دیا تو بھی ملعون ہی۔ جا تیرے چارون ہاتھ پاؤن توڑ دیے گئے اور اب خاک دھول کے سوا تیری اور کچھ غذا نہین تو ہمیشہ کے لئے اولاد آدم کا دشمن رہے گا اور اولاد آدم تیری دشمن۔ اور ایسی سخت دشمن کہ جہان تجھے پائے گی سر کچل ڈالے گی۔ تم سب ایک دوسرے کے دشمن قرار دیے گئے اب سب کے سب نکل جاؤ" سانپ ور شیطان دونون اُسی وقت زمین پر پھینک دیے گئے اور آدمؑ و حوّاؑ کو جو کچھ نعمت و کرامت عطا ہوئی تھی وہ سب اللہ نے سلب کر لی تب بھی آسمان سے زمین کی طرف ڈھکیل دیے گئے۔

مورخ کامل ابن اثیر بہ روایت ابوہریرہؓ ایک حدیث کے سلسلہ مین

بیان کرتے ہین کہ آدمؑ کی پیدایش اور جنت مین سکونت۔ پھر جنت سے خروج جمعہ کے دن ظہور مین آیا اور اس جمعہ ہی کے دن اللہ نے آدمؑ و حوا کی توبہ قبول کی اور دونون بچھڑے ہوے غمزدہ میان، بیوی ایک جگہ جمع ہوے۔ اور جنت سے آدمؑ و حوا پچھلے دن نکالے گئے تھے جبکہ تقریبًا نو یا دس گھنٹے طلوع آفتاب کو گذر چکے تھے اور یہ دونون میان بیوی جنت مین صرف پانچ گھنٹے رہنے پائے غرض جس روز آدمؑ کی پیدائش ہوئی اُس دن اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو غروب شمس سے پہلے حوا سمیت جنت سے نیچے زمین کی جانب پھینک دیا۔ چنانچہ آدمؑ ہندوستان مین اُس پہاڑ پر آکر گرے جس کو نود[1] کہتے تھے اور جو سرزمین سرانديپ پر واقع ہی اور حوا جدّہ[2] مین آکر گرین۔ ابن عباسؓ کا قول ہی کہ آدمؑ نود سے حوا کی تلاش مین روانہ ہوے اور حوا آدمؑ کی تلاش مین جدہ سے ''مکہ'' کی طرف سدھارین چلتے چلتے دونون آدمی مقام جمع پر پہنچے۔ حوا آدمؑ کو دور ہی سے دیکھکر پہچان گئین اور جھٹ اُن کی طرف جھپٹین۔ اب اُس مقام کو مُزدلفہ کہتے ہین۔ آدمؑ نے بھی حوا کو پہچانا اور دونون بچھڑے ہوے ملے جہان دونون کا باہمی تعارف ہوا ہی اُس مقام کا نام عرفات ہی۔ اب تک یہ دونون برگزیدہ بالکل برہنہ رہتے تھے جنت مین

[1] اب یہ پہاڑ جزیرۂ سرانديپ مین کوہ آدم کے نام سے مشہور ہی ۱۲۔

[2] ساحلِ بحرِ قلزم پر جزیرۂ عرب مین مشہور مقام ہی ۱۲۔

جو لباس انجیر کے پتون اور بالون کا عطا ہوا تھا وہ وہین بوجہ معصیت چھین لیا گیا تھا- اللہ تعالیٰ نے اب دونون کو حکم دیا کہ ایک مینڈھے کو ذبح کرین- آدمؑ نے حسب ہدایت الٰہی مینڈھے کو ذبح کیا اور اُس کا صوف لیکر حوّا کو دیا- حوّا نے اُس کو خوب صاف کیا اور پھر سوت بٹا- پھر آدمؑ نے اُس سے کپڑا بُن کر ایک جُبّہ اپنے لیئے اور ایک اوڑھنی اور ازار (تہمد) حوا کے لئے تیار کی اِس طرح دونون نے برہنگی سے نجات پائی-

ایک روایت یہ بھی ہے کہ دو فرشتے آدمؑ و حوّا کی خدمت مین بھیجے گئے جنھون نے اُن کو جانورون کی کھال کا لباس بنانا سکھایا اور بقول بعض چمڑون کا لباس بنانا اور پہننا اولاد آدم کی ایجاد ہے- یہ دونون درختون کے پتون ہی سے ستر پوشی کرتے تھے- اب مکہ مین اللہ تعالیٰ نے حرم محترم بنانے کا حکم دیا- چنانچہ بمعیت حضرت جبرئیل خانۂ کعبہ کو آدم نے تیار کیا اور دونون آدمی خانۂ کعبہ مین حاضر ہو کر اپنے گناہ پر پشیمان ہوئے اور جو کچھ جنت کی نعمتین اُن سے چھین لی گئی تھین اُن سے تلف ہو جانے پر تقریباً دو سو برس تک روتے اور توبہ کرتے رہے- اور قریباً چالیس روز تک دونون نے کچھ نہ کھایا پیا- کوئی سو برس تک آدمؑ حوّا سے ہم قرین نہین ہوئے- تب اللہ تعالیٰ نے دونون کے گناہ معاف کئے اور کسب معاش کے طریقے بتلائے اور اب یہ راضی برضائے الٰہی ہو کر اپنی زندگی بسر کرتے رہے- پھر اللہ نے اولاد کا سلسلہ جاری کیا- حوّا سے ایک لڑکا

اور ایک لڑکی ساتھ ہی پیدا ہوتے تھے اور پہلے حمل کا لڑکا دوسرے حمل کی لڑکی سے بیاہ دیا جاتا تھا۔ اپنی جُڑواں بہن سے عقد جائز نہ تھا لیکن اِس دنیاوی زندگی میں اُن کو پہلا یہ صدمہ پیش آیا کہ قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو اس سبب سے قتل کر ڈالا کہ اُس کی قسمہ بانی اللہ تعالیٰ نے قبول کر لی تھی کیونکہ قابیل اقلیمیا کے ساتھ شادی کرنا چاہتا تھا جو اُس کی جُڑواں بہن تھی اور اُس کا مستحق ہابیل تھا۔ آدمؑ و حوا دونوں کو جب یہ معلوم ہوا کہ قابیل نے اپنے بھائی کو مار ڈالا تو دونوں کو بے حد رنج و قلق ہوا۔ اُس کے بعد کئی ایک اور اولادیں بھی ہوئیں لیکن ہابیل کے غم جدائی نے خاص کر حوا کو نہایت دل شکستہ اور افسردہ بنا دیا تھا اور دنیا کی مسرتیں جن کے وہ خوگر ہو گئے تھے اب ہیچ معلوم ہونے لگیں۔ اس واقعہ سے اولاد آدم میں باہمی رنجش پیدا ہو گئی اور برابر بڑھتی گئی جو آدمؑ و حوا کے لئے اور زیادہ رنج دینے والی تھی۔ تاہم قتل ہابیل کے پچاس سال بعد شیثؑ پیدا ہوئے ان سے ماں باپ کا غم غلط ہوا۔ بعض کا قول ہے کہ یہ اکیلے ہی پیدا ہوئے کوئی لڑکی ان کے ساتھ نہیں ہوئی مگر ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ شیثؑ بھی توام ہی پیدا ہوئے تھے اور آدمؑ کی وفات کے بعد شیثؑ ہی اُن کے جانشین اور وصی قرار پائے۔ حوا اور آدمؑ کی اولاد کی صحیح تعداد افسوس ہے کہ نہ معلوم ہو سکی اور ایک ہزار سال کی عمر پا کر آدمؑ نے اِس دنیا سے کوچ کیا اور حوا، آدمؑ کی

وفات کے بعد صرف ایک سال تک زندہ رہین پھر ان کا بھی انتقال ہوگیا اور وہ بھی "جبل ابُو قُبَیس" کے اُس غار مین دفن کی گئین جس مین اُن کے عزیز شوہر حضرت آدمؑ مدفون ہوئے تھے - طوفان کے وقت نوح علیہ السلام نے دونون کی نعشین نکال کر ایک محفوظ تابوت مین بند کر کے اپنے ہمراہ کشتی مین رکھ لی تھین جو طوفان کے بعد مقام "بیت المقدس" مین اُسی جگہ دفن کر دی گئین جہان قبل طوفان کے یہ نعشین رکھی گئی تھین -

علامہ شہاب الدین قلیوبی اپنی کتاب النوادر صفحہ ۲۱۲ مین بہ سلسلۂ حکایات لکھتے ہین کہ آدمؑ و حواؑ نے شجر ممنوعہ کا پھل کھا کر دس ایسے نقصان اُٹھائے جن کی تلافی کسی صورت سے نہین ہوسکتی اور ہر ایک نقصان اپنی جگہ پر ایک بلائے بے درمان سے کم نہین - اوّل تو اللہ تعالیٰ کا اِن دونون پر عتاب اَلَمْ اَنْھَکُمَا عَنْ تِلْکُمَا الشَّجَرَةِ وَ اَقُلْ لَّکُمَا اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمَا عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ٥ دوسرے جنت کا لباس اُن کے پاک جسمون پر سے گر جانا - تیسرے نور فردوسی کا چھن جانا - چوتھے جنت سے دونون کا خروج - پانچوین سَو برس تک فراق باہمی چھٹے اپنی معصیت پر دونون کی ندامت ساتوین اُن سے قیامت تک شیطان کی عداوت آٹھوین اُنکی اولاد کے نفوس پر ابلیس کا تسلط نوین اُن کی اولاد مومنین کے لئے دنیا کا

ک کیا ہمنے تم دونون کو اس درخت (کا پھل کھانے) سے منع نہین کیا تھا - اور جتا نہین دیا تھا کہ شیطان تمھارا صریح دشمن ہے - سورۂ اعراف پارہ ۸ - ۱۲

قید خانہ ہو جانا۔ دسوین طلب معاش کی تکالیف مین پڑ جانا مورخین کا بیان ہی
کہ حوّا اپنی زندگی مین نہایت نیک اور سادہ مزاج اور بے حد محنتی عورت
تھین۔ اُنھون نے اپنی حیات مین خانہ داری کے سب کام کئے جن کی ایک
انسان اول کے لئے ضرورت تھی یعنی صوف صاف کیا۔ سوت بٹا اور
کپڑا بُنا اور اُنھین نے دنیا مین سب سے پہلے آٹا پیسا اور گوندھا پھر روٹی
پکائی اور عمر بھی اپنے شوہر سے کم نہین پائی۔ وہ زندگی بھر اپنے شوہر کا
ہر کام مین ہاتھ بٹایا کرتی تھین اور ہر ایک حرفت و صنعت مین برابر سے
عملی طور پر حصہ لیتی تھین۔ اِس کے علاوہ جو اُمور صرف عورتون سے مخصوص
اور متعلق ہوا کرتے ہین وہ سب اکیلی آپ اپنی ذات سے کیا کرتی تھین وہ دنیا
کے تمام امیر و غریب، فقیر و بادشاہ کی مان ہین۔ تمام عمر مین اُنھون نے بڑی
بڑی تکلیفین اپنی اولاد کی خاطر جھیلین اور بڑی بڑی مصیبتین اپنے مولا کی مرضی
کے لئے اُٹھائین۔ اُن کا ہر کام ہماری عورتون کے لئے شمع ہدایت ہی اور ہم
اُن کے کامون کے قصّے سُن کر اس نتیجہ پر پہنچتے ہین کہ اپنے کام کو خود انجام دینا
کوئی شرم و ذلت کی بات نہین ہی اور کسی پیشے یا کسی کام کو آدمی حقیر و ذلیل
نہ سمجھے کیونکہ کوئی ایسا کام یا ایسا پیشہ نہین جو اُس کے اسلاف نے
نہ کیا ہو۔ خاص کر بی بی حوا کی شوہر کے ساتھ ہر کام مین شرکت و مدد دہی
ضرور سبق آموز ہی۔

حروزہ

(زوجۂ شیث علیہ السّلام)

مؤرخ ابن جریر طبری بہ روایت ابن اسحاق لکھتے ہین کہ شیث علیہ السلام کی بیوی کا نام حروزہ تھا اور یہ آپ کی بہن تھین نکاح کرنے کے بعد ان کے بطن سے ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام یانش تھا اور ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام شیث ع نے نعمۃ رکھا۔ اُسوقت شیث علیہ السلام کی عمر ایک سو پچاس برس کی تھی اور شیث علیہ السّلام یانش کی ولادت کے بعد کوئی آٹھ سو سات برس تک زندہ رہے اور توریت مین آیا ہی کہ "انوش (یانش) جس سال پیدا ہوے اُس سال شیث ع کی عمر کے چھ سو پانچ سال گذر چکے تھے" انوش شیث علیہ السلام کے وصی اور جانشین ہوے شیث ع کی حروزہ سے اور بھی بہت اولاد ہوئی مگر سب سے بڑے اور باپ کے جانشین انوش ہی تھے۔ انوش کا نکاح نعمۃ کے ساتھ کر دیا گیا تھا اُن سے ایک لڑکا قینان پیدا ہوا اسکے علاوہ اور بھی بہت سی اولاد ہوئی اور دنیا مین پھیلتی گئی لیکن آدم علیہ السلام کے اور بیٹون کی اولاد روز بروز کم ہوتی گئی اور اُن کے نسب مجہول اور منقطع ہوتے گئے۔

اب تمام نسب ونسل کی انتہا شیث علیہ السلام اور حروزہ تک ہی پہنچتی ہی گویا
شیث علیہ السلام ابوالبشر اور ام البشر اُن کی بیوی حروزہ ہوتی ہین - اِس
معاملہ مین حروزہ بڑی خوش قسمت عورت تھین کہ اس وقت دنیا مین جس قدر
انسان آباد ہین خواہ وہ وحشی ہون یا مہذب یورپین ہون یا ایشیائی سب
حروزہ کی اولاد مین ہین اور وہ سب کی مان ہوتی ہین - مزید حالات
افسوس ہی کہ کہین نہ معلوم ہوسکے۔

مخوائلہ

(زوجۂ شیث علیہ السّلام)

مصنف[۱] جامع التواریخ لکھتے ہین :-

شیث علیہ السّلام اپنے باپ کے سب سے زیادہ عزیز فرزند اور خدا کے برگزیدہ ترین بندون مین سے تھے اپنے باپ حضرت آدمؑ کی مسند نبوت پر یہی اُن کے جانشین ہوے مخوائلہ ان کی بیوی اور حُور جنت تھین ان کے بطن سے ایک صاحبزادے پیدا ہوے جن کا نام "انوش" تھا اور یہی شیثؑ کے وصی ہوئے مخوائلہ نہایت حسین اور خوبصورت اور اپنے شوہر کی فرمان بردار و اطاعت گذار تھین۔ لیکن نہین معلوم کہ مورخ مذکور کا ماخذ کیا ہی کیون کہ اِس وقت جس قدر کتب ہمارے پیش نظر ہین اُن مین کہین یہ ذکر مذکور نہین کہ شیث علیہ السّلام کی بیوی "حور" تھین اور ان کا نام مخوائلہ تھا اور نہ قیاس چاہتا ہی کہ شیثؑ کا نکاح حورِ جنت سے دنیا مین کیا جاتا کیون کہ یہ توالد و تناسل کا ابتدائی زمانہ تھا اور بہ کثرت لڑکیان اور لڑکے آدمؑ کے صلب اور حوّا کے بطن سے پیدا ہو رہے تھے اور نیز اُن کی اولاد کی اولادین بڑی سرعت کے ساتھ بڑھتی جاتی تھین

---

[۱] منشی فقیر محمد ولد قاضی محمد رضا ساکن راجہ پور۔ یہ کتاب ۱۲۵۲ھ ۱۸۳۶ء مین کلکتہ کے مطبع منشی ارادت الدین مین مدرسۂ عالیہ کلکتہ کی جانب سے ٹائپ مین چھپی ہی اور قدیم مطبوعات اور نایاب کتب مین ہی۔ ۱۲

اللہ تعالیٰ کو بنی آدم سے دنیا کو آباد کرنا تھا پھر شیث علیہ السلام کا نکاح حور جنت سے ہونا کیسا؟ اور کسی تاریخی کتاب سے شیثؑ کا دوسرا نکاح ہونا بھی نہین پایا جاتا جو یہ خیال کیا جائے کہ محوائلہ شیثؑ کی دوسری زوجہ ہون گی البتہ "روضۃ الصفا" مین بھی بحوالۂ عرائس المجالس مؤلفۂ ثعالبی لکھا ہی کہ شیثؑ کی بیوی حور تھین ممکن ہی کہ محوائلہ کے حسن وجمال بے مثال کی وجہ سے ان کو حور سمجھ لیا گیا ہو یا ازراہ مبالغہ حور جنت لکھدیا ہو اور وہ درصل انسان اور اولاد آدم ہی ہون اور یہ بھی ممکن ہی کہ حرورنہ ہی کو بعض مورخون نے محوائلہ سمجھ لیا ہو یا کتاب مین یہ تحریف ہوئی ہو اور نیز شیثؑ کا دوسرا عقد ہونا بھی کوئی خلاف قیاس وتعجب خیز نہین ہی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہدانہ

(زوجۂ ادریس علیہ السلام)

بقول مورخ کامل ابن اثیر جزری و علامۂ ابن جریر طبری، ادریسؑ[1] کی زوجہ کا نام ہدانہ تھا اور بقول بعض ادانہ یہ باویل بن محویل بن خنوخ بن قابیل کی بیٹی اور اپنے زمانہ کی نہایت خوش قسمت عورت تھین جن کو ادریسؑ کی بیوی ہونے کی عزت حاصل ہوئی کیونکہ ادریسؑ دنیا مین بہت بڑے[2] مرتبہ کے نبی اور آدمؑ و شیثؑ کے بعد تیسرے نبی ہوئے ہین۔

[1] ادریس بہت بڑے حکیم بھی دنیا مین شمار ہوتے تھے اور کتب تاریخ و قرآن و حدیث مین ان کے بڑے بڑے فضائل مذکور ہین ابن جریر طبری بہ روایت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ لکھتے ہین کہ انھون نے کہا:۔

"مجھ سے رسول اللہؐ نے فرمایا کہ سریانیون مین چار رسول ہوئے آدمؑ۔ شیث۔ نوح۔ خنوخ (ادریس) اور وہ پہلے انسان ہین جنھون نے قلم سے لکھا اللہ تعالیٰ نے اخنوخ پر تیس صحیفے نازل فرمائے"

آپ بیوراسب بادشاہ کے زمانہ مین تھے اور بعض مورخین کا گمان ہے کہ تمام دنیا پر آپ نبی کئے گئے تھے

[2] طبری جلد اول صفحہ ۱۷۴ و کامل ابن اثیر جلد اول۔

۶۵ سال کی عمر مین ادریسؑ نے ان سے اپنا عقد کیا مگر یہ معلوم نہ ہو سکا کہ اس وقت ہدانہ کی عمر کیا تھی اور وہ کس شکل و شمائل کی عورت تھین کیونکہ حسن انسانی کی ابتدا اور عروج کا زمانہ تھا۔ لیکن ادریسؑ کا اپنی زوجیت کے لئے اُن کو انتخاب کرنا اس پر دلالت کرتا ہے کہ وہ نیک سیرت بھی ہونگی۔

ادریسؑ کے صاحبزادے متوشلخ نامی انھین کے بطن سے پیدا ہوئے جو اپنے بزرگ باپ کے قایم مقام اور وصی بھی تھے۔ ادریسؑ متوشلخ کی ولادت کے بعد تین سو سال تک دنیا مین رہے اُس کے بعد وہ آسمان پر اُٹھائے گئے۔ اُنھون[۱] نے اپنے بیٹے اور تمام اہلبیت کو اللہ کی اطاعت اور حکم ماننے کی وصیت کی اور کہا کہ عنقریب اللہ اولاد قابیل پر عذاب نازل کرنے والا ہے اور نیز اُن لوگون پر جو اولاد قابیل سے میل جول رکھتے ہین لہذا تم سب لوگ اُن سے میل ملاپ ترک کر دو اور رشتہ ناتہ توڑ دو۔

جب متوشلخ کی عمر ایک سو ستائیس ۱۲۷ سال کی ہوئی تو اُنھون نے اپنی مرضی سے عزازیل بن الوشیل بن خنوخ کی بیٹی عرباء سے شادی کر لی ان کے بطن سے دو بیٹے لمک اور صابی پیدا ہوئے پھر ان دونون کی اولاد کثیر ہوئی۔ بیٹے کی شادی کرنے کے تھوڑے زمانہ کے بعد

سلہ توریت، کتاب پیدائش و طبری وغیرہ ۱۲

ہدانہ کا انتقال ہو گیا افسوس ہی کہ ہدانہ کے مزید حالات ہم کو کسی مستند تاریخ سے نہ مل سکے اور نہ ان کی ماں کا نام معلوم ہوا، ہاں ان کی ساس کا نام برکنا تھا جو یرو کی بیوی اور ان کے چچا درشیل بن محویل بن خنوخ بن قائن کی بیٹی تھیں۔

واہلہ

(زوجۂ نوح علیہ السّلام)

اگرچہ واہلہ کو ایسے جلیل القدر نبی کی بیوی ہونے کا فخر حاصل ہوا مگر افسوس ہی کہ اُس نے اپنی بد دینی کی وجہ سے اپنے نامدار شوہر کی ذرا بھی قدر نہ کی اور دنیا کے ساتھ اپنی آخرت بھی بگاڑلی اور اُنپر ایمان نہ لائی۔ واہلہ اور اُس کی قوم نے جس پہ نوح علیہ السلام نبی بنا کر بھیجے گئے تھے نعوذ باللہ آپ کو مجنون اور دیوانہ مشہور کیا اور اُن کو مختلف ایذائین دین اور آخر طوفان عظیم مین اور دوسرے منکرین نبوت و دشمنان دین کے ساتھ واصلِ جہنم ہوئی۔ پارۂ (۲۸) قرآن شریف سورۂ تحریم مین واہلہ زوجۂ نوحؑ اور واعلہ زوجۂ لوطؑ کی نسبت ارشاد ہوا ہی:۔

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَیْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَیْنِ فَخَانَتَاهُمَا فَلَمْ یُغْنِیَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا وَّقِیْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِیْنَ۝

ترجمہ:۔ خدا نے کافرون کے لئے نوح کی بیوی اور لوط کی بیوی کی مثال بیان فرمائی ہی۔ یہ دونون ہمارے دو نیک بندون کے گھر مین تھین دونون نے اپنے شوہرون کی خیانت کی تو ان کے شوہر خدا کے مقابلہ مین اُن کے کام نہین آئے اور اُن سے کہا گیا کہ اور داخل ہونے والون کے ساتھ تم بھی جہنم مین داخل ہو۔ (سورۂ تحریم۔ پارہ ۲۸) اس آیت مین خیانت سے بدکاری مراد نہین ہی مؤلف

واہلہ منافق[۱] اور بد دین عورت تھی اور اُس نے اپنے شوہر کا کبھی کہا نہ مانا نہ اُن کے حقوق کا کچھ خیال کیا آخر وہ ہلاک ہوئی اور جب تک دنیا قائم ہی وہ اپنی بد دیانتی کی وجہ سے رسوا اور ذلیل رہے گی۔ واہلہ اپنے شوہر کی جانب کبھی متوجہ نہ ہوتی تھی اور نہ اُن کے ادب کو ملحوظ رکھتی تھی بلکہ اُنکی ہر خدمت سے پہلو تہی اور بد دلی کا اظہار کرتی رہتی تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اُس نے اپنی دُنیا اور آخرت خراب کرلی اور اب وہ اپنے کئے کا ہمیشہ بھگتان بھگتے گی اور دوزخ کے عذاب سے کبھی رہائی نہ پاسکے گی اُس کا بیٹا کنعان بھی طوفان مین ہلاک ہوا کیونکہ یہ دونون کشتی پر سوار ہونے سے باز رہے اگرچہ نوح علیہ السّلام نے بہت کچھ نصیحت فرمائی اور اپنے بیٹے کو مخاطب کرکے فرمایا[۲] یٰبُنَیَّ ارْکَبْ مَّعَنَا وَلَا تَکُنْ مَّعَ الْکٰفِرِیْنَ "اے فرزند ہمارے ساتھ سوار ہوجا اور خیانت کرنے والون (کافرون) کا ساتھ نہ دے" مگر اُس نے نہ مانا اور یہ جواب دیا سَاٰوِیْٓ اِلٰی جَبَلٍ یَّعْصِمُنِیْ مِنَ الْمَآءِ "مین ایک پہاڑ کی جانب پانی سے پناہ لون گا"

اس بیٹے کا نام بعض مورخین نے یام بعض نے رائع اور بعض نے

---

[۱] جامع التواریخ ۱۲۔

[۲] ترجمہ :۔ اے میرے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور کافرون کے ساتھ نہ رہ۔ سورۂ ہود پارۂ دوازدہم ۱۲۔

کنعان[۵۱] لکھا ہی-غرض دونون نذر طوفان ہوے اور اپنے کئے کی سزا پائی-

علامہ[۵۲] ابن اثیر نے لکھا ہی کہ نوح بن لمک نے اپنا نکاح عزرہ بنت براکیل بن محویل بن خنوخ بن قین سے کیا-اس سے تین بیٹے حام، سام اور یافث پیدا ہوئے اور نوح اپنی قوم کو نصیحت کیا کرتے تھے مگر یہ قوم اُن پر ہنستی اور اُن کی سُبکی کیا کرتی تھی اور اس زمانہ مین کوئی شخص بھی دنیا مین ایسا نہین رہا تھا جو بُری باتون سے انسان کو روکتا اور اچھی باتون پر لگاتا تب نوح علیہ السّلام مبعوث ہوئے اور اُنھون نے نصیحت شروع کی-ان کی بیوی بھی در پردہ قوم کفار سے اتفاق رکھتی تھی اور بظاہر مسلمان بنی ہوئی تھی-

مفحات[۵۳] الاقران للسیوطی مین نوح علیہ السلام کی بیوی کا نام واہلہ لکھا ہی مگر "جامع التواریخ" و "روضۃ الصفا" مین اس کا نام واعلہ درج ہی-

مورخ ابن جریر طبری کا بیان ہی کہ طوفان کے بعد نوح علیہ السّلام کی جو اولاد ہوئی اُسی سے دُنیا آباد ہوئی-اِسوقت تک اُن کی بیوی زندہ اور کشتی پر سوار ہو کر نجات پانے والون مین تھی اور اس کا نام عمورہ تھا-یہ بھی ممکن ہی کہ نوح علیہ السلام کی یہ دوسری ایماندار بیوی ہو

[۵۱] روضۃ الصفا جلد اول صفحہ ۱۹-۱۲

[۵۲] تاریخ کامل ابن اثیر جلد اول-۱۲-

[۵۳] مطبوعہ مصر ۱۲-

جس سے اولادِ نوح کا وہ سلسلہ جاری ہوا جس کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہی
وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبَاقِيْنَ ۝ اور ہم نے نوح کی ذریت کو دنیا مین
باقی رکھا " اور باقی سب لوگ نذرِ طوفان ہوے۔ اس سے صاف ظاہر ہی
کہ طوفان ساری دنیا مین آیا تھا مقامی نہ تھا اور اب جس قدر آدمی دنیا پر ہین
یہ حام، سام، یافث کی اولاد سے ہین اور وہ مان بیٹے جو نذرِ طوفان ہوے
مشرک و نافرمان رہے۔ اُن کا سلسلہ بھی باقی نہین رہا۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

عمروره

(زوجۂ نوحؑ علیہ السّلام)

نوحؑ دنیا مین وہ پہلے نبی ہین جو عذاب سے اپنی قوم کو ڈرانے اوران کو توحید کی طرف بلانے کے لئے بنی کئے گئے - اولوالعزم نبیون مین ہین - قرآن شریف مین کئی جگہہ آپ کا ذکر مذکور ہی- آپ نے اپنانکاح عمروره سے کیا جو قابیل کی اولاد مین ہی- عمرورہ کے باپ کانام ہراکیل ہی اور اُس کا نسب نامہ حسب ذیل ہی-

عمرورہ بنت ہراکیل بن محویل بن خنوخ بن قین بن آدمؑ- نوحؑ جب پانچسو برس کے ہوئے تو عمرورہ کے بطن سے اُن کے تین بیٹے پیدا ہوے جن کے نام یہ ہین سام، حام، یافث- تینون مسلمان اور نوحؑ کے فرمان بردار تھے- ابن اثیر اور ابن جریر دونون نے نوحؑ کی بیوی کا نسب ایک ہی لکھا ہی نام مین اختلاف ہی- ممکن ہی کہ یہ کاتب کا سہو ہو اور عمرورہ کو عزرہ لکھا گیا ہو یا عزرہ کو عمرورہ مگر اول صحیح معلوم ہوتا ہی کیونکہ تاریخ طبری جو ہمارے مطالعہ مین ہی نہایت صحیح اور بڑے اہتمام سے طبع کی گئی ہی اور تاریخ کامل مصر کی معمولی چھپی ہوئی ہی جس کے مقابلہ مین

اول الذکر کو ترجیح دینا بالکل عقل کے موافق ہی۔ علامۂ طبری نے نوحؑ کی ایک اور بیوی کا اپنی تاریخ مین ذکر کیا ہی۔ وہ لکھتے ہین کہ مجھسے حارث نے بروایت ابن سعد مرفوعًا بیان کیا کہ ابن عباسؓ سے مروی ہی کہ نوحؑ نے "بنی قابیل" مین ایک اور عورت سے عقد کیا اُس کے بطن سے نوح علیہ السلام کا ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام یوناطر تھا۔ توریت مین ہی کہ ایک مقام تھا جس کو معلول شمسا کہتے تھے وہان یہ لڑکا پیدا[1] ہوا۔ ممکن ہی کہ وہ عورت جو قابیل کی اولاد مین تھی واہلہ ہو جو حضرت نوح علیہ السلام کے خلاف تھی اور یہی طوفان مین ہلاک ہوئی جس کا حال اس سے قبل لکھا جاچکا ہی اور عمورہ و عزہ دراصل ایک ہی عورت ہی۔ یہ محض تغیر کتابت ہی۔

[1] طبری جلد اول جزء اول صفحہ ۲۲۰۔

سارہؑ

(زوجۂ اول ابراہیم علیہ السّلام)

سارہ ابراہیم علیہ السلام کی پہلی اور بڑی پیاری بیوی تھین جب تک وہ زندہ رہین حضرت نے اُن کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہ کیا، بی بی سارہ کی دلداری ہر وقت آپ کو ملحوظ رہتی تھی، اور وہ دنیا کی نہایت حسین وجمیل اور نہایت نیک بخت عورتون مین تھین، مصر، شام وعرب بلکہ اور ممالک مین بھی ان کی خوبصورتی اور نیک سیرتی ضرب المثل ہے، وہ جس طرح اپنے حسن وجمال مین بے مثل تھین اُسی طرح خدا کی عبادت اور رضا جوئی مین بھی تمام عمر مصروف رہین جس روز ابراہیم علیہ السلام کو نمرود نے آگ مین پھنکوایا اور وہ آگ آپ کی برکت سے سرد ہوگئی تو بابلؔ[۱] کے اکثر باشندے آپ پر ایمان لے آئے اور اپنے قدیم دین کو چھوڑ بیٹھے تھے اِنھین مین سے حضرت لوطؑ اور حضرت سارہ ہین۔

---

[۱] بابل مشہور اور قدیمی شہر ہے لیکن موجودہ نقشون مین اسکا پتہ نہین چلتا صاحب قاموس لکھتا ہے کہ یہ جگہ بغداد کے جنوب مین اُس سے قریباً ۹۰ کیلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے اس کو نمرود ابن کوش نے آباد کرکے اپنا دار الحکومت بنایا تھا چنانچہ اس کے بعد جو بادشاہ ہوئے انھون نے بھی اسی کو دار الحکومت رکھا اور اس کو بہت کچھ وسعت دی۔ (قاموس الامکنہ والبقاع)۔

سہیلی نے لکھا ہی کہ سارہ ہاران ابن ناحُور کی بیٹی تھین۔ جو ابراہیمؑ کے بڑے چچا تھے۔ ان کا خاندان ہمیشہ سے بابل مین رہتا تھا حضرت سارہ یہین پیدا ہوئین اور وہ اپنے مان باپ کی بہت دلاری بیٹی تھین۔ گو ان کا سن اس وقت تک زیادہ نہ تھا مگر اللہ نے بڑی سلیم عقل عطا فرمائی تھی۔

ابھی اس واقعہ کو کچھ زیادہ عرصہ نہین گذرا تھا کہ بذریعۂ وحی حضرت ابراہیمؑ کو مصر کی طرف ہجرت کرنے کا حکم ہوا اور نمرود نے بھی کہلا بھیجا کہ تمھارے مذہبی اثر سے میری بادشاہی تباہ ہو رہی ہی اور رعایا سلطنت کے دباؤ سے نکل کر نبوت کے سایہ مین پناہ لے رہی ہی۔ بہتر یہ ہی کہ تم بابل کی سکونت کو خیر باد کہو اور جہان چاہو جاؤ تمھارا خدا حافظ و نگہبان ہی۔

ابراہیمؑ نے گھر آکر عزم سفر کیا پھر لوطؑ کو بلا کر فرمایا کہ تم مجھپر ایمان لے آؤ اور میرے ساتھ چلو مین یہان سے بہت جلد ہجرت کرنے والا ہون۔ لوطؑ نے پوچھا کدھر جانے کا قصد ہی آپ نے فرمایا اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّیْ (مین اپنے رب کی طرف جانے والا ہون) پھر سارہ سے کہا وہ بھی بخوشی راضی ہو گئین اور ایمان بھی لے آئین ابراہیم علیہ السلام کے والد[۱] آزر اور بڑے بھائی ناحور ابن تارح (آزر) اور ان کی بیوی ملکہ اور جو لوگ ایمان لائے تھے وہ سب ابراہیمؑ کے ساتھ ہو گئے اب یہ خدائی قافلہ ملک شام کی طرف سدھارا اور شہر

---

[۱] تاریخ ابن خلدون۔ جلد دوم۔

حرانؔ[۵۱] مین داخل ہوا یہ ایک قدیم شہر تھا جو طوفان نوح کے بعد سب سے پہلے آباد کیا گیا تھا۔ یہان پہونچکر ایک مدت کے لئے سب رہ پڑے، حضرت ابراہیمؑ نے سارہ سے عقد کر لیا[۵۲] اور یہ شرط قرار پائی کہ بعد نکاح دکھ تکلیف[۵۳] نہ دین گے اور نہ بدزبانی سے پیش آئین گے۔

علامۂ سدی اور بعض دیگر مورخین کا یہ قول ہی کہ سارہ شاہ حران کی بیٹی تھین جب آگ سے ابراہیمؑ صحیح و سلامت نکل آئے تب یہ ایمان لائین اور شرط مذکور پر باپ کی رضامندی کے خلاف عقد کر لیا لیکن صحیح یہی ہی کہ وہ ابراہیمؑ کے بڑے چچا ہاران کی بیٹی اور لوطؑ کی بہن تھین۔ توریت سے بھی یہی پایا جاتا ہی اور اکثر مورخین نے اسی کو مانا ہی۔ غرض نکاح کے بعد سارہ نے اپنی عقلمندی اور حسن سیرت سے بہت جلد حضرت ابراہیمؑ کے مزاج مین دخل پیدا کر لیا۔ یہ حران مین نہایت آرام سے رہنے لگین مگر جب دو سو پچاس سال کی عمر کو پہونچکر آزر کا انتقال ہو گیا تو حضرت ابراہیمؑ نے اس شہر کی سکونت کو خیرباد کہا اور ملک کنعان کی راہ لی جہان اللہ نے دولت، زمین، مال، اور اہل و عیال عطا کرنے کا

[۵۱] حران دمشق کے متصل جزیرۂ اقور مین عفرا اور رہا کے درمیان ان سے تقریباً ایک دن کی مسافت پر ایک قصبہ ہی۔ مؤلف

[۵۲] تحفۃ المجالس سیوطی۔

[۵۳] جلد ششم صفحہ ۲۹۹ کتاب الہبۃ عینی شرح بخاری و توریت باب پیدایش وغیرہ ۱۲

وعدہ فرمایا تھا چنانچہ چھہتر برس کی عمر مین آپ سارہ اور لوطؑ کو لئے ہوئے
اِس جگہ تشریف لائے جہان بیت المقدس ہی ابن خلدون نے لکھا ہی کہ اس مقام کا
نام پہلے حبرون تھا جسے اب مقام خلیل کہتے ہین اِسی کو صابئیہ ہیکل دمشتری
کہتے تھے اور متبرک سمجھکر عود وغیرہ جلاتے تھے اور عبرانیون نے اس کا نام ایلیا
یعنی اللہ کا گھر رکھا تھا۔[سلہ]

لیکن ابھی یہان کے قیام کو کچھ زیادہ زمانہ نہین گزرا تھا کہ سخت کال پڑا
جس نے اِس مقام کو بھی چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ تو آپ لوطؑ وسارہ کو لیکر مصر مین
تشریف لائے اور ایسی جگہ ٹھیرے کہ کسی کو آپ کے آنے اور رہنے کی کانون کان
خبر نہ ہو[سلہ] کیونکہ یہان کا والی بڑا ظالم تھا اس کا نام سنان بن علوان[سلہ] تھا مصر کی
سرزمین پر یہ سب سے پہلا فرعون ہوا اور مدت تک زندہ رہا ہی۔

سہیلی نے لکھا ہی کہ اِس کا نام عمرو بن قیس بن سبا ہی اور بعض مورخین نے
کہا ہی کہ یہ ضحاک کا بھائی سنان بن اہیوب ہی۔ ضحاک نے اس کو مصر کا والی کر دیا
تھا اور بعض مورخین نے اس کا نام طولیس لکھا ہی یہ بڑا ظالم تھا اُس کی عادت
تھی کہ جو مسافر شہر مین آتا اور اُس کی بیوی حسین ہوتی تو زبردستی طلاق دلاکر

سلہ جزء ثانی تاریخ ابن خلدون-۱۲

سلہ روضۃ الصفا جلد اول وتاریخ طبری جلد اول جزء اول وغیرہ ۱۲-

سلہ پورا نسب نامہ یہ ہی:۔ سنان بن علوان بن عبیہ بن عویج بن عملاق بن لاوذ بن سام بن نوحؑ ۱۲

اپنی حرمون مین داخل کر لیتا اور اگر وہ شخص اپنی عورت کو طلاق نہ دیتا تو یہ اُسے قتل کر ڈالتا تھا چونکہ حضرت سارہ نہایت حسین اور خوبصورت تھین اس خوف سے حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی بہت مخفی طور پر مصر مین داخل ہوئے اور چھپے چھپے رہنے لگے لیکن حضرت سارہ کے حسن کا شہرہ مصر مین رفتہ رفتہ پھیلنے لگا یہان تک کہ بادشاہ کو بھی ایک جاسوس کے ذریعہ سے اطلاع پہنچ گئی کہ آج کل ایک شخص یہان آیا ہوا ہی جس کے ساتھ ایک بڑی خوبصورت عورت ہی اس حسن وجمال اور چال ڈھال کی عورتین بہت کم دیکھنے مین آئی ہین وہ اِس قابل ہی کہ حضور کی خدمت مین رہے یہ سُنتے ہی سنان نے ابراہیمؑ کی خدمت مین اپنے ایک خاص معتمد کو یہ حکم دیکر بھیجا کہ ہم نے سُنا ہی تم یہان ایک عرصہ سے رہتے ہو اور تمھارے ساتھ ایک نہایت حسین عورت بھی ہی بہتر ہو گا کہ اُسے بنا سنوار کے فوراً ہماری خدمت مین بھیجدو اِس حکم کی تعمیل مین دیر نہ ہونے پائے ابراہیمؑ نے سارا قصہ سارہ سے بیان کیا اور کہا کہ عدول حکمی مین مجھے اپنی اور تمھاری دونون کی جان کا خوف ہی بسم اللہ پڑھ کے بے کھٹکے جاؤ خدا حافظ ہی وہ تمھارا کچھ نہین بگاڑ سکتا اِس ہدایت کے بعد ابراہیمؑ نماز کے واسطے کھڑے ہو گئے حضرت سارہؑ نے اُٹھکر وضو کیا اور نماز پڑھی پھر دعا مانگی اور کہا اے خدا مین تجھپر اور تیرے رسول پر ایمان لائی ہون تو مجھ پر کافر کو قابو نہ دینا نماز اور دعا سے فراغت کر کے خدا سے لو لگائے ہوئے اُس معتمد کے ساتھ فرعون کے سامنے پہونچین اُس کی نگاہ مین

حضرت سارہ کے حُسن کی چمک دمک سے چوندھیا گئین بے اختیار ہوکر اُن کی طرف ہاتھ بڑھائے مگر دونون ہاتھ سینہ تک اُٹھکر رہ گئے اور خود بخود اس قدر گلا[۱] گھُٹنے لگا کہ شدت تکلیف سے زمین پر تڑپنے اور ہاتھ پاؤن مارنے لگا پھر حضرت سارہ سے بہ عاجزی کہنے لگا کہ اپنے معبود سے التجا کر کے مجھے جلدی اس مصیبت سے چھڑا تیرے خدا کی قسم مین اب تجھے ستانے کا ارادہ نہ کرون گا سارہؑ نے اسی وقت دعا کی اے میرے خدا اگر یہ سچ کہتا ہی تو اسے نجات دے وہ اسی وقت اپنی اصلی حالت پر آگیا تین دفعہ اُس کی نیت مین فتور آیا مگر ہر بار ایسی ہی تکلیف مین مبتلا ہوکر آخر کو اپنے ناپاک ارادہ سے باز رہا[۲] اس واقعہ سے اُس کے دل پر دہشت چھاگئی پھر اُس منحوس جاسوس کو بلاکر کہا کہ تو، تو میرے پاس انسان کو نہین لایا بلکہ شیطان کو لے آیا ہی اسے لے جا اور ہاجرہ مین نے اِس کی خدمت کے لئے دی اب حضرت سارہ بی بی ہاجرہ کو ساتھ لئے ہوئے خوش خوش اپنے گھر واپس آئین۔ حضرت ابراہیمؑ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے آپ نے آہٹ پاتے ہی نماز ختم کی اور اشارہ سے پوچھا، کہو کیسی گذری۔ حضرت سارہ نے کہا:۔

"رَدَّ اللّٰهُ كَيْدَ الْكَافِرِ وَالْفَاجِرِ وَاَخْدَمَنِيْ هَاجَرَ"

[۱] یہ سب واقعات بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث سے لیے گئے ہین ۱۲۔

[۲] جلد اول تاریخ کامل ابن اثیر و عینی شرح بخاری وغیرہ ۱۲۔

"یعنی لوٹایا اللہ نے مکر کا فر فاجر کا اُس پر اور مجھے اُس نے خدمت کے لئے ہاجسرہ[۵۱] دی ہے"

پھر سنان نے حضرت ابراہیمؑ کی خدمت مین حکم بھیجا کہ اب آپ جلد تر مصر سے چلے جائیے[۵۲] اور یہان نہ رہیئے چنانچہ حضرت مصر سے نکل کر سارہ اور ہاجرہ کو لئے ہوئے سرزمین فلسطین مین چلے آئے اور مقام سبع مین قیام فرمایا[۵۳]۔

غرض سبع مین پہونچکر آپ نے زراعت کا کام شروع کیا اور چند ہی روز مین اللہ نے وہ برکت دی کہ ابراہیمؑ بہت سے مواشی اور زمین کے مالک ہوگئے متعدد غلام اور نوکر چاکر کے آقا بن گئے آپ نے یہان ایک کنوان بنوایا اور ایک مسجد تعمیر کرائی کیونکہ آپ سمجھ چلے تھے کہ اب عمر بھر یہین رہنا ہی لیکن چند روز کے بعد سبع کے لوگون نے بہت پریشان کیا اور آپ کے کنوئین پر قبضہ کرلیا تب تنگ آکر نکلنا پڑا ایس آپ سارہ اور ہاجرہ کو لیکر قط مین آرہے یہ شہر ایلیا (بیت المقدس) اور رملہ کے درمیان مین واقع[۵۴] ہی۔ یہان ہر طرف سے ابراہیم علیہ السلام اور سارہ کو اطمینان اور فراغ حاصل تھا۔ اور مصر سے نکلے ہوے

---

۵۱ مزید تفصیل ہاجرہ کے بیان مین آئے گی۔ ۱۲

۵۲ عینی شرح بخاری جلد ششم صفحہ ۳۵۲ مطبوعہ اسلامبول۔ ۱۲

۵۳ تفسیر خازن جلد سوم صفحہ ۲۴۷۔ عینی شرح [illegible]ری کتاب الانبیا و تاریخ طبری وغیرہ۔ ۱۲

۵۴ معجم البلدان یاقوت حموی۔ جلد ۷۔ مطبوعہ مصر

دس سال کا زمانہ گزر چکا تھا۔لیکن سارہ بانجھ ہونے کی وجہ سے اولاد کی نعمت
سے اب تک محروم رہین حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم سے اولاد دینے کا وعدہ
فرمایا تھا۔آخر سارہ نے حضرت ابراہیم سے کہا کہ مجھے تو اولاد کی طرف سے
ناامیدی ہو چکی ہی آپ ہاجرہ سے عقد کر لیجیے کہ اللہ نے اولاد دینے کا وعدہ فرمایا ہی
تو شائد اسی سے کوئی اولاد ہو۔حضرت ابراہیم نے بی بی سارہ کی خواہش کے
موافق بی بی ہاجرہ سے عقد کر لیا خدا کی شان کہ ایک سال بعد ہی اُن کے
بطن سے اسمٰعیل علیہ السلام پیدا ہوئے لیکن اِس ولادت سے جس قدر
خوشی ہوئی تھی تھوڑے دن کے بعد حضرت سارہ کو اُسی قدر رنج بھی پہنچا کیونکہ
اِنھیں اپنے بانجھ ہونے پر بہت افسوس رہنے لگا اور وہ بے اولادی کے غم سے
بہت افسردہ رہنے لگی تھین مگر چند سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے اُنکو بھی خوشی
دکھائی اور اسحٰق ؑ کے پیدا ہونے کی خوش خبری سنائی جس کو ہم یہاں کسی قدر
تفصیل سے لکھتے ہین قحط مین مستقل قیام فرمانے کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام
کی عادت ہو گئی تھی کہ وہ روزانہ چند مہمانون کے ساتھ کھایا کرتے تھے لیکن ان دنون
تقریبًا پندرہ روز سے کوئی مہمان نہ آیا حضرت بہت دل گرفتہ اور رنجیدہ ہوئے
اور گھر سے باہر نکل کر اس انتظار مین کھڑے تھے کہ شاید کوئی مہمان نظر آئے تو لے آئین
ابھی کچھ زیادہ دیر نہین گذری تھی کہ تین شخص نظر آئے ان کے چہرون سے انسانی
اوصاف سے بالاتر متانت و وجاہت نمایان تھی، اِس رعب و داب اور

حسن وجمال کے مہمان ابراہیم علیہ السّلام نے کبھی کاہے کو دیکھے تھے ان کو
اپنی طرف آتے ہوے دیکھکر آپ نے بڑھ کے استقبال کیا اور ان تینون نے
آپ کو سلام کیا یہ تینون نو وارد مہمان اصل مین جبرائیل۔ اسرافیل میکائیل
فرشتے تھے جنھین اللہ تعالیٰ نے بھیجا تھا کہ حضرت کی خدمت مین انسانی صورت
مین حاضر ہون آپ انھین دیکھکر بہت ہی مسرور ہوئے اور سلام کا جواب
دیکر خوش خوش اندر لے آئے۔ جب وہ بیٹھ چکے تو آپ نے گائے کے ایک
موٹے تازے بچھڑے کو ذبح کر کے گرم گرم پسندے تیار کئے اور اُسیوقت سامنے
لاکر رکھے۔ لیکن مہمانون نے کچھ رغبت نہ کی اور نہ کھانے کی طرف ہاتھ بڑھائے آپنے
اصرار کیا مگر اُنھون نے صاف انکار کر دیا حضرت ابراہیم اپنے دل مین ڈرے
کیونکہ اِس زمانہ مین جو لوگ کسی کے یہان بُرے ارادے سے آتے تھے وہ کھانا
نہین کھاتے تھے فرشتے بھی سمجھ گئے کہ حضرت کو بمقتضائے بشریت خوف ہوا
اُنھون نے کہا آپ ڈریے نہین ہم فرشتے ہین لوطؑ کی قوم کی طرف بھیجے گئے ہین
تاکہ اُسے ہلاک کرین اور آپ کو بطن سارہ سے فرزند ہونے کی خوش خبری سُنائین
حضرت سارہ بھی اپنے مہمانون کو کھانا کھلانے کی خاطر آکھڑی ہوئی تھین یہ سن کر
بے اختیار ہنس پڑین حضرت سارہ کی عمر اس وقت ۹۰ برس اور ابراہیم علیہ السلام
کی عمر ۱۲۰ برس کی ہوچکی تھی اپنے بڑھاپے پر افسوس اور تعجب کر کے کہنے لگین
مین بوڑھی ہون اور میرا شوہر بھی بوڑھا ہے یہ ایک عجیب بات کہتے ہو جو دنیا کی

عادت کے خلاف ہی۔ اب مین کیا لڑکا جنون گی، فرشتون نے کہا کیا اللہ کی
قدرت پر آپ تعجب کرتی ہین یہ تو کوئی اچنبھے کی بات نہین ہی آپ لوگون پر تو
اللہ کی رحمت اور برکت خاص ہی اور وہ بڑا بزرگ معبود اور ہر فعل پر قادر ہی۔
یہ کہکر فرشتے تو چلے گئے اور سارہ نہایت مسرت اور خوشی سے بیٹے کی ولادت کا
انتظار کرنے لگین اور اسی خوشگوار دُھن مین اپنا عزیز وقت گذارنے لگین
چنانچہ چند ماہ بعد ہی حاملہ ہوئین اور ابھی اِس واقعہ کو ایک ہی سال کا عرصہ
گذرا تھا کہ اسحٰق علیہ السلام پیدا ہوئے اُن کی ولادت سے جو کچھ خوشی حضرت
سارہ کو ہوئی ہوگی اور جو محبت اُن کو اپنے اِس اکلوتے بیٹے سے ہوگی وہ ظاہر ہی
وہ بڑے لاڈ پیار سے پالے گئے اور اُن کی خاطر پیاری مان کو بے حد عزیز تھی
یہان تک کہ ایک روز اسحٰقؑ و اسمٰعیلؑ سے لڑائی ہوئی تو حضرت سارہ نے ہاجرہ
اور اسمٰعیلؑ کو گھر سے نکلوا دیا اور اب اپنے باپ کی تمام جائداد کے مالک اسحٰقؑ ہی تھے
یہان تک کہ وہ جوان ہوئے اور اُن کی شادی اور اولاد ہوئی۔ بی بی سارہ نے
بیٹے اور بہو اور پوتے تک کی بہار دیکھی۔ اور بڑے عیش و آرام سے زندگی گزاری۔
ایک سو ستائیس یا ایک سو تیس سال کی عمر کو پہونچکر وہ سخت بیمار ہوئین۔ آخر یہی
بیماری اُن کے لئے موت کا پیام ثابت ہوئی اور اُنھون نے ہمیشہ کے لئے
ابراہیم و اسحٰقؑ کو داغ مفارقت دیا اور دنیا سے کنارہ کیا۔ آپ کی وفات
کے وقت حضرت اسحٰقؑ کی عمر سنتر سال کی تھی۔ اِن کو اور حضرت ابراہیمؑ دونون کو

سارہ کے مرنے کا جس قدر صدمہ ہوا ہو تھوڑا ہی۔

ابراہیم نے عفرون بن صخر نامی ایک شخص سے مقام حبرون مین ایک سرسبز وشاداب زمین کا ایک قطعہ چارسو مثقال چاندی مین خرید کر اس مین بی بی سارہ کو دفن کیا۔

حضرت کو بی بی سارہ سے بے حد محبت تھی کیونکہ وہ نہایت حسین اور نیک سیرت و باعصمت اور عقلمند بیوی تھین اُنھون نے جس طرح ایمان لاکر خدا کو خوش کیا اُسی طرح فرمان برداری اور عفت مآبی سے دنیا مین وہ عزت پائی جو ہمیشہ زندہ اور ہر شریف خاتون کے لئے سبق آموز رہے گی۔ ؎

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ (سعدی)

ہاجرہ

(مادر اسمٰعیل علیہ السلام)

حضرت ہاجرہ کو آجرا ور ہاجر و آجرہ بھی کہتے ہین مگر اصل نام عبرانی زبان مین ہاغار تھا۔

ان کی اصل مصر کے شہر حقن سے ہی۔ اس شہر کے مضافات مین ایک قریہ بنام ام العرب ور بقول اسحاقیؔ[1] ام دفین ہی وہان پیدا ہوئین اور بعض نے کہا ہی کہ ہاجرہ کی اصل شہر عین شمس سے ہی جس کا نام اب مطریہ ہی لیکن بہتر یہی ہی کہ ام العرب ہی کو بی بی ہاجرہ کے مولد ہونے کا فخر حاصل ہی چنانچہ مورخ ابن خلکان ابواسحاق ابراہیم بن یحییٰ بن عثمان بن محمد کے تذکرہ مین ابونواس کے اس شعر کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہین:۔

طَوَالِبُ بِالرُّکْبَانِ غَزَّۃَ ھَاشِمٍ
وَبِالْفَرَمَا مِنْ حَاجِھِنَّ شُقُوْرُ

ترجمہ، جو عورتین قافلہ کے ساتھ غزوۂ ہاشم کو جاتی ہین اور فرما مین بڑے بڑے کام اُن کا انتظار کر رہے ہین۔

[1] کتاب لطائف اخبار الاول فی من تصرف فی مصر من ارباب الدول۔ مطبوعۂ مصر۔ ۱۲

ابو نواس کے شعر مین دو لفظ تفسیر کے محتاج ہین فرما بفتح فا وراء مہملہ بڑا شہر ہے جو
حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے زمانہ مین دیار مصر کا دار الحکومت تھا اِس علاقہ مین
ایک گاؤن ام العرب ہی حضرت اسمٰعیل ع کی والدہ ماجدہ ہاجرہ یہین کی تھین۔
فرما ریگستان کے شروع مین سالح اور مصر کے درمیان مین ایک مشہور منزل ہی
یہ اُس شخص کے بائین ہاتھ پر رہ جاتا ہے جو مصر کے ساحل بحر قلزم پر شام
کی جانب جاتا ہو۔ مین نے دیکھا ہی کہ یہ مقام ویران پڑا ہی کھنڈرون کے ایک
اونچے ڈھیر کے سوا اور کچھ باقی نہین ہی۔ یہ ایک عجیب اتفاق ہی کہ حضرت اسمٰعیل ع
تو عرب کے باپ ہین اور ان کی مان اُس گاؤن کی رہنے والی ہین جس کا
نام ام العرب[1] ہی۔

مورخین کے ایک بڑے گروہ نے لکھا ہی کہ وہ قبطیہ اور سنان بن عُلوان
بادشاہ مصر کی لونڈی تھین لیکن یہ امر تحقیق کے خلاف اور نہایت افسوسناک

---

[1] تاریخ ابن خلکان جلد اول مطبوعہ ایران۔

"قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا فُتِحْتُمْ مِصْرَ فَاسْتَوْصُوْا
بِاَھْلِھَا خَیْرًا فَاِنَّ لَھُمْ ذِمَّۃً وَّرَحْمًا۔

یعنی ولادت ہاجرہ" ترجمہ :۔ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم مصر فتح کرو تو اس کے
باشندون کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو کیونکہ اُن کا حق اور صلۂ رحم (تم پر فرض) ہے۔
یعنی ہاجرہ کے مولد ہونے کی وجہ سے۔ کامل ابن اثیر جلد اول صفحہ ۲۶ مطبوعۂ مصر۔ ۱۲

اتہام ہی - اور جن لوگون نے یہ کہا ہی وہ بڑی غلطی مین مبتلا ہین کیونکہ کسی ذریعہ سے اُن کا لونڈی ہونا ثابت نہین ہوتا - حضرت ابو ہریرہ کی روایت سے جو حدیث صحیح بخاری مین آئی ہی اول تو وہ مرفوع نہین بلکہ حضرت ابو ہریرہ تک موقوف ہی اِس کے سوا ابن سعد کی روایت طبقات کبیر مین اور حافظ ابو نعیم کی روایت مین بھی وقف ہی - دوسرے یہ کہ بخاری کی تینون روایتون کے الفاظ کتاب البیع، کتاب الانبیا، کتاب النکاح اور نیز مسلم فضائل کی روایت مین کوئی لفظ بھی ایسا نہین ہی جس سے ہاجرہ کے سر پہ (غنیمت جنگ مین حاصل شدہ) یا ملک یمین (خرید شدہ) ہونے کا ادنیٰ شائبہ بھی پایا جائے - کتاب البیع مین (اخدم ولیدہ) ہی اور ولیدہ اُس لڑکی کو کہتے ہین جو خدمت کرے اور خادمہ اور لونڈی مین بڑا فرق ہی اور کتاب الانبیا مین (اخدم ہاجرہ) ہی یہان بھی ہاجرہ کا خدمت مین دیا جانا اُن کی غلامی کو ثابت نہین کرتا - یہی حال کتاب النکاح والی روایت کا ہی کہ اُس مین (اخدمنی ہاجرہ) اور "صحیح مسلم" کی روایت مین (اخدمنی خادمًا) ہی اور ان الفاظ سے ہاجرہ کا لونڈی باندی ہونا ثابت نہین ہوتا پھر ایسا سمجھ لینا محض بے بنیاد بدگمانی اور ایک ایسی بے اصل بات ہی جس کو تحقیق اور اصلیت سے کوئی لگاؤ نہین اور یہ بھی خیال رہے کہ یہ اصل الفاظ نہین جو سارہ نے کہے تھے کیونکہ اُن کی زبان عربی نہین بلکہ عبرانی تھی اور روایتون مین نقل بالمعنی[1] ہوتی ہی

[1] حجۃ الظاہرہ فی حریۃ الہاجرہ - تہذیب الاخلاق جلد سوم از نواب اعظم یار جنگ مرحوم مطبوعہ لاہور ۱۳۱۴ھ صفحہ

اُس زمانہ کے حالات پر جو ہم نظر کرتے ہین تو معلوم ہوتا ہی کہ لونڈی غلام دو طرح پر ہوتے تھے۔ "شِرا" (خرید) سے اور "غنیمت جنگ" سے یعنی یا تو وہ لونڈی، غلام ہوتے تھے جو لڑائی مین اسیر ہو کر آتے تھے اور وہ (شیبوث حرب) کہلاتے تھے یعنی "غنیمت جنگ سیف" یا وہ لونڈی اور غلام کہلاتے تھے جو خرید کئے جاتے تھے اور ان کو (مقنت کسف) کہتے تھے۔ یا اُن کی اولاد لونڈی اور غلام ہوتی تھی۔ وہ (ولید یا بیث) یعنی ولید البیت یعنی "خانہ زاد" تھے حضرت ہاجرہ ان سب باتون سے پاک تھین پھر وہ کیونکر لونڈی ہو سکتی تھین اُن کو لونڈی کہنا بہتان عظیم ہی۔[۵۱]

مقاتل کا بیان ہی کہ وہ "ہود علیہ السلام" کی اولاد مین تھین اور ضحاک نے کہا ہی کہ وہ والی منف کی بیٹی تھین اور اِن کی مان کا نام قیلہ ہی۔ قیلہ کاہل بن عذرہ بن معد بن قضاعہ یا راقم بنت عمر بن حفصہ کی بیٹی تھین[۵۲]۔ اور سفر ایشار مین جو یہودیون کی ایک معتبر تاریخ ہی لکھا ہی کہ بابل دار السلطنت نمرود مین جہان ابراہیمؑ و سارہ کے خاندان کے لوگ رہتے تھے۔ ایک شخص حکیم ہنرمند، ذکی جو اکثر علوم مین کمال رکھتا تھا، اس کا عبرانی نام رقیون تھا مگر اپنی گمنامی اور تنگدستی مین رہنا نامناسب سمجھکر مصر چلا آیا وہان کے باشندون پر

---

۵۱ النصوص الباہرہ فی حریۃ الہاجرہ خطبات احمدیہ جلد اول مطبوعہ النسٹی ٹیوٹ گزٹ پریس ۱۹۰۴ء صفحہ ۲۹۱۔

۵۲ عینی شرح بخاری صفحہ ۴۵۳ کتاب البتہ بروایت ابن کلبی و ہمدانی ۱۲۔

جواس کی لیاقت ودانش مندی کی شہرت پھیلی تو بادشاہ مصر نے براہ قدر دانی اعیان سلطنت مین شامل کرلیا، رفتہ رفتہ بالکل حاوی اور بالآخر خود مصر کا بادشاہ ہوگیا یہ پہلا شخص ہی جس کا لقب فرعون ہوا حضرت ہاجرہ اسی فرعون کی بیٹی تھین۔ چنانچہ کتاب برشیث ریاہ (۵۱) مین جو یہود کی مذہبی کتاب ہی لکھا ہی کہ ہاجرہ بادشاہ مصر کی بیٹی تھی اور علامہ قسطلانی نے شرح بخاری صفحہ ۸۲ جلد چہارم مین لکھا ہی وَکَانَ اَبُوْاَجرۃِ مِنْ مُلُوْکِ الْقِبطِ مِنْ حَقْنٍ (بفتح الحاء المہملہ وسکون القاف) قریۃٌ مصر۔ (ترجمہ) تھا باپ ہاجرہ کا بادشاہان قبط مین سے حقن (کا رہنے والا) جو قریہ ہی مصر مین" اور پھر جلد ۵ صفحہ ۹۷ مین لکھا ہی وَکَانَ اَبُوْھَاجرۃِ مِنْ مُلُوْکِ الْقِبطِ یعنی ہاجرہ کا باپ شاہان قبط سے تھا"

ایسا ہی "تاریخ طبری" اور "تاریخ خمیس" سے بھی معلوم ہوتا ہی مگران مورخون نے لکھا ہی "قَبْلَ ذٰلِکَ الْمُلْکِ" یا "قَبْلَ الرِّقِّ" مگر اس کے کیا معنی کہ وہ اس سے پہلے بادشاہ کی بیٹی تھین، کیا ملوکیت سے بادشاہ کی بیٹی ہونا باطل ہوگیا۔

توریت کے صفحۂ اول باب ۱۶ پسوق (آیت ۳) سے ظاہر ہی کہ حضرت ہاجرہ حضرت ابراہیمؑ کی بیوی تھین اور وہی لفظ "سارہ" کی نسبت لکھا ہی یعنی ایشاجود پھر اسی باب ۱۶ مین لکھا ہی کہ سارہ نے ہاجرہ کو ابراہیمؑ کی زوجیت مین دیا۔ پس ہمارے یہان کے جن مورخین وروات نے حضرت ہاجرہ کو لونڈی

لکھا ہی وہ اُن سے تسامح[۵۱] ہوا ہی۔

علامۂ ابن ہشام نے کتاب التیجان مین بحوالۂ ابن قتیبہ اور ابن قتیبہ نے کتاب المعارف مین لکھا ہی کہ حران سے رخصت ہو کر جب ابراہیمؑ سرزمین اردن مین پہونچے تو یہان صادوف بادشاہ تھا۔ اِس نے بی بی سارہ پر ہاتھ ڈالنا چاہا اور جب وہ ناکام رہا جیسا کہ سارہ کے بیان مین گذر چکا ہی تو اُس نے اپنی بیٹی ہاجرہ کو ابراہیمؑ کے حوالہ کر دیا[۵۲]۔ صادوف غالباً لقب ہی اور اس کا نام عبرانی زبان مین رقیون اور عربی مین سنان بن علوان ہی اور مصر کا دارالسلطنت علاقۂ اردن ہی مین بمقام منف ہوگا۔ اردن مصر سے بالکل متصل ہی بلکہ مصر مین شامل سمجھا جاتا ہی (ربی شلوموا سحٰق) مفسر توریت نے کتاب پیدائش کے سولھوین باب کی پہلی آیت کی تفسیر مین لکھا ہی کہ وہ فرعون کی بیٹی تھی جب دیکھا (فرعون نے) اُن کرامات کو جو سارہ سے ظاہر ہوئین تو کہا کہ بہتر ہی کہ رہے میری بیٹی اُس کے گھر مین خادمہ ہو کر اس سے کہ ہو دوسرے کے گھر مین ملکہ۔ پھر رخصت کے وقت فرعون نے ہاجرہ کو بھی سمجھایا کہ تیرا ان کے پاس رہنا تیرے لئے میرے پاس رہنے سے بہتر ہی۔ ہاجرہ اگرچہ ایک بادشاہ کی بیٹی اور نہایت نازپروردہ تھین لیکن اللہ نے

---

[۵۱] دیکھو صفحہ ۱۰۸ تا ۱۲۷ خطبات احمدیہ مطبوعۂ انسٹیٹیوٹ پریس سنہ ۱۳۰۴ھ سنہ ۱۸۸۷ع-۱۲

[۵۲] عینی شرح بخاری و تفسیر خطیب شربینی-۱۲

اُن کو بڑی عقل سلیم عطا فرمائی تھی اور اپنے ماں باپ کی اطاعت گزاری کو وہ فرض سمجھتی تھین اور جو رقیون کا خیال تھا وہی اُنھون نے بھی سمجھ لیا کہ یہ دونون بزرگ اور صاحب برکت ہین، ان کی خدمت مین رہکر تعلیم و تربیت بھی اچھی ہوگی چنانچہ وہ حضرت سارہ کے ساتھ ہولین۔ سارہ خوش خوش اُن کو اپنے گھر لے آئین اور سارا قصہ ابراہیم علیہ السلام سے بیان کیا۔ آپ نے اللہ کا بہت شکریہ ادا کیا اِس کے بعد جب مصر سے ہجرت کا ارادہ کیا تو فرعون نے اُن کے لئے پیادے مقرر کئے تاکہ بحفاظت پہونچادین چنانچہ یہ سب لوگ بہ آرام و اطمینان مال و اسباب اور لونڈی غلام اور مواشی کو لئے ہوئے جو فرعون نے آپ کو دئے تھے بخیر و خوبی مقام سبع مین پہونچ گئے۔ جہان آپ نے پہلے سکونت اختیار کرلی تھی۔ اس وقت ابراہیمؑ حضرت ہاجرہ کی بدولت دولتمند و مالدار ہوگئے چنانچہ توریت مین لکھا ہی:۔

"اور کوچ کیا ابراہیمؑ نے مصر سے اُس نے اور اُس کی بیوی نے مع کل مال کے اور مع لوطؑ کے شمال کی طرف"[ل]

اب ابراہیمؑ اور اُن کے اہل بیت فراغت اور اطمینان سے رہنے لگے تھے لیکن سبع کے باشندون نے پریشان کیا اور آپ کے بنائے ہوئے کنوئین پر قبضہ کرلیا تب آپ قط مین جارہے اِن دونون کی یکجائی کی برکت سے

لہ توریت کتاب پیدائش باب ۱۳ آیت ۱-۲

ہاجرہ کی بہت حالت بدل گئی عقل سلیم اللہ نے پہلے ہی دے رکھی تھی۔ اب جو ایک نبی کی تربیت وتعلیم ونگرانی حاصل ہوئی تو طبیعت کی پہلے سے زیادہ اصلاح ہوگئی ۔ وہ نہایت نیک بخت فرمان بردار لڑکی ثابت ہوئین۔ سارہ کو سب کچھ خدا کا دیا حاصل تھا لیکن بے اولادی نے افسردہ بنا رکھا تھا۔ دس سال تک تو محروم ہی رہین آخر کو حضرت سارہ نے اپنے عزیز شوہر سے کہا کہ "ہاجرہ ایک کمسن صورت دار نازنین عورت ہی اُسے اپنی خدمت مین قبول فرمایئے اور نکاح مین لایئے شاید اللہ آپ کو اِس سے کوئی اولاد دے"

اُن کا سن چھیاسی برس کا ہوچکا تھا اور اولاد کی کوئی امید نہ تھی اگرچہ وہ ایک دفعہ دعا بھی مانگ چکی تھین اور اللہ تعالیٰ نے بذریعۂ وحی اولاد[1] دینے کا وعدہ بھی فرمایا تھا لہذا وہ سوچین کہ شاید یہ اولاد ہاجرہ ہی کے بطن سے ہونے والی ہو چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی چاہتی بیوی سارہ کی اجازت سے بی بی ہاجرہ کو زوجیت کی عزت بخشی خدا کی شان کہ ایک سال کے بعد وہ حاملہ ہوئین۔ اب اُن کو بے حد مسرت تھی کہ میرے بطن سے جو اولاد ہوگی تو مین اور زیادہ محبوب ہوجاؤن گی لیکن سارہ کے دل مین یہ خیال گزرا کہ ہاجرہ اب مجھے حقیر سمجھنے لگی ہی تب ابراہیمؑ سے کہا کہ یہ ناانصافی جو مجھ پر ہوئی ہی آپ کے ذمہ ہی کہ مین نے اپنی خادمہ آپ کو بخشی

---

[1] تاریخ طبری جلد اول ۱۲۰

اوراب جو وہ حاملہ ہوئی تو مجھے ذلیل خیال کرنے لگی ہی۔ میرا اور آپ کا انصاف خدا کے ہاتھ ہی حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ تم اب بھی ہاجرہ کو اپنی خادمہ سمجھو اور جو مناسب ہو وہ کرو تو سارہ نے حضرت ہاجرہ پر سختی شروع کی یہان تک کہ مجبورًا اُن کو گھر چھوڑنا پڑا اور وہ بھاگ کر ایک میدان بیابان مین چلی گئین۔ تھکی ماندی تھین۔ ایک چشمہ پر پہونچ کر پڑرہین جو صور کی راہ مین تھا۔

وہان ان کو خدا کی جانب سے خواب مین الہام ہوا کہ تم پھر واپس جاؤ اور سارہ کے تابع ہو کر رہو اللہ وہان تمھین بیٹا دے گا اور اُس کی اولاد کو اتنی برکت دے گا کہ بے شمار ہو گی اور بیٹے کا نام اسمٰعیل رکھنا۔ اُنھون نے اللہ کا شکرادا کیا اور واپس گئین[1]۔ چنانچہ مدت حمل پوری ہونے کے بعد حضرت اسمٰعیلؑ پیدا ہوئے اور وحی اتری کہ اس لڑکے کے بارہ بیٹے ہون گے اور ہر ایک بیٹا ایک بڑے سلسلہ کا جدامجد ہو گا۔ حضرت اسمٰعیلؑ کی ولادت پر اہلبیت نے بے حد خوشی منائی۔ حضرت ابراہیمؑ کے چونکہ یہ پہلوٹے اور اکلوتے بیٹے تھے وہ ان سے انتہا درجہ کی محبت کرتے اور فرط الفت سے ہر وقت گود مین لئے رہتے پیار کرتے۔ ان کی وجہ سے ہاجرہ کی خاطر بھی رفتہ رفتہ زیادہ عزیز ہو گئی تھی جب یہ عزت اور نعمت بی بی ہاجرہ نے پائی تو حضرت سارہ کو بڑا صدمہ رہنے لگا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے ان کی فریاد بھی سنی اور دس[2] سال کے بعد حضرت سارہ حاملہ

---

[1] توریت کتاب پیدائش باب ۱۶۔

ہوئین اور اسحٰقؑ پیدا ہوئے مگر جب حضرت اسحٰقؑ کئی برس کے ہو گئے اور دودھ بھی چھوٹ گیا تھا اور اسمٰعیلؑ اِن سے سن مین بڑے تھے تو دونون بھائیون مین باہم کچھ تکرار ہو گئی جیسی کہ دو بچون مین اکثر ہو جایا کرتی ہے حضرت سارہ کو یہ بات سخت ناگوار گذری پھر تو حضرت ابراہیم کو بہت مجبور کیا اور قسم دیکر کہا کہ اس لونڈی اور اس کے بچہ کو گھر سے نکال دو مین ہرگز اپنے گھر مین اسے نہ رہنے دون گی بلکہ مجھے یہ بھی منظور نہین کہ وہ اِس بستی مین رہے۔

اِس موقع پر حضرت سارہ نے جو ہاجرہ کو لونڈی کہا اِس سے یہ استدلال نہین ہو سکتا کہ درحقیقت وہ لونڈی تھین بلکہ اسی طرح عورتین لڑائی مین غصہ سے خصوصاً سوکتین اور وہ بھی اس وقت جب کہ دو بچون پر تکرار ہو جائے، حقارت اور ہتک کے فقرے کہہ اُٹھتی ہین اس طرح سارہ نے بھی لفظ امتہ (یعنی لونڈی) کا حضرت ہاجرہ کو کہہ دیا۔[۵۱]

حضرت سارہ کی اِس بات سے حضرت ابراہیمؑ نہایت ناراض اور متردد ہوئے۔ سارہ جیسی عزیز بیوی کا یہ تقاضا کہ دونون کو گھر سے نکال دیجیئے اور اولاد کی مامتا یہ کہ کسی وقت کلیجے سے جدا نہ کیجیئے لیکن اللہ تعالیٰ کو بھی حضرت سارہ کی خاطر عزیز تھی اور حضرت ابراہیمؑ کی تسلی بھی۔

چنانچہ وحی نازل ہوئی کہ آپ اِنھین مکہ لے جائیے اور وہین

---

۵۱ النصوص الباہرہ، خطبات احمدیہ جلد اول۔ خطبۂ اولیٰ۔ ۱۲

سکونت کے لئے چھوڑ دیجئے۔[1]

علامہ ابن اثیر نے تاریخ کامل مین لکھا ہی کہ حضرت سارہ کو ولادت اسمٰعیل سے بڑا صدمہ ہوا مگر اس کے سال بھر کے بعد ہی اُن کے بطن سے اللہ نے اسحٰق کو پیدا کیا۔جب یہ دونون کسی قدر بڑے ہوئے تو ایک جگہ کھیلا کرتے تھے ایک دن آپس مین کچھ چھیڑ چھاڑ ہوئی آخر دونون مین مار پیٹ کی نوبت آگئی۔حضرت سارہ نے غصہ مین آکر ابراہیم علیہ السلام کو مان بیٹون کے نکال دینے کی قسم دی چنانچہ حضرت ابراہیم بی بی ہاجرہ اور اسمٰعیل علیہ السلام کو ایک خچر پر سوار کر کے ایک توشہ دان مین تھوڑی کھجورین اور ایک مشکیزہ مین پانی بھر کر روانہ ہوئے۔اور مکہ کی سرزمین پر مقام حجر مین ایک بڑے سایہ دار درخت کے نیچے چاہ زمزم کے قریب دونون کو اُتار کر ایک جھونپڑی بنا دی اور فرمایا کہ تم یہان اپنے رہنے کا ٹھکانا کرو اُس زمانہ مین مکہ کی سرزمین پر کوئی نہین رہتا تھا اور دور دور تک بیرون کی جھاڑیون کے سوا کہین دانہ پانی کا نام نہ تھا۔

اب حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے مُنھ موڑا اور بعجلت جدھر سے آئے تھے اُدھر ہی پلٹ کر چلے ہاجرہ بی بی نے جو دیکھا کہ ابراہیم ع تنہا چھوڑ کر بھاگے جاتے ہین تو وہ بھی دوڑین اور کہا۔

---

[1] تفسیر علامہ خطیب شربینی صفحہ ۱۷۶ جلد دوم سورۂ ابراہیم پارۂ سیزدہم۔۱۲

آپ مجھے ان بیرپون کی جھاڑیون مین بےکس و تنہا چھوڑکر کہان جاتے ہین
یہان نہ کوئی میرا انیس ہی اور نہ کچھ کھیتی باڑی نہ ہواشی کا دودھ نصیب ہی نہ
پانی - اور نہ کچھ سامان - ابراہیم ؑ تیز تیز چلے جاتے تھے ادھر انھون نے مڑکر
بھی نہ دیکھا اور نہ کچھ بولے - حضرت ہاجرہ نے پھر دو تین دفع پکار پکار کر یہی کہا
لیکن خاموشی اور سکوت کے سوا کچھ جواب نہ ملا - بی بی ہاجرہ نے کہا کیا اللہ
نے آپ کو یہی حکم دیا ہی - آپ نے فرمایا "ہان"
بی بی ہاجرہ "جائیے خدا حافظ اب ہم کو وہ ضایع نہ کریگا" اتنا کہکر
اپنے ننھے بچے کے پاس آبیٹھین اور سوچنے لگین کہ "اب اس بیکسی مین
کیا کرون" وہ صبر و شکر کر کے بھوک کے وقت اپنے ننھے معصوم بچے کو دودھ
اور پیاس کے وقت مشکیزہ سے پانی پلا دیتی تھین -
جب حضرت ابراہیم ایک ٹیکری تک پہونچ گئے اور بی بی ہاجرہ کی
طرف سے آڑ ہوگئی تو ٹھہرے اُن کا دل بی بی اور بچے کی مفارقت سے بھر آیا
خانۂ کعبہ کی طرف مونھہ کر کے اور دونون ہاتھ اُٹھا کے عاجزانہ لہجہ مین یہ دعا مانگی
رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ
رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ
مِنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ ۝
ترجمہ - اے رب مین نے اپنی اولاد اس جنگل مین بسائی ہی (جہان کھیتی

بھی نہین۔ اور جو تیرے متبرک گھر کے نزدیک ہی اے رب تیری نماز قائم کرنے کے لئے پھر تو کچھ لوگون کے دل اُن کی طرف مائل کردے اور اِن کو میوون کی روزی دے[۱]۔ یہ دعا پوری کر کے ابراہیمؑ مقام سبع کی جانب روانہ ہوگئے۔ مگر اُنھین گئے ہوئے ابھی ایک شب و روز بھی پورا نہ ہونے پایا تھا کہ پانی بھی ختم ہوگیا اور کھجورین بھی، ننھے اسمٰعیل پیاس کی شدت سے تڑپنے اور بلکنے لگے ہاجرہ خود بھی پیاس کی شدت اور بچہ کی بیقراری سے غمگین اور بیتاب ہو کر مایوسانہ نظر سے اِدھر اُدھر دیکھنے لگین اُنھین اِس وقت زمین کے قریب صفا پہاڑ کے سوا کچھ نہ دکھائی دیا وہ اُس پر چڑھ کر چارون طرف دیکھنے اور کان لگا کر آہٹ لینے لگین اُنھین خیال تھا کہ شاید وادی مین کوئی بستی ہو اور وہان سے کسی کی آواز سنائی دے یا کوئی نظر آئے مگر بیکسی مین یاس کا امید سے بدل جانا کم دیکھا گیا ہی چنانچہ کوشش اور امید کے خلاف نہ اُن کے کانون نے کوئی آواز سُنی اور نہ آنکھون نے کسی کو دیکھا۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد ان کو اپنے بچے کے قریب جنگلی درندون کی آوازین سنائی دین۔ وہ گھبرا کر ایک ہاتھ سے پیراہن سنبھالے دوڑتی ہوئی اُتر آئین تاکہ ننھے بچے کی حفاظت کرین[۲]۔ یہان آکر

---

[۱] تفسیر علامۂ خطیب شربینی جلد دوم صفحہ ۲۴۸ پارہ ۱۳ سورۂ ابراہیم تاریخ کامل ابن اثیر جلد اول وغیرہ ۔ ۱۲

[۲] درالمنثور مطبوعۂ مصر صفحہ ۵۲۹ - ۱۲

کسی جانور کا نام ونشان بھی نہ پایا۔ پھر انھون نے کوہ مروہ کی جانب کسی کے بولنے کی آواز سنی تو اُدھر گئین اسی طرح سے صفا سے مروہ تک سات چکر لگائے مگر کامیابی کی کوئی صورت نظر نہ آئی۔ ابھی وہ مروہ پر ہی تھین کہ پھر چُپکے چُپکے کسی کے بولنے کی آواز سنی۔ یہ سمجھین کان بجتے ہین مگر تھوڑے غور کے بعد یقین آگیا کہ کوئی ضرور بول رہا ہی لیکن نظر نہین آتا۔

اُنھون نے بہت مایوسی کے لہجہ مین کہا اے اللہ تو نے میرے کانون تک آواز کی بھنک پہونچائی ہی تو میری مدد بھی کر اور ننھے بچے کی جان پر ترس کھا اب مین اور یہ دونون ہلاک ہوئے جاتے ہین دونون تیرے ہی بھروسہ پر اِس جنگل مین تنہا چھوڑے گئے ہین اب جو گردن اُٹھا کر دیکھتی ہین تو سامنے ایک بزرگ صورت کھڑے ہین (یہ جبرئیل علیہ السلام تھے) اور پوچھتے ہین اے نیک بخت تو کون ہی اور یہان تیرا کیونکر آنا ہوا؟ بی بی ہاجرہ نے کہا:۔

"مین حضرت ابراہیمؑ کی خانہ آباد لونڈی ہون وہ مجھے اور میرے اِس چھوٹے بچے کو یہان چھوڑ گئے ہین"

جبرئیلؑ نے پوچھا:۔

"ابراہیمؑ نے تمھین کس کو سونپا یہان ان کا کون بیٹھا ہی"

ہاجرہ نے جواب دیا:۔

"ہمین خدا کو سونپا ہی"

خدا کے فرشتہ نے کہا: "تمھین اُسی کا سہارہ کافی ہی" اور پھر بی بی ہاجرہ کو لیکر اُس جگہ آئے جہان زمزم کا کنوان ہی اور زمین پر ایک ٹھوکر لگائی ٹھوکر لگانا تھا کہ پانی کا ایک چشمہ اُبل پڑا، یہ قاعدہ ہی کہ ناامیدی اور ضرورت کے وقت نہایت معمولی چیز بھی بڑی نعمت معلوم ہوتی ہی. بی بی ہاجرہ نے پہلے تو اپنے مشکیزہ کو آنے والی ضرورتون کے خیال سے جھٹ پٹ بھر کر رکھ لیا پھر نہایت بے صبری کے ساتھ اسمٰعیلؑ کو پانی پلایا اور خود بھی بہت سا پی لیا لیکن وہ چشمہ اب بھی زور کے ساتھ اُبلتا اور بڑھتا جاتا تھا اور ہاجرہ کو اُس وقت ایک ایک قطرہ کا ضایع جانا ناگوار تھا آخر جلدی جلدی آس پاس گڑھا کھودا اور چارون طرف مٹی کی مینڈ باندھ[۱] دی۔

جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا تم ڈرو نہین اور نہ اس ملک کے پیاسے باشندون سے اندیشہ کرنا۔ یہ چشمہ یونہی جاری رہے گا اور اللہ کے مہمان ہمیشہ اُس سے سیراب ہون گے اس بچے کے باپ بھی جلد آنے والے ہین یہ دونون مل کر اس جگہ ایک گھر خدا کے لیئے بنائین[۲] گے۔

---

[۱] حضرت رسول اللہ علیہ وسلم اکثر بسبیل تذکرہ فرمایا کرتے تھے۔ رحم اللہ اُم اسمٰعیل لو ترکت زمزم او قال لو لم تغرف من الماء مکانت زمزم عینًا معینًا۔ متفق علیہ۔ عینی شرح البخاری کتاب الانبیاء۔ ۱۲

[۲] تفسیر خازن پارۂ اول سورۂ بقر۔ تاریخ ابن خلدون جلد اول۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد اول وغیرہ۔ ۱۲

بی بی ہاجرہ کو اب اطمینان ہوا تھوڑے دنون کے بعد قبیلہ جرہم کا ایک قافلہ اس راہ سے گذرا جو ملک شام کو جا رہا تھا۔ اسنے نشیبی مکہ مین منزل کرنے کے لئے پڑاؤ ڈالا۔ اور چند لوگ گھومتے پھرتے پہاڑی پر چڑھے یہان سے اُنھین وادی پر کچھ پرندے منڈلاتے ہوئے دکھائی دئے وہ سخت متعجب ہوکر کہنے لگے کہ یہ جانور کیون منڈلا رہے ہین اس وادی مین تو کہین پانی کی ایک بوند بھی نہین آؤ ذرا بڑھ کر دیکھین تو آخر یہ گروہ مقام حجر مین پہونچا تو وہان ایک عورت اور ایک دودھ پیتا بچا اور ایک لبریز کنوان نظر آیا یہ لوگ اس ویرانہ مین اِن کو دیکھکر بہت حیران تھے پھر پلٹ کر اپنے ساتھیون مین پہونچے اور جو کچھ دیکھا تھا کہہ سُنایا اب یہ پورا قافلہ بی بی ہاجرہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور کہا اگر آپ کی مرضی ہو تو ہم بھی یہین رہ پڑین ہم خلوص اور محبت کا برتاؤ کرین گے ہم آپ کے پانی مین اور آپ ہمارے مواشی کے دودھ مین شریک ہو جائین۔ لیکن کوئین پر مالکانہ قبضہ آپ ہی کا رہیگا[۱] ۔ اور ہم آپ کی حفاظت جان و مال کے ذمہ دار ہین۔ بی بی ہاجرہ نے اس شرط کو خوشی سے قبول کرلیا کیونکہ وہ مدتون سے یہان تنہا رہتی تھین اور اپنے بنی نوع کی صورت دیکھنے کو ترس گئی تھین۔

[۱] اشرکینا فی مائک نشرک لکفی البا لنا۔ یعنی تو ہمین اپنے پانی مین شریک کر ہم تجھے اپنے دودھ مین تفسیر روح المعانی صفحہ ۲۳۹ جلد چہارم مطبوعہ مصر پارہ سیزدہم سورۂ ابراہیم - ۱۲

اِن لوگون کا آنا ہاجرہ کے لئے بہت غنیمت اور بڑی نعمت تھا چنانچہ یہ لوگ یہین اُتر پڑے اور اپنے بال بچون کو بھی لے آئے اور حسب ضرورت مکانات بنائے۔ حضرت اسمٰعیلؑ انھین مین پلے اِنھین مین بڑھے اور اِنھین مین باہمی محبت اور اُلفت کے رشتے قائم کئے اور اِسی خاندان مین اپنا عقد کر لیا[1] جس کا ذکر آئے گا۔

اِس واقعہ کے تقریبًا بارہ تیرہ سال کے بعد حضرت ہاجرہ نے انتقال فرمایا اور مقام حجر مین دفن کی گئین۔ حضرت اسمٰعیلؑ نے بنی جُرہم کے ساتھ کفن دفن کے مراسم اپنے ہاتھون ادا کئے۔

یہ بی بی کس قدر بےنفس و بے جگر تھین اللہ نے طبیعت مین شوہر کی رضا پر راضی رہنے کا وہ مادہ دیا تھا کہ بے عذری اور ہمت کے ساتھ سنسان بیابان مین رہنا گوارہ کیا۔ البتہ جناب ابراہیمؑ اپنی بیوی سارہ کی اجازت سے ہر سال ہاجرہ اور اسمٰعیلؑ کو دیکھنے ایک بار ضرور آیا کرتے تھے۔

[1] تفسیر خطیب شربینی صفحہ ۱۷۷ جلد دوم مطبوعہ مصر ۱۲

قطورا

(زوجۂ ابراہیم علیہ السّلام)

جب تک سارہ زندہ رہین حضرت ابراہیمؑ نے اُن کی وجہ سے کسی دوسری عورت سے اپنا عقد نہین کیا۔ لیکن اُن کی وفات کی تھوڑی مدت بعد ایک اور عورت کو آپ اپنے نکاح مین لائے جس کا نام قطورا یا قنطورا تھا۔

قطورا کے بطن سے ابراہیمؑ کے چھ لڑکے پیدا ہوئے جن کے نام بترتیب یہ ہین۔ زمران۔ یقسان۔ مدان۔ ریان۔ اسباق۔ سوخ۔ جیسا کہ توریت کتاب پیدایش باب ۲۵ سے ثابت ہوتا ہی۔

توریت مین یہ بھی لکھا ہی کہ ابراہیمؑ نے اپنی سب جائداد اسحٰق کو دیدی۔ اور دوسری حرمون کے بطن سے جو اولاد پیدا ہوئی تھی اُسکو کچھ انعام دے کر اپنے جیتے جی پورب کی سرزمین کی جانب بھیجدیا۔ تاکہ وہین سکونت اختیار کرین اور وہین اُن کی نسل پھیلے۔ لیکن قطورا کے علاوہ کسی اور حرم کا نام توریت مین مذکور نہین ہی گو یہ ضرور پایا جاتا ہی کہ قطورا کے علاوہ اور حرمین بھی آپ کی تھین۔

قطورا ابراہیمؑ کی وفات کے بعد زندہ تھین مگر یہ معلوم نہ ہوا کہ وہ

کب تک حیات رہین اور کہان اور کیونکر اُن کا انتقال ہوا۔
مورخ ابن خلدون نے لکھا ہی کہ قطورا یا قنطورا سرزمین کنعان کی رہنے والی تھی اور اِس کے باپ کا نام یقطن تھا۔ اور علامۂ سیوطی نے نزہت المجالس مین لکھا ہی کہ قطورا سے چار بچے پیدا ہوئے مگر نام نہین لکھے اور نہ یہ تعداد صحیح معلوم ہوتی ہی۔ جبکہ توریت اور تاریخ ابن خلدون مین چھ بیٹون کے نام تک مذکور ہین۔ واللہ اعلم بالصواب ط

حجورا یا حجین

(زوجۂ ابراہیم علیہ السّلام)

علامۂ سیوطی نے قطورا کے ذکر کے بعد لکھا ہی کہ حضرت ابراہیم نے ایک اور عورت سے بھی نکاح کیا جس کا نام حجورا تھا۔ اس کے بطن سے ابراہیمؑ کے سات بیٹے پیدا ہوئے۔ لیکن مورخ ابن خلدون نے لکھا ہی کہ علامۂ سہیلی کا خیال ہی کہ ابراہیمؑ کی ایک تیسری بیوی اور تھین جن کا نام حجون یا حجین تھا یہ بی بی اہب نامی ایک شخص کی بیٹی تھین اور طبری اور ابن اثیر نے اہب کو ارہیر یا اہیر لکھا ہی۔ معلوم ہوتا ہی کہ قطورا کی موجودگی ہی مین جناب ابراہیم نے اس بی بی سے عقد کر لیا تھا۔ اور یہ بھی غالباً سرزمین کنعان ہی کی رہنے والی تھی اس کے بطن سے پانچ بیٹے پیدا ہوئے جن کے نام بترتیب یہ ہین۔ کبسان۔ فروخ۔ امیم۔ لوطان۔ نافس توریت مین اس بی بی کا ذکر مذکور نہین ہی اور نہ کہین اِن کی اولاد کا نام بیان کیا گیا ہی۔

اور علامۂ طبری، بنو قطورا کا ذکر کرتے ہوئے یقشان کے ذکر کے بعد تحریر کرتے ہین کہ اور باقی سب لڑکے ابراہیمؑ کی بیوی حجور نامی کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ گویا ابراہیمؑ کے لڑکون کی صحیح تعداد اِس بنا پر تیرہ ہوئی اور

اِس مین تو کوئی اختلاف نہین کہ اسمٰعیلؑ جو سب لڑکون سے بڑے تھے بی بی ہاجرہ سے اور اسحٰقؑ بطن سارہ سے اور چھ لڑکے قطورا سے۔ جیساکہ توریت مین مذکور ہی اور پانچ لڑکے سہیلی کی روایت کی رو سے حجین یا حجون کے بطن سے اور علامۂ طبری کے بیان کے موافق حجور بنت ارہر کے بطن سے پیدا ہوئے۔ افسوس کہ مزید حالات حجور یا حجیر کے کسی تاریخ سے نہ معلوم ہو سکے۔

واعلہ

(زوجۂ لوط علیہ السّلام)

اِس عورت کا نام اکثر تاریخ نگارون کی تحریر کے موافق واعلہ تھا اور ثعالبی نے بروایت بارِوق ہلفسع نام بھی لکھا ہی وہ صورت کی اچھی مگر سیرت کی بُری تھی حضرت لوط کو اُسکی ذات سے جو راحت پہونچنی اور جو مدد ملنی چاہیئے تھی وہ نہ ملی اس کا ظاہر و باطن یکسان نہ تھا وہ دکھانے کو اپنے شوہر کی فرمان بردار اور مسلمان مگر حقیقت مین منافق اور اپنی قوم کی ہم خیال اور حمایتی بنی رہی۔ اِس کے عقائد اور مذہبی خیالات بہت خراب تھے قرآن شریف مین کئی جگہ اس کا ذکر ہے۔

سدوم مین جانے اور اِس سے بیاہ کرنے کا یہ سبب ہوا کہ مقام سبع مین جب ابراہیمؑ اور لوطؑ کے مواشی زیادہ ہو گئے تو یکجا قیام کرنا دشوار معلوم ہونے لگا اِسی عرصہ مین دونون کے چرواہون مین لڑائی ہو گئی تب ابراہیمؑ نے فرمایا کہ اب ہمارا ایک دوسرے سے جدا ہو جانا بہتر ہی ایسا نہ ہو کہ آگے چلکر اور جھگڑے بڑھین لہذا مناسب ہی کہ تم پورب کی طرف چلے جاؤ یا مین چلا جاؤن اور تم یہان رہو۔ لوطؑ اپنے جی مین غور کرنے کے بعد اپنی

املاک سمیت مقام سدوم[۵۱] مین آرہے یہ مقام سرحد شام و حجاز کے درمیان بلاد فلسطین کے متصل اردن[۵۲] کی ترائی مین واقع ہے۔

ابھی یہان آئے ہوئے کچھ زیادہ دن بھی نہین گذرے تھے کہ ایک سردار نے اپنی بیٹی واعلہ سے آپ کا عقد کردیا اب سدوم مین رہنے کی مستقل صورت نکل آئی اور مسافرانہ حالت نہین رہی مگر اِس وقت تک آپ کو اس قوم کی حالت کے صحیح اندازہ کرنے کا موقع نہ ملا تھا آپ نے واعلہ کے ساتھ نکاح کیا تھا بھلائی سوچکر اور پیش آئی بُرائی۔ کیونکہ اردن کی ترائی مین اس وقت پانچ بڑی بڑی بستیان آباد تھین۔ سدوم۔ عمورہ۔ اردومہ۔ ساعور صغر۔ اِن سب مین سدوم بہت بڑی تھی لیکن صغر کے سوا باقی اور چارون بستیون کے باشندون کی اخلاقی حالت نہایت خراب ہورہی تھی۔ اُن مین بت پرستی کے علاوہ بعض نہایت شرمناک عادتین پیدا ہوگئی تھین وہ بدکاریون سے اِس قدر خوگر ہورہے تھے کہ بھلے بُرے کی تمیز ہی اُن کے دل و دماغ سے سلب ہوگئی تھی۔ ان کی شرمناک عادتون کو خدائے تعالیٰ نے قرآن پاک مین اُنھین مخاطب کرکے یون بیان فرمایا ہے اَئِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِّنَ الْعَالَمِينَ أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُونَ السَّبِيلَ وَتَأْتُونَ فِي نَادِيكُمُ الْمُنْكَرَ۔

---

[۵۱] توریت کتاب پیدائش۔ ۱۲

[۵۲] مروج الذہب مسعودی جلد اول مطبوعہ مصر۔ ۱۲

ترجمہ بے شک تم مرتکب ہوتے ہو ایسی بے حیائی کے جو دنیا بھر مین کبھی کسی قوم سے وجود مین نہین آتی۔ تم مردون سے صحبت کرتے ہو اور مسافرون کی راہ مارتے ہو اور اپنی مجلسون مین (سب کے سامنے) باہم بُرا کام کرتے ہوئے آخر جب ساری قوم کی بداخلاقیان حد سے بڑھ گئین تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوطؑ کو رسالت کا مرتبہ دیا گیا اور حکم ہوا کہ اس قوم کو ہدایت فرمائین اور کفر و بداعمالی کی ظلمت سے نکال کر ایمان و اخلاق کے روشن اور سیدھے راستہ پر لائین۔ چنانچہ آپ نے نصیحت اور اصلاح شروع کی۔ مگر قوم تو کیا واعلہ بھی بات بات پر مخالفت کرنے لگی اور احکام نبوت پر ہنسی اُڑانے لگی یہ مخالفت اُس کی کُھلم کُھلا تو نہین مگر بالکل خلاف امید تھی جس وقت سے آپ نے فرائض رسالت کی بجاآوری شروع کی اُس وقت یہ خیال تھا کہ بیوی سے بھی مدد ملے گی اور کم سے کم اُس کے خاندان مین ضرور آپ کی کوششین کامیاب ہونگی لیکن افسوس ہو کہ یہ خیالات غلط ثابت ہوئے۔ واعلہ کا طرز عمل بہت بُرا نظر آیا، اُس نے اپنی بدنصیبی سے قوم کی رفاقت کو شوہر کے حقوق سے بڑھ کر سمجھا پھر بھی آپ برابر سب کو سمجھاتے رہے لیکن وہ کسی طرح راہ راست پر آنے کے لئے تیار نہ ہوے۔ ان ہنگامون مین واعلہ بھی درپردہ برابر کی شریک بنی رہی، وہ ایسی باتین کرتی تھی جو لوطؑ کی ذلت اور دل دکھنے کا سبب ہوتی تھین لیکن آپ اپنا خون جگر پیتے غم کھاتے مگر ضبط سے کام لیتے رہے اور متفکر تھے کہ کیا کرین کیونکر اس کو

راہ راست پر لائین آپ نے ہزار سمجھایا۔بجھایا اور عذاب الٰہی سے ڈرایا، دھمکایا لیکن واعلہ اور اسکی قوم کو آپ پر ایمان لانے اور اُن کے حکم پر عمل کرنے کی کبھی توفیق نہ ہوئی۔ آخر اپنی ساری قوم کے ساتھ وہ بھی عذاب سخت مین گرفتار ہوئی اور اپنے عزیز شوہر کی عمدہ باتون پر کان نہ دھرنے کا پورا بھگتان بھگتا۔ وہ انیس۱۹ سال لوط علیہ السلام کی خدمت مین رہی مگر اس برگزیدہ شوہر کی صحبت کو برکت نہ سمجھی اور نہ اُن کی کبھی کچھ پروا کی۔

واعلہ کے بطن سے حضرت لوطؑ کی چند لڑکیان بھی ہوئین جن کی شادیان اُسی قوم مین کردی گئی تھین لیکن صرف دو بیٹیان مسلمان اور بن بیاہی تھین جو برابر اپنے باپ کا رنج وخوشی مین ساتھ دیتی رہین۔ صرف انھین نے نجات بھی پائی اور باقی سب بیٹی داماد ہلاک ہوئے۔

واعلہ اور اُس کی قوم ووطن کی بربادی وہلاکت کا قصہ نہایت پردرد اور افسوسناک ہی جس کو ہم بھی ذرا تفصیل سے لکھتے ہین تاکہ عبرت کا باعث ہو۔

جب واعلہ کی قوم آپ کے حُسن سلوک سے ذرا بھی متاثر نہ ہوئی نہ اپنے بُرے کامون سے باز آئی اور اُس کی بدکرداری حد کو پہونچ گئی تو آپ نے اِس قوم کے لئے بددعا کی۔ ابھی بددعا کئے ہوئے کچھ زیادہ عرصہ نہین گزرا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے وہ تینون فرشتے بھیجے جو حضرت ابراہیمؑ کو ولادت اسحٰقؑ کی بشارت دیکر ادھر چلے آرہے تھے ٹھیک دوپہر کے وقت یہ سدوم کے کنارے

پہونچے یہان لوط علیہ السلام کی ایک صاحبزادی سے ملاقات ہوئی یہ اپنے گھر کے لئے پانی بھر کر لیجانا چاہتی تھین تینون نو وارد بڑھے اور کہا کہ یہان آپ کا کوئی ایسا گھر بھی ہی کہ ہم ایک رات ٹھہر سکین۔ ؟

صاحبزادی حوصلہ مند اور نبی کی بیٹی تھین کیونکر ممکن تھا کہ مہمان آئے اور وہ میزبانی کی شریفانہ خدمت سے پہلو تہی کرین۔ اُنھون نے فرشتون سے کہا کہ جی ہان! گھر بھی موجود ہی اور آپ کے آرام کی سب چیزین بھی ہین لیکن جب تک مین نہ آلون آپ یہین ٹھیرین۔ اب یہ لپک کے اپنے والد کی خدمت مین حاضر ہوئین اور عرض کی کہ نہر کے کنارے تین جوان آئے ہوئے ہین مین نے تو ایسے ذی وجاہت اور خوبصورت لوگ کبھی نہین دیکھے اُنھین چپکے سے لے آئیے ایسا نہ ہو کہ آپ کی قوم کے لوگ اُنھین پا جائین اور پھر ندامت ورسوائی حاصل ہو مین اِنھین اپنے یہان ٹھیرانے کا وعدہ کر چکی ہون۔

لوطؑ کو پہلے تو کچھ تردد ہوا لیکن یہ کب گوارا تھا کہ ہمارا مہمان رسوا ہو وہ جھٹ فرشتون سے جا کر ملے اور اُن کو بڑی عزت اور خاطر سے گھر مین لا کر ٹھیرایا۔

لوطؑ کے گھر والون کے سوا اور کسی کو اِن مہمانون کے آنے کی خبر بھی نہ ہوئی لیکن ان کو آئے ہوئے ابھی تھوڑی دیر بھی نہ گذری تھی کہ واعلہ چپکے سے گھر سے نکلی اور اپنی قوم کے اشراف کو خبر دیدی کہ تین خوبصورت نوجوان آج ہمارے یہان آئے ہین وہ اس قابل ہین کہ آپ اُنھین اپنا مہمان بنائین

اور اگر لوط ؑ انکار کرین تو زبردستی اُس سے چھین لائین یہ ایسے خوش ادا اور خوبصورت ہین کہ کبھی مین[۱] نے ایسے لوگ نہین دیکھے چنانچہ اُنھون نے دس آدمی اس غرض سے بھیجے، یہ لوگ آئے اور لوطؑ سے تحریک کی کہ مہمان ہمارے حوالے کئے جائین آپ نے بہت سمجھایا بجھایا۔ مگر جب یہ بدنصیب قوم کسی طرح نہ مانی تو آپ نے صاف انکار کردیا۔ ان لوگون نے زبردستی مہمانون کی طرف ہاتھ بڑھایا اور پکڑ کر لیجانا چاہا تو اُسی وقت دسون اندھے ہوگئے اب کچھ سجھائی نہین دیتا تھا آخر بھاگے اور گرتے پڑتے اپنی قوم مین پہونچکر کہا کہ لوطؑ نے اپنے یہان جادوگرون کو ٹھیرایا ہے اُنھون نے ہمین اندھا کردیا یہ سن کر ساری قوم غصہ کے مارے آپے سے باہر ہوگئی اور جمع ہوکر لوط علیہ السلام کے مکان پر امنڈ آئی اب آپ بہت گھبرائے اور بے اختیار زبان سے نکل گیا۔ لَوْ اَنَّ لِیْ قُوَّۃً اَوْ اٰوِیْۤ اِلٰی رُکْنٍ شَدِیْدٍ ؀

ترجمہ، کاش آج مجھے کوئی قوت حاصل ہوتی یا کسی محفوظ ٹھکانے مین پناہ لے سکتا۔

واعلہ تو خوش تھی کہ اب لوطؑ کو اپنے کئے کی سزا ملے گی اور ساری نصیحت گری آج نکل جائے گی مگر قبل اِس کے کہ وہ لوگ حملہ کرین جبرئیلؑ نے لوطؑ کو تسلی دی اور کہا کہ آپ گھبرائین نہین ہم آپ کے رب کے بھیجے ہوئے فرشتہ ہین یہ لوگ آپ کا کچھ نہ بگاڑ سکین گے بلکہ صبح تک ہلاک ہوجائین گے،

---

[۱] طبری جلد اول وجزاول وکامل ابن اثیر جلد اول۔۱۲

آپ بال بچون سمیت راتون رات اس بستی سے نکل چلئے مگر یہ خیال رہے
کہ کوئی شخص پیچھے مڑ کر نہ دیکھے ہم اِس بستی کے باشندون پر عذاب الٰہی
نازل کرنے اور اُنھین مٹا دینے کے لئے آئے ہین صبح تک یہ ساری قوم
فنا ہو جائے گی اور اپنے ظلم و بدکاری کا خمیازہ اُٹھائے گی۔ لوطؑ یہ سُن کر
مطمئن بلکہ بہت خوش ہوئے کیونکہ ان کے مظالم سے تنگ آ گئے تھے اور فرمایا
کہ یہ سب اسی وقت ہلاک ہو جائین تو اچھا ہی۔ جبرئیلؑ نے کہا اس کے لئے صبح کا
وقت مقرر کیا گیا ہی اور صبح بھی (کچھ دور) نہین ہی غرض دن اِس گڑبڑ مین
گزرا اور شام ہوتے ہی لوطؑ رخت سفر باندھ اور اپنی دونون بیٹیون و بیوی
کو باصرار ساتھ لیکر روانہ ہوئے اپنی اور بیٹیون اور دامادون سے بھی بہت کہا
وہ کسی طرح ساتھ چلنے پر راضی نہ ہوئے۔ واعلہ بھی خوشی سے جانا نہین چاہتی
تھی تاہم اُسے مخالفت نہ کرتے بنی اور مجبورًا باظہار فرمان برداری ساتھ ہو گئی
مگر وہ بار بار مڑ مڑ کے اپنی بستی کو دیکھتی جاتی تھی جب صبح کے آثار نمایان
ہوئے اور وعدہ کا وقت آ گیا تو جبرئیلؑ اپنے قوی بازؤن کو زمین مین ڈال کر
صغر کے سوا اور چارون بستیون کو آسمان تک اُٹھا لے گئے اور وہان سے
اس زور سے الٹ کر دے مارا کہ سب باشندے دم بھر مین ہلاک ہو کر رہ گئے
جس وقت یہ چارون بستیان اوندھی گری ہین تو ایک نہایت ہی دہشت ناک
اور بڑے زور کی آواز ہوئی جو ان جانے والون نے بھی سنی مگر فرشتون کی

ہدایت اور خوفِ عذاب کے مارے پیچھے مُڑکر نہ دیکھا البتہ واعلہ یہ بھیانک آواز سُن کر بہت گھبرائی پیچھے مڑکر دیکھا اور کہا کہ وَا قَوْمَاہ "ہائے میری قوم" اس کی زبان سے ابھی اتنا ہی جملہ نکلا تھا کہ ایک پتھر بڑی زور سے آکر لگا اور یہ وہین مرکے نمک کا ڈھیر ہوکر رہ گئی اور دنیا کو اپنی ہلاکت ونافرمانی سے عبرت آمیز سبق دے گئی۔ اسی طرح اور جو عورتین اپنے مردون کی طرف سے دلون مین کھوٹ رکھتی ہین اور اُن کو ذلیل کرکے اپنے میکے والون کا بھرنا بھرتی ہین یا ایک غلط راستہ اختیار کرلیتی ہین وہ کبھی دنیا اور آخرت مین سرخرو نہین ہوسکتین بلکہ ہمیشہ کے لئے ذلت ورسوائی اُٹھاتی اور اپنی جنس کے لئے عبرت چھوڑ جاتی ہین۔ فَاعْتَبِرُوْا یَا اُوْلِی الْاَبْصَارِ۔

عمرہؑ[1]

(زوجۂ اسمٰعیل علیہ السّلام)

جب حضرت ہاجرہ نے عمرطبعی کو پہونچکر وفات پائی تو حضرت اسمٰعیلؑ بالکل تنہا رہ گئے تھے اُس وقت اُن کی عمر تخمیناً پندرہ سال کی تھی ماں کی وفات کا صدمہ ایسا نہ تھا کہ جلد دل سے بھلایا جاسکتا اُنھون نے اپنا غم غلط کرنے کے لئے یہ مشغلہ اختیار کیا کہ صبح سے تیروکمان لیکر بستی سے دور شکار کو چلے جاتے اور وہان سے شام کو پلٹتے اِس کے سوا اور نہ کچھ دل بہلنے کا ذریعہ تھا۔ اور نہ کوئی سچّا ہمدرد شریک حال تھا۔ لیکن چند روز کے بعد شکار سے دِل اُکتا گیا۔ اول تو شفیق ماں کا رنج جدائی۔ دوسرے تنہائی۔ اس غم نے مکہ سے دل اُچاٹ کردیا۔ اور شام کی طرف اپنے والد بزرگوار کی خدمت مین حاضر ہونے کی دھن سمائی مگر خدا کو تو اُن کی ذریت سے عرب کی سرزمین کو آباد اور اُن کی اولاد مین ایک خاتم النبیین پیدا کرنا تھا۔ جو سب کا سردار اور دُنیا کی پیدائش کا اصلی سبب تھا۔ جس کی نورانی شعاعین قیامت تک دنیا کے چپہ چپہ مین پھیلنے والی تھین چنانچہ اُنھون نے اپنا ارادہ وہان سے کے

[1] علامۂ ابن خلدون نے ان کا نام عمارہ لکھا ہی۔ اور سب مورخین نے عمرہ لکھا ہی ۱۲

سرداروں کے آگے ظاہر کیا اور چاہ زمزم جس کے اب تک یہی مالک اور متولی تھے اُنھیں سونپنا چاہا لیکن بنی جرہم نے اُن کو اس عزم سے نہایت اصرار کے ساتھ باز رکھا اور آپس مین یہ مشورہ کیا کہ یہ ایک خدا رسیدہ بندے ہین انھین کی برکت سے زمزم مین پانی ہی۔ ممکن ہی کہ اُن کے چلے جانے سے کوئین کا پانی خشک ہو جائے۔

ایک سردار نے کہا کہ ہم اپنی بیٹی ان کے عقد مین کیون نہ دیدین کہ اِن کی دِل بستگی ہو؟ اور اِس قصد سے باز رہین اس رائے سے سب نے اتفاق کیا اور حضرت اسمٰعیلؑ کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کی کہ آپ ہمارے ولی نعمت اور آقا ہین یہان سے ہرگز نہ جائین بلکہ تجرد کی زندگی کو تاہل سے بدل کر گھر گرستی کی فکر فرمائین۔ جو سب کے لئے ضروری اور ایک فرض اِنسانی ہی حضرت نے یہ سوچکر کہ "آزر دن دلِ دوستان جہل ست وکفارۂ یمین سہل" اپنا قصد ملتوی کیا پھر بنی جرہم نے خاندان عمالقہ مین سعید ابن اسامہ بن اکیل کی بیٹی عمارہ سے اسمٰعیلؑ کا عقد کر دیا[۱]۔

عمارہ شوہر کی فرمان بردار تو تھی لیکن عام عورتون کی طرح غیر قانع اور ناشکر گزار اس سے اپنے شوہر کے مہمانون کی خاطر داری اور عزت نہین ہو سکتی تھی گو وہ ایک غریب ومفلس شخص کی بیوی تھین لیکن ایک رئیس کی

[۱] ابن خلدون جلد اول۔ کامل لابن اثیر جلد اول۔ ۱۲

بیٹی ہونے کی وجہ سے وہ ثروت اور امارت کی خواہان تھی۔ وہ چاہتی تھی کہ سیکڑون بکریون اور اونٹون کی مالک ہو اور ایک اچھی حیثیت والے زمیندار کی بیوی۔ لیکن حضرت اسمٰعیلؑ کو اب تک اِن دنیاوی جھگڑون سے لگاؤ ہی نہ تھا وہ اب بھی سیر و شکار مین دن بھر گذار دیتے اور شام کو واپس آتے۔ اس عقد کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السّلام حسب دستور اس سال بھی بی بی سارہ سے اجازت لیکر مکہ تشریف لائے تو معلوم ہوا کہ بی بی ہاجرہ کا انتقال ہو چکا ہی اور اسمٰعیلؑ نے اپنا نکاح بنی جرہم مین کر لیا ہی انھین ہاجرہ کی وفات کا بے حد صدمہ ہوا۔ پھر اسمٰعیلؑ کے گھر پر تشریف لائے تاکہ جو کچھ ترکہ بی بی ہاجرہ نے چھوڑا ہی اُسے دیکھین بھالین اور اپنے بیٹے کی خبر لین وہ آئے اور دروازہ پر سواری کو ٹھیرا کر آواز دی عمرہ گھر سے نکل آئی مگر وہ نہ ابراہیمؑ کو پہچانتی تھی اور نہ ابراہیمؑ اُسے جانتے تھے۔ حضرت ابراہیمؑ نے اُس سے چند باتین دریافت فرمائین تم کون ہو۔ اسمٰعیلؑ کہان گیا۔ ہاجرہ کا کب انتقال ہوا؟ عمرہ نے جواب دیا مین اُن کی بیوی ہون۔ وہ شکار کو گئے ہین ہاجرہ کا اِسی سال انتقال ہوا۔

ابراہیمؑ نے پوچھا "تمھاری بسر اوقات کیونکر ہوتی ہی" اُس کی ذات سے کھانے پینے یا اور کسی قسم کی شکایت تو نہین؟" حضرت کو اِس سے صرف یہ آزمانا تھا کہ عمرہ کے دل مین اپنے شوہر کی کتنی جگہ ہی اور وہ

اُس کے طرزِ عمل سے خوش بھی ہی یا نہین عمرہ نے کہا یہ کیا پوچھتے ہو ہم نہایت تنگی سے بسر کرتے ہین اُن کو شکار کے سوا نہ اپنی حالت درست کرنے کی طرف رغبت ہی نہ کسی کے نیک مشورہ پر عمل کرنے کی عادت۔ گھر مین اتنا بھی تو نہین کہ کوئی مہمان آئے تو اُس کو ایک وقت ٹھکانے کا کھانا کھلایا جا سکے۔ لیکن تمھین اِس سے کیا مطلب؟ تم ہمارے گھر کا حال پوچھنے والے کون؟ اِن دو باتون مین اپنے قابلِ تعظیم خسر سے عمرہ نے وہ بے پروائی اور بدمزاجی برتی کہ لفظ لفظ سے خود نمائی اور ترش روئی ظاہر ہوتی تھی اور بات بات سے پایا جاتا تھا کہ وہ اس بوڑھے مسافر سے بات کرنا ذلت سمجھ رہی ہی۔ یہان تک کہ سواری سے اُترنے کو بھی نہ کہا اور نہ سلام ہی کیا۔ حضرت ابراہیمؑ کو اِن باتون سے زیادہ رنج ہوا۔ بہو کی یہ بدخُلقی گران گذری اور اُنھون نے اپنی سخت توہین و ذلت محسوس کی کچھ تو وہ سفر کی تکان سے خستہ اور بیوی ہاجرہ کے غم وفات سے ملول ہو رہے تھے بہو کے طرز کلام نے اور بھی دل کو پاش پاش کر دیا جی جلا تو تھا ہی زبان سے نکل گیا کہ اچھا اب مین جاتا ہون جس وقت اسمٰعیلؑ آئین میرا سلام کہدینا اور یہ پیام دینا کہ تمھارے دروازہ کی چوکھٹ اچھی نہین ہی اسے بدل دو۔ جب شام کو اسمٰعیل علیہ السلام شکارگاہ سے واپس آئے تو گھر مین اپنے والد بزرگوار کی خوشبو محسوس کی۔ اپنی بیوی سے پوچھا کہ آج کیا کوئی آیا تھا؟ عمرہ نے (اہانت آمیز لہجہ مین) کہا ہان! ایک بڈھا آدمی اس وضع قطع کا آیا تھا اُس نے تم کو مجھ سے پوچھا مین نے جواب دیا شکار کو گئے ہین۔ پھر پوچھا تمھاری

بسر اوقات کا کیا حال ہی زندگی کے دن کیون کر گذرتے ہین خوش حالی و ثروت ہی یا عسرت وغیرہ مین نے بھی جو کچھ حالت تھی وہ صحیح صحیح بیان کر دی۔

اسمٰعیلؑ نے پوچھا تمھین کوئی وصیت تو نہین کی۔ عمرہ نے کہا ہان مجھے حکم دیا ہی کہ تمھین سلام پہونچا دون اور یہ پیام دیا کہ اپنے دروازہ کی چوکھٹ بدل دو۔ یہ اچھی نہین ہی۔ اسمٰعیلؑ نے کہا وہ میرے والد بزرگوار تھے اور اُن کی وصیت کا یہ مطلب ہی کہ مین تم کو اپنی زوجیت سے الگ کر کے دوسرا عقد کر لون غالبًا تمنے اُن سے بد اخلاقی برتی اب تم اپنے میکے جاؤ اور اپنے کئے کی سزا پاؤ مین طلاق دیتا ہون[۱] اُس کے بعد حضرت اسمٰعیلؑ نے بنی جرہم کے قبیلہ کی ایک دوسری عورت سے اپنا نکاح کر لیا جس کا ذکر آگے آتا ہی عمرہ کے بطن سے حضرت اسمٰعیلؑ کی کوئی اولاد بھی نہین ہوئی سچ ہی کہ عورت خواہ وہ اپنے خاوند کی کتنی ہی فرمان بردار ہو کسی بزرگ کی بے وقعتی کر کے عزت و برکت حاصل نہین کر سکتی اُس پر سب سسرالی بزرگون کی فرمان برداری اور تعظیم بھی فرض ہی جو عورتین ایسا نہین کرتین وہ کبھی خوش حال نہین رہ سکتین زندگی تلخ اور عیش بے مزہ ہو جاتا ہی۔

دنیا کی پھٹکار تو الگ رہی خدا اور اُس کا رسول بھی ایسی عورت سے خوش نہین رہتا۔

[۱] تفسیر خازن جلد اول سورۃ بقر ابن خلدون جلد اول تاریخ طبری و روضۃ الصفا وغیرہ ۱۲

سیدہ بنت مضاض

(زوجۂ اسمٰعیل علیہ السّلام)

جب اسمٰعیل علیہ السلام نے اپنے باپ حضرت ابراہیمؑ کا حکم مان کر اپنی بیوی عمرہ کو طلاق دیدی تو اُن کے دوسرے حکم کی تعمیل بھی واجب ہوئی کہ وہ اُس کی جگہ دوسری بیوی بیاہ لائین۔ وہ اِس فکر مین تھے کہ تھوڑے دن کے بعد معلوم ہوا کہ بنی جرہم کے سردار[1] مضاض ابن عمرو کی ایک بیٹی ہے جس کا نام سیدہ ہی۔ یہ نہایت خوبصورت اور نیک سیرت ہی اپنی نیک بختی، ایثار، اور تمامی اخلاق و اوصاف مین مکہ کے رہنے والون مین اُس کا جواب نہین ساری لڑکیان اُس کے حُسن و اخلاق اور شرافت خاندان و جمال بے مثال کے آگے ہیچ ہین۔ اس مین کوئی شک نہین کہ یہ سیدہ گو کم سن تھی مگر اُس کے مزاج مین بہت ہی انکسار، طبیعت مین ایثار تھا، بول چال مین لوچ اور نرمی فطرۃ مین بھولاپن، مہمانون اور آنے جانے والون کی خبرگیری اور خاطرداری کرنے مین پوری، یہ سب اوصاف دیکھ اور سُن کر حضرت اسمٰعیلؑ سے چند خیرخوا ہون نے کہا کہ آپ اس سے عقد کرلین تو نہایت مناسب ہوگا۔

---

[1] تاریخ اسطوال علامۂ دینوری مطبوعۂ مصر ۱۲۔

جیسی بیوی آپ کو چاہیے اور جیسی بہو آپ کے والد چاہتے ہین یہ ایسی ہی ہی
آپ نے اِس مشورہ کو منظور کیا اور پیام دے دیا۔ یہ تو تم نے پڑھا ہی کہ مکہ والے
حضرت اسمٰعیل ع کی بہت عظمت و عزت کرتے تھے اُن کا خیال تھا کہ یہ اللہ کے
خاص بندے ہین۔ اور زمزم مین صرف انھین کی برکت سے پانی ہی وہ ہر وقت
اُن کی خاطر ملحوظ رکھتے تھے، اور خدمت گذاری مین کوتاہی نہ کرتے پیام
پہونچتے ہی مضاض نے فوراً منظور کیا اور سمجھ لیا کہ اِن سے بہتر شوہر میری لڑکی
کو نصیب ہونا ممکن نہین:۔ اور سیدہ کے ساتھ اسمٰعیلؑ کا نکاح ہو گیا۔ سیدہ
اپنے شوہر کی نہایت خدمت گزار و فرمان بردار ثابت ہوئی اُس نے ظاہر
کر دیا کہ ایک ایسے شخص کے لئے جو نبی کا بیٹا ہی اور نبی ہونے والا ہی ایسی ہی
بیوی کی ضرورت ہی، جب تک ایسی بے نفس بے غرض، دنیا کی طرف سے
بے نیاز عورت نہ ملے تبلیغ و رسالت کے فرائض ادا کرنے مین سہولت دشوار ہی
دونون میان بیوی ایک دوسرے سے خوش و خرم زندگی کے دن گذار رہے تھے۔
اور اسمٰعیلؑ سیر و شکار کی عادت بطور وضع داری نباہے جاتے تھے حسب معمول
اس دفعہ جو ابراہیمؑ تشریف لائے تو پھر صاحبزادے شکار کو گئے ہوئے تھے۔
آپ سیدہ کے پاس آئے اور دریافت کیا کہ اسمٰعیل کہان ہین۔
سیدہ نے کہا کہ " وہ ہمارے لئے روزی کی تلاش مین گئے ہین۔ ابراہیمؑ نے
فرمایا کہ تم کس حال مین ہو زندگی عیش و عشرت مین گذرتی ہی یا رنج و کلفت مین۔

اسمعیل کی ذات سے تمھین کسی قسم کی شکایت تو نہین ہی: - سیدہ نے کہا ہم بہت اچھی حالت مین ہین خوشحالی وثروت اور مسرت وطمانیت شریک حال ہی -

ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کیا کھاتی پیتی ہو - سیدہ نے کہا گوشت اور پانی (جو بہترین غذا ہی) ابراہیمؑ نے فرمایا اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَھُمْ فِیْ طَعَامِھِمْ وَشَرَابِھِمْ) سیدہ نے کہا آپ ہمارے یہان کیون نہ قیام فرمائین اور جو کچھ میسر ہی کھائین اور پئین ہم خدمت کے لئے حاضر ہین یہ بھی روایت ہی کہ جب ابراہیم علیہ السلام ان کے یہان آئے تو سیدہ نے عرض کی آپ اُترین تو مین آپ کا سر دھوؤن - اُس زمانہ مین قاعدہ تھا کہ جو شخص سفر سے تھکا ماندہ آتا گھر کے لوگ سر دھوتے تاکہ تھکن اور خستگی دور ہو - مگر ابراہیم علیہ السلام نہ اُترے - پھر وہ اُنھین اُس جگہ لائین - جہان اب مقام ابراہیمؑ ہی اور ایک پتھر لاکر داہنی جانب رکھدیا - ابراہیم علیہ السلام اُس پر اپنا قدم رکھکر جھکے پھر سیدہ نے سر کا آدھا حصہ داہنی طرف کا دھویا پھر وہی پتھر سیدہ بائین طرف اُٹھا لائین - ابراہیم علیہ السلام بایان پاؤن اس پر ٹیک کر ادھر جھکے لائق بہو نے بائین جانب کا آدھا حصہ سر کا دھویا اور ابراہیم علیہ السلام کے دونون قدمون کے نشان پتھر پر بنے رہ گئے اور یہی اب تک مقام ابراہیم کہلاتا ہی جو حرم شریف مین نصب ہی - اس کے بعد ابراہیمؑ نے فرمایا جب تمھارے شوہر آئین تو ان کو میرا سلام پہونچانا - اور کہنا کہ اپنے دروازہ کی چوکھٹ یہ ہی قایم رکھین پھر چلے گئے -

جب اسمٰعیلؑ تشریف لائے تو آپ نے دریافت کیا۔ کیا کوئی آج ہمارے یہان آیا تھا۔

بیوی نے کہا۔ ہان ایک بوڑھے آدمی صاحب وجاہت جو انسانی اوصاف سے بالاتر اور بہت ہی قابل عزت و احترام ہین تشریف لائے تھے۔ پہلے آپ کو مجھ سے پوچھا۔ مین نے کہدیا۔ شکار کو گئے ہین۔ پھر ہماری معاش کو پوچھا۔ مین نے مطلع کیا کہ ہم بہت اچھی حالت مین ہین۔

اُس کے بعد اور جو کچھ گفتگو ابراہیمؑ سے ہوئی تھی وہ سب کہہ سنائی۔

اسمٰعیلؑ نے کہا کیا اُنھون نے کوئی وصیت بھی کی۔ کہا ہان۔ آپ کو سلام کہا اور یہ کہا کہ اپنے دروازے کی یہ ہی چوکھٹ قائم رکھین۔

اسمٰعیلؑ نے کہا وہ میرے باپ تھے۔ اور چوکھٹ سے مراد تم ہو۔ انھون نے مجھے یہ حکم دیا ہی کہ تم کو برقرار رکھون۔ غرض وہ دونون ہنسی خوشی رہا کئے اس نیک بخت عورت سے اسمٰعیلؑ کے بارہ بیٹے ہوئے سب مین بڑے بیٹے قیدار اور دوسرے بنت تھے اور یہی اسمٰعیلؑ کے ولیعہد و جانشین ہوئے۔

تمام عرب بنت اور قیدار ہی کی اولاد مین ہین۔ جب اُن کی اولاد بہت زیادہ ہوئین اور مکہ مین گنجائش سکونت کی باقی نہ رہی۔ تو یہ دوسرے شہرون مین پھیل گئی جہان جاتے اللہ تعالیٰ اُس شہر کے لوگون کو اُن کا فرمان بردار کردیتا بنت اور قیدار کی اولاد کو اللہ تعالیٰ نے سرزمین عرب پر پھیلا دیا

اور اسمٰعیلؑ کو بنی عمالقہ اور یمن کے قبیلوں کی طرف رسول کرکے بھیجا[1] تمام عمر سیدہ اُن کی رفیق زندگی و شریک حال رہین - اُن کی ایک لڑکی بھی تھی - اسمٰعیلؑ نے اپنے چھوٹے بھائی اسحٰقؑ کو وصیت کی کہ اپنے بیٹے عیص سے اِس کا عقد کردین اِس کے بعد اسمٰعیل علیہ السّلام نے ۱۳۷ سال کی عمر مین انتقال فرمایا اور اپنی والدہ ہاجرہ کے پہلو مین بمقام حجر دفن ہوئے - سیدہ کے بطن سے حضرت اسمٰعیلؑ کے اور جو دس لڑکے پیدا ہوئے تھے اُن کے نام یہ ہین - ارفیل - بیشا - مسمع - رماش - آزر - قطورا - قاقس - طمیا - قیدمان - اور لڑکی کا نام بسمت جو عیصو سے بیاہی گئی - سیدہ کے اور حالات تاریخی کتابون مین کہین مذکور نہین ہین - لیکن مورخ یعقوبی نے ان کا نام حنفا بنت حارث بن مضاض اور انھین کے بطن سے بارہ لڑکون کا پیدا ہونا بھی لکھا ہے[2] -

[1] تاریخ کامل ابن اثیر جزری جلد اول مطبوعہ مصر - ۱۲

[2] دیکھو تاریخ یعقوبی جلد اول صفحہ ۲۵ مطبوعہ یورپ - ۱۲

رفقہ

(زوجۂ اسحٰق علیہ السّلام)

اسحٰقؑ کی بیوی کا نام توریت اور تاریخ کی دوسری کتابون مین بالاتفاق ربقہ لکھا ہی لیکن علامۂ مسعودی نے اپنی مشہور تاریخ مروج الذہب ومعادن الجوہر مین ان کا نام یومحار بنت بتوئیل لکھا ہی مگر اول الذکر ہی صحیح معلوم ہوتا ہی۔ رفقہ ایک نہایت حسین وجمیل اور نیک سیرت بیوی تھین اسحٰقؑ کی رشتہ مین بہن اور اُن کی والدہ سارہ کے بھائی بتوئیل کی بیٹی تھین۔ ان کی دادی کا نام ملکہ تھا ملکہ نحور کی بیوی اور حضرت ابراہیمؑ کی بھاوج تھین تبوئیل کا خاندان اُس وقت سے حران مین رہتا تھا جب کہ سارہ اور لوطؑ کو لیکر حضرت ابراہیمؑ مصر ہوتے ہوے قط مین چلے آئے تھے اور جو لوگ بابل سے ان کے ساتھ آئے تھے اُن سب کو حران ہی مین چھوڑ کر آپ بیر سبع مین آرہے تھے۔

رفقہ حران ہی مین پیدا ہوئین اور وہین بڑھین وہین سادہ زندگی بسر کرتی تھین۔

جس قدر یہ خوبصورت تھین اُسی قدر نیک دل، بھولی بھالی، خوش مزاج، تمیزدار اور سلیقہ شعار بھی تھین۔ مان، باپ، بھائی اور گھر کے خدمت گار ملازم

سب ایسی محبت رکھتے تھے جیسی کہ ایک شریف بیٹی سے گھر کے بڑے بوڑھون کو ہوتی ہی، اُنھون نے اپنی خوش مزاجی، پیاری پیاری باتون سے تمام بستی کو اپنا گرویدہ بنا لیا تھا۔

بچپن سے جوانی تک جو سادگی کی ادائین اُن سے نمایان ہوئین وہ ہر وقت دل کشی کی تاثیر رکھتی تھین ایسی دل کشی جیسی ایک پیاری لڑکی سے اس کے عزیز پیارون کو ہوتی ہی اُن کی ذات سے مان باپ بھائی سب کو آرام تھا، مواشی، خدمتگار آنے جانے والے مہمان غرض سب کی خدمت گذاری و خبرگیری کے فرائض یہ انجام دیتی تھین ایسی صورت مین جو گرویدگی ان سے ہوسکتی تھی وہ ظاہر ہے آخر یہی باتین اُن کے ترک وطن اور ایک نبی کی دُلاری بہو، ایک نبی کی پیاری دُلھن بننے کا سبب ہوئین وہ یون کہ جب اسحٰقؑ جوان ہوئے تو ابراہیمؑ بہت بوڑھے ہو گئے تھے تب اُنھون نے اپنے ایک معتبر نوکر کو جو اُن کا قدیم کارکن اور سب کاروبار کا مختار تھا ارام النہرین (حیران) کی طرف بھیجا کہ اسحٰقؑ کے لئے ایسی لڑکی تلاش کرے جو صورت و سیرت دونون کے لحاظ سے اسحٰقؑ کی بیوی بننے کی صلاحیت رکھتی ہو اور فرمایا کہ تو میرے وطن اور خاندان کی کوئی لڑکی انتخاب کر کے لا لیکن تجھے خدا کی قسم کنعانیون مین (جن مین، مین رہتا ہون) ہرگز بیاہ نہ کرنا۔ اِس نے عرض کی کہ اگر لڑکی والے بیٹی کو بھیجنے پر راضی نہ ہوئے تو کیا اسحٰقؑ کو مین وہان لیجاؤن۔ ابراہیمؑ نے فرمایا "خبردار" "ہرگز نہین"

چنانچہ یہ غلام بہت ساما‌ل، دولت اور دس اونٹ لیکر بڑی شان وشوکت سے منزل مقصود کی طرف روانہ ہوکر راستہ مین مناسب مقامات پر ٹھہرتا ہوا آخر ارام النہرین پہونچا۔ بستی سے تھوڑی دور پر ایک چشمہ تھا جہان سے سب جانورون کو پانی پلاتے اور گھر کی ضرورت کے لئے بھر کر لے جاتے تھے یہ دولتمند مسافر یہان بیٹھکر سوچنے لگا کہ اب کیا کرنا چاہیئے یہان کے رہنے والون سے کیون کر ملون اور اپنی کامیابی کی کونسی راہ نکالون۔ اِس کے دل مین بیسون تدبیرین اور خیالات آتے مگر بے نتیجہ ثابت ہوکر نکل جاتے۔ تھوڑی دیر مین شہر کی لڑکیان وہان جانورون کو پانی پلانے اور گھر لے جانے کے لئے آئین یہ دیکھکر اُس نے خود بخود یہ تدبیر سوچی کہ مین یہین کھڑا رہون جو لڑکیان کنوئین پر آتی ہین اُن مین ہر ایک سے مین کہون گا "اپنا گگرا بھر کر مجھے بھی پانی پلائیے" اِس کے جواب مین وہ کہے۔ "آپ بھی پیجئے اور آپ کے اونٹ بھی" اس سے مین سمجھ لونگا کہ یہی وہ لڑکی ہے جسے اللہ نے اپنے پیارے بندے اسحٰقؑ کی بیوی بننے کے لئے انتخاب کیا ہی۔ غلام ابھی اِسی سوچ مین تھا کہ رفقہ اپنا گھڑا کاندھے پر رکھے ہوے ایک ادائے خاص کے ساتھ ادھر ہی آرہی تھی۔ رفقہ نوجوان دوشیزۂ رعنا اور وجیہ خوش منظر لڑکی تھی اُس کے بشرے سے کچھ شرافت ومتانت کے آثار بھی نمایان تھے صورت کا حسن سیرت کی خوبی کو بھی ظاہر کر رہا تھا یہ غور سے دیکھتا رہا جب وہ چشمہ مین اُتری اور اپنا گھڑا بھر کر اوپر آئی اور گھڑا کاندھے پر رکھکر چلی تو یہ بھی جھٹ

قدم بڑھا کر قریب پہونچا اور بولا:۔ "کیا آپ اپنے گھڑے سے تھوڑا پانی مجھے بھی پلا سکین گی" مین ایک تھکا ماندہ مسافر ہون دور سے چلا آرہا ہون نہ میرے پاس کوئی برتن ہی نہ یہان کوئی جان پہچان کا آدمی" یہ سُن کر رفقہ کو ترس آگیا اس کے اخلاقی جذبات مین ایک لہر دوڑ گئی، اُس نے نہایت خندہ روئی اور نرمی سے کہا:۔ "اشرب یا سیدی" آیئے جناب پیجئے اور یہ کہکر جھٹ اپنا گھڑا کاندھے سے اُتار کر ہاتھ مین لیا اور بڑے خلوص سے پانی پلایا۔ جب وہ جی بھر کے پی چکا تو رفقہ بولی:۔ "اب آپ اپنے اونٹون کو بھی پلا لیجئے تو مناسب ہی فراغت ہو جائے گی مین ابھی اور پانی بھر لاتی ہون" یہ کہکر جلدی سے اپنا گھڑا جانورون کے پانی پینے والے حوض مین اونڈیل کر چشمے مین اُتری اور گھڑے مین پانی لا لا کر اونٹون کو پلانا شروع کر دیا۔ وہ پیتے جاتے اور یہ لا لا کر حوض مین اونڈیلتی جاتی۔ رفقہ تو اس کام مین بڑی سادگی اور اخلاص سے مصروف تھی اور نووارد اس کے تمام حرکات وسکنات پر غور کر کے حیرت کر رہا تھا۔ وہ اُسکی ہر ادا سے ایک نتیجہ پر پہونچنے کی کوشش کرتا۔ اُس کا ضمیر کہہ رہا تھا کہ اللہ نے مراد پوری کی کیونکہ جیسی لڑکی مین چاہتا ہون ویسی ہی معلوم ہوتی ہی اور کچھ عجب نہین کہ جب اللہ نے میرے منصوبہ کو ظاہر کر دکھایا تو وہ دلی آرزو بھی بر لانے کے سامان کر دے۔ غرض جب سب اونٹ پانی پی چکے اور اُس نے رفقہ کے

اخلاق اور مہمان نوازی کی شریفانہ عادت کا پورا پورا امتحان کر لیا تو ایک سونے
کی نتھ جس کا وزن تقریباً نصف مثقال تھا اور ایک جوڑ سونے کے کڑے
کی جن کا وزن دس مثقال تھا نکال کر رفقہ کو دیئے اور کہا مہربانی کر کے
میری طرف سے اسے قبول فرمایئے، پھر پوچھا کہ آپ مجھے بتا سکتی ہین کہ آپ
کس کی بیٹی ہین اور آپ کے بزرگ باپ کا اس بستی مین کوئی مکان بھی ہی
جس مین ایک رات کے لئے مین پڑ رہون ؟ رفقہ نے مسکرا کر نہایت ہی
نرم لہجے مین کہا "جناب مین ملکہ کی پوتی ہون اور میرے باپ کا نام بتوئیل ہی
ہمارے یہان مہمان کی ضرورت کی ہر چیز موجود ہی آپ ضرور چلئے اور
ہمارے یہان جب تک جی چاہے ٹھیریے، خدا نے چاہا تو کچھ تکلیف نہ ہوگی
میرے مان باپ ور بھائی خدمت کرین گے اور مین بھی آپ کا حکم بجالاؤن گی
آپ کا ہدیہ مین نے خوشی سے قبول کیا" یہ سنتے ہی ابراہیم ع کا غلام خوشی کے مارے
سجدہ مین گر پڑا، اُسی وقت خدا کا شکر بجالایا اور دل مین کہنے لگا "سبحان تیری
قدرت تو اپنے لطف وعنایت اور رحم وکرم کے بہتے دریا کو کبھی میرے آقا پر نہین
روکتا۔ مین ابھی راستہ ہی مین تھا کہ مجھے اپنے آقا کے بھائی بندون مین پہونچا دیا۔
مین یقین کرتا ہون کہ یہان سے کامیاب پلٹون گا اور بامراد جاؤن گا، تیرا
ہزار ہزار شکر ہی" اب رفقہ گھر پہونچین اپنے مان باپ کو ان باتون سے آگاہ
کیا اور اپنے بھائی سے کہا، بھائی جان معزز مہمان کو گھر لایئے اُسی وقت لابان

کنوئین کی طرف لپکا اُس نے دیکھا کہ ایک معمر آدمی اپنے اونٹون کو لئے ہوے کنوئین کے قریب کھڑا ہوا ہی لابان نے کہا۔ میرے معزز مہمان گھر چلئے آپ کیون کھڑے ہین مین نے آپ کے لئے مکان تیار کر رکھا ہی اور سب ضروری چیزین موجود ہین۔ ایک مکان آپ کے اونٹون کے لئے بھی الگ خالی کر دیا گیا ہی اب یہ مہمان تو رفقہ کے گھر مین داخل ہوا۔ لابان نے اونٹون کو دوسرے گھر مین پہونچا کر چارہ اور گھاس دیا پھر اپنے مہمان اور اُس کے دوسرے ساتھیون کے پاؤن دھونے کے لئے پانی لا کر رکھا جب یہ لوگ اِس رسم سے فارغ ہوئے تو لابان نے فوراً کھانا لا کر چُنیا اور کہا کہ بسم اللہ کیجئے کھانا حاضر ہی۔ ابراہیمؑ کا غلام ایک اجنبی کے ساتھ یہ برتاؤ دیکھ دیکھ کر حیران تھا آخر اُس نے جرأت کر کے کہا:۔ مین جس خاص ضرورت سے گھر سے نکلا ہون جب تک وہ پوری نہ ہو جائے مین کھانا نہین کھا سکتا، مین آپ کی خدمت مین کچھ کہنا چاہتا ہون کیا آپ میری استدعا سنین گے اور قبول فرمائین گے؟" لابان نے جواب دیا "فرمائیے"۔ مسافر نے کہا "مین حضرت ابراہیمؑ کا غلام ہون جو بیر سبع مین مقیم ہین اللہ نے میرے آقا کو بہت کچھ دیا ہی خدا کی مہربانی سے اس وقت سینکڑون بکریون، گایون، اونٹون، خچرون کے مالک ہین۔ اللہ نے اُنھین چاندی، سونا، لونڈی غلام اولاد غرض دنیا کی تمام نعمتین عنایت فرمائی ہین وہ اپنے داتا کے شکر گذار فرمان بردار بندے ہین

اور ایک بڑے مالدار و مہمان نواز آدمی ہین۔ اُنھین نہ صرف دولت بلکہ نبوت
کا درجہ بھی دیا گیا ہی یہ ایک ایسی عزت ہی جسے دنیا کے خوش نصیب بندے
بھی کم پاتے ہین۔

اُن کی بیوی سارہ کے بطن سے اسحٰقؑ نام کا ایک سعادت مند نوجوان
بیٹا بھی ہی اُس کے نام اپنا سارا مال و متاع انھون نے لکھدیا ہی لیکن اُس
ملک کے رہنے والون سے وہ کچھ خوش نہین نہ وہان کی طرز معاشرت پسند
کرتے ہین۔ مجھے قسم دیکر کہا ہی کہ اسحٰق کے لئے میرے وطن یا میرے خاندان سے
کوئی لڑکی لا لیکن کنعانیون مین (جن مین وہ رہتے ہین) اسحٰقؑ کا بیاہ ہرگز
گوارا نہین چنانچہ مین اپنے مقصود کی تلاش مین گھومتا پھرتا جب اس چشمہ پر
پہونچا تو دیکھا کہ لڑکیان پانی بھرنے چلی آ رہی ہین اُس وقت ذہن مین
یہ بات پیدا ہوئی کہ جو لڑکی مجھے اور میرے اونٹون کو پانی پلائے اُس سے
مین کہون مجھے پانی پلاؤ۔ جواب مین وہ کہے تم بھی پیو، تمھارے اونٹ بھی۔
بس مین سمجھونگا کہ یہی وہ لڑکی ہی جسے اللہ تعالیٰ نے اسحٰقؑ کی بیوی بنانا چاہا ہے"
اس کے بعد اُس نے وہ سب باتین لابانؑ سے بیان کین جو کنوئین پر رفقہ
اور خود اُس کے درمیان مین پیش آئین پھر کہا:۔ مین اللہ کا شکر ادا کرتا ہون
کہ اُس نے مجھے اچھے راستہ پر لگا دیا ممکن ہی کہ مین اپنے آقا کے بھائی کی بیٹی
اُس کے پیارے بیٹے اسحٰقؑ کے لئے لے جا سکون پس اگر آپ لوگ میرے آقا

کے ساتھ حسن سلوک اور امانت داری سے پیش آئین اور میرے ساتھ احسان فرمانا چاہین تو جو کچھ مین مانگتا ہون مجھے دیجئے یہ دراصل آپ کے پاس ابراہیمؑ کی امانت ہی آپ میرے حوالہ کرین تو بہت خوشی کی بات ہی ورنہ مین اُتر یا دکھن کی جانب کوچ کرون"

لابان اور بتوئیل پہلے تو کچھ سوچ مین پڑ گئے پھر بولے کہ یہ حسن اتفاق تو اللہ کی جانب ہی سے پیش آگیا ہی اب ہم کو بھلا یا بُرا کہنے کی مجال نہین رفقہ تمھارے سامنے موجود ہی یہ اگر جانا پسند کرے تو اسے لے جاؤ شاید تمھارے آقا کی بہو ہونے کی صلاحیت اس لڑکی مین ہو اب ہمین روکنے کا کچھ اختیار نہین غالبًا اسی مین کچھ بھلائی ہی۔

ابراہیمؑ کے غلام نے اُسی وقت عاجزی کے ساتھ اپنا سر زمین پر رکھدیا اور سجدۂ شکر ادا کر کے بہت سا سونا چاندی اور ایک بھاری جوڑا نکال کر رفقہ کے آگے رکھدیا پھر اور چند تحفے اُس کے بھائی لابان اور اس کی مان ملکہ کی خدمت مین پیش کئے جو شکریے کے ساتھ قبول ہوئے پھر سب نے اطمینان سے کھانا کھایا اور رات وہین گذاری، جب صبح ہوئی تو ابراہیمؑ کے غلام نے کہا کہ اب مجھے اجازت دیجئے کہ آپ سے رخصت ہو کر اپنے آقا کی خدمت مین روانہ ہون۔ میزبانون نے جواب دیا کہ ہمین کچھ انکار نہین لیکن خوشی یہ ہی کہ دس۱۰ روز لڑکی ابھی یہین رہے۔

مسافر نے کہا کہ اب آپ لوگ مجھے ذرا بھی نہ روکئے اللہ نے میرا سفر مبارک کیا واپسی بھی مبارک اور جلدی ہونا چاہیے ان لوگون نے کہا کہ اچھا ہم لڑکی سے پوچھتے ہین چنانچہ رفقہ کو بلا کر اُس سے پوچھا کہ "تجھے اس اجنبی کے ساتھ جانا منظور ہی اور تو ایک معزز دولتمند نبی کی بہو ہونا پسند کرتی ہی"؟

رفقہ نے بہت خوشی سے کہا "ہان - مین ابھی جاتی ہون اور جانے کے لئے تیار ہون"۔ عزیزون نے رفقہ کو خدا کی امان مین دیا اور یہ کہکر غلام کے ساتھ رفقہ کی کھلائی کو بھی اُس کی ہمراہی مین رخصت کیا اب یہ سب لوگ اونٹون پر سوار ہو کر بیر سبع کو روانہ ہوے ایک روز شام کو اسحٰقؑ بطور تفریح گھر سے نکلے اور بیر الحی الرائی کی راہ مین وہ سیر کر رہے تھے کہ اُنھین دُور پر کچھ غبار سا نظر آیا اُنھون نے میدان کی جانب بڑھ کر غور کیا تو چند اونٹ اسی طرف آتے ہوئے دکھائی دئے رفقہ اور اُس کے ہمراہی بھی اِدھر اُدھر نظر دوڑاتے اور میدانون کی ہوا کھاتے چلے آرہے تھے کہ رفقہ کی آنکھین اسحٰقؑ سے چار ہوئین دیکھا کہ وہ ادھر ہی چلے آرہے ہین رفقہ نے اونٹ پر سے اُتر کر غلام سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہی جو کھیت سے ہماری ملاقات کو چلا آرہا ہی اُس نے کہا کہ یہی ہمارا آقازادہ ہی رفقہ نے یہ سنتے ہی شرما کر چہرہ پر نقاب ڈال لی اتنے مین اسحٰقؑ بھی اس قافلہ تک پہونچ گئے اور غلام نے بڑھ کر آپ سے ملاقات کی اور تمام ماجرا سُنایا اسحٰقؑ سارا قصہ سن کر بہت خوش ہوئے اور

خوش خوش رفقہ اور تمام ہمراہیون کو اپنی مان کے خیمہ مین لے آئے اور حسب قاعدہ دونون کا نکاح ہوگیا رفقہ کے اخلاق اور ہردلعزیزی کی ہم پہلے بھی تعریف کر چکے ہین اس نے یہان بھی اپنی فطری لیاقت سے کام لیا اور بہت جلد سارے گھر خاص کر اسحقؑ کو اپنا بنا لیا اور رفتہ رفتہ اسحقؑ کو رفقہ سے اس قدر محبت ہو گئی کہ اُس کو اللہ کی ایک بیش بہا نعمت سمجھنے لگا دھر ابراہیم علیہ السلام نے اپنا تمام مال واثاثہ اسحقؑ کو سونپ دیا۔ تھوڑے دن کے بعد آپکا انتقال ہو گیا اب اللہ نے اسحقؑ کو بھی برکت دی اور دینی و دنیا دی حیثیت سے اُن کو ایک خوش قسمت آدمی بنا دیا۔ تب آپ بیرالحی الرائی کے پاس جا رہے ۔

اسحقؑ کو رفقہ سے بہت محبت تھی کیونکہ وہ بے حد خوبصورت، ہنرمند، فرمان بردار اور خوش ادا عورت تھین لیکن باوجود ان تمام اوصاف کے بانجھ ہونے کا ایک بہت بڑا عیب بھی تھا جب ان کے نکاح کو اُنیسؔ برس گذر چکے اور کوئی اولاد نہین ہوئی تو اسحقؑ نے نماز حاجت پڑھی اور اولاد کے لئے دعا مانگی تھوڑے دن کے بعد ہی رفقہ حاملہ ہوئین اور مدت حمل گزرنے کے بعد اُن کے بطن سے دو بیٹے یعقوب، اور عیص جوڑوان پیدا ہوئے پیدائش کے وقت یعقوب کا ہاتھ عیص کی پیٹھ پر رکھا ہوا تھا عیص ایک شکاری اور جنگلی اور یعقوب نیک مزاج اور اپنے خیمون مین رہنے والے آدمی تھے مان کو اپنے چھوٹے بیٹے یعقوب سے اور باپ کو عیص سے زیادہ محبت تھی ۔

بڑھاپے مین حضرت اسحٰقؑ کی بصارت زائل ہوگئی تھی ہر وقت اپنے گھر مین بیٹھے رہتے تھے۔ ایک روز شکار کا گوشت کھانے کو جی چاہا تو عیص سے فرمایا کہ تم صبح اُٹھکر شکار لاؤ اور خوش مزہ بھون کر مجھے کھلاؤ، گوشت کھانے کو میرا جی چاہتا ہی مین تمھارے لئے دعا کرونگا تو اللہ برکت دیگا۔ اُدھر عیص تیر و کمان لیکر اپنے باپ کے حکم پر جنگل کی طرف دوڑے۔

اِدھر رفقہ نے یہ سنتے ہی یعقوب سے کہا کہ جاؤ اپنی بکریون مین سے دو عمدہ بچے پکڑ کر لے آؤ اور اپنے باپ کے لئے اُن کی پسند کا مزیدار کھانا تیار کرکے اُن کے سامنے لاکر رکھو تاکہ وہ اپنی وفات سے پہلے اپنے رب سے تمھارے لئے برکت کی دعا کرین۔

یعقوبؑ نے کہا کہ عیص بڑے بڑے بال والے ہین اور میرا جسم بے روان ہی وہ مجھے پہچان لین گے تو برکت کے عوض مجھ پر لعنت و ملامت کرین گے رفقہ نے کہا بیٹا تمھاری لعنت ملامت میرے سر آنکھون پر ہی تم کھانا تو تیار کرلو۔ یعقوب نے اُسی وقت اپنی مہربان مان کے حکم کی تعمیل کی اور ایک فربہ بچھڑا ذبح کرکے اُس کا گوشت پکالائے جب یہ لذیذ گوشت پک کر تیار ہوگیا تو رفقہ نے یعقوب کو عیص کی فاخرہ پوشاک پہنا اور اُن کے ہاتھون اور گردن مین بھیڑون کے بچون کی کھال لپیٹ کر باپ کی خدمت مین بھیجدیا۔

یعقوبؑ نے اسحٰقؑ کے خیمہ مین داخل ہوکر کہا بزرگ باپ آپ کے

حکم کی تعمیل مین شکار کا گوشت حاضر ہی اُٹھئے اور نوش جان فرمائیے۔ اسحٰقؑ نے فرمایا پیارے بچے آگے بڑھو یعقوب آگے آئے۔ اسحٰقؑ نے بدن پر ہاتھ پھیرا تو بال عیص کے ایسے تھے لیکن آواز یعقوبؑ کی۔ آپ نے متحیر ہو کر پوچھا تم کون ہو اور کیا لائے ہو یعقوبؑ نے کہا مین آپ کا پہلونٹا بیٹا عیص ہون اور آپ کے حکم پر فوراً تازہ شکار کا لذیذ گوشت پکا کر لایا ہون اسے کھائیے اور جس برکت کا آپ نے مجھسے وعدہ فرمایا ہی اُس کے لئے دعا کیجئے۔

اسحٰقؑ کھانا کھا کر بہت خوش ہوے آپ نے اُسی وقت دعا کی یا رب اللہ فی ولدک وجعل فیہم النبوۃ والکتاب۔ اِس دعا کی برکت سے یعقوبؑ کی ذریت مین بکثرت لوگ نبوت و رسالت کے بلند مرتبہ پر فائز ہوئے اور حضرت عیسیٰؑ تک نبوت اسی خاندان مین رہی۔

اس کے بعد عیص شکار سے واپس آئے اور گوشت پکا کر باپ کے سامنے پیش کر کے کہا کہ اب مجھے برکت دیجئے تو اسحٰقؑ سمجھ گئے کہ پہلی بار حیلہ کیا گیا تب فرمایا "اے بیٹے مین تو تمھارے بھائی کے لئے دعا کر چکا وہ میرے لئے کھانا تیار کر کے لایا اور تمھارے نام سے مجھے کھلا چکا ہی۔ یہ سُن کر عیص کو مارے غصہ کے تاب نہ رہی، اُنھون نے قسم کھائی کہ مین یعقوب کو مار ڈالے بغیر نہ رہونگا، مان کو جب یہ خبر لگی کہ عیص یعقوبؑ کا جانی دشمن ہو گیا ہی اور قسم کھا چکا ہی کہ اپنے باپ کی وفات کے بعد یعقوب کو مار ڈالے گا کیونکہ اُس نے

دھوکا دیکر عیص کے حصہ کی برکت حاصل کر لی ہی۔ رفقہ نے فوراً عیص کے ارادہ سے یعقوب کو آگاہ کیا اور کہا کہ اے بیٹے اب جو مین کہتی ہون اُسے سُن اور اس پر عمل کر اب تو میرے بھائی لابان کے پاس بھاگ کر چلا جا جو حران مین رہتا ہی اور وہین چند روز بسر کر جب عیص کا غصہ اُتر جائے گا اور جو کچھ حق تلفی اُس کی تو نے کی ہی اُس کا خیال عیص کے دل سے جاتا رہے گا تو مین وہان سے تجھے بلا لون گی تاکہ میرے ہاتھ سے ایک ہی دن مین دونون عزیز بیٹے نہ جاتے رہین۔ یعقوب کو یہ باتین سمجھا کر رفقہ اسحٰق کے پاس گئین، وہ آنکھون سے معذور اپنے خیمہ مین بیٹھے ہوئے یاد خدا کر رہے تھے اُن سے کہا کہ تم جانتے ہو کنعان کی بیٹیون کے سبب مین اپنی زندگی سے تنگ ہون اگر یعقوب نے اس ملک کی لڑکیون مین سے کسی کے ساتھ بیاہ کر لیا تو میری زندگی اجیرن اور کس قدر بے لطف ہو جاے گی۔ تم سمجھتے ہو کہ یہان کی بیٹیون کو بیاہنا کسی طرح مناسب نہین ہی۔

اسحٰق نے یعقوب کو بلا کر برکت دی اور تاکید کرکے کہا کہ میری یہ نصیحت ہی کہ کنعانی لڑکیون مین اپنا عقد ہرگز نہ کرنا۔ بہتر یہ ہی کہ تم اپنے نانا بتوئیل کے گھر چلے جاؤ وہ فدان ارم مین رہتے ہین وہان اپنے ماموں لابان کی بیٹیون مین سے کسی کو اپنی زوجیت مین لے آنا یہ کہکر یعقوب کو کچھ دعائین دے کر اللہ کے حوالہ کیا اور حران روانہ کر دیا عیص کو جب

یہ معلوم ہوا کہ میرے بزرگ باپ کو کنعان کی لڑکیان پسند نہین اور یعقوبؑ کو اُنھون نے فدان ارم (حبران) اس غرض سے بھیجا ہی کہ وہان اپنی شادی کرے تب یہ اپنے چچا اسمٰعیلؑ کے پاس چلے گئے اور وہان پہونچکر اپنے چچا کی بیٹی محلت۔(بسمت) سے نکاح کرلیا۔

لیکن قبل اس کے کہ بھائیون مین صلح ہو اور یعقوبؑ واپس آئین رفقہ نے وفات پائی اور ہمیشہ کے لئے وہ اپنے دونون بیٹون سے جدا ہو گئین۔ اور اُس مزروعہ مین دفن کی گئین جہان ابراہیمؑ وسارہ موت کی نیند سو رہے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

راحیل ولیاّ

(ازواجہائے یعقوب علیہ السلام)

یعقوبؑ کا سرزمین فلسطین سے روانہ ہوکر اپنے ماموں لابان کے یہان پہونچ جانا تو آپ رفقہ کے حالات مین پڑھ ہی چکے ہین۔ اب اِن کے عقد کے قصہ کو جو نہایت دلچسپ و پُرلطف ہے ہم بھی کئی مستند تاریخون سے اخذ کرکے لکھتے ہین۔

یعقوبؑ ارض فلسطین سے قدم بڑھائے ہوئے مُشرق کی زمین مین داخل ہوئے۔ اُنھون نے دیکھا کہ ایک میدان مین ایک کنوئین کے نزدیک بکریون کے تین گلے بیٹھے ہوئے ہین۔ سب گلون کو اسی کنوین کا پانی پلایا جاتا تھا۔ لیکن اس وقت اس کنوین پر ایک بڑا پتھر رکھا ہوا تھا جب سب گلہ بان جمع ہوکر پتھر کھسکاتے تھے تب گلون کو پانی پلایا جاتا تھا، اور پھر اُسی طرح اُس کنوین کو ڈھک دیا کرتے تھے۔ اس وقت جو لوگ کنوین پر موجود تھے اِن سے یعقوبؑ نے کہا کہ بھائیو تم کہان کے رہنے والے ہو۔ اُنھون نے جواب دیا ہم حران کے باشندے ہین۔ یعقوبؑ نے کہا۔ کیا آپ لوگ لابان بن ناحور کو جانتے ہین۔ وہ بولے ہان ہم خوب پہچانتے ہین۔ یعقوبؑ نے کہا۔

وہ زندہ اور خیر وعافیت سے تو ہین - حران والون نے کہا ہان ، یہ دیکھو اُس کی بیٹی راحیل بھیڑون کو لیئے ہوئے چلی آتی ہی - یعقوب نے گردن اُٹھا کر جس طرف سے راحیل آ رہی تھی - اُدھر دیکھا پھر چرواہون سے بولے "اِن کو پانی پلا کر چرائی پر لے جاؤ ابھی تو دن بہت باقی ہی - اور یہ مواشی کے یک جا کرنے کا وقت نہین " چرواہون نے جواب دیا " جب تک سارے گلّے جمع نہ ہو جاین - یہ کیونکر ممکن ہی - جب سب ملکر پتھر کو کنوین کے مُنہ سے ہٹائین، تب پانی پلا سکین گے" ابھی یعقوبؑ حران کے ان چرواہون سے باتین کر ہی رہے تھے کہ راحیل اپنے گلّے کو لئے ہوئے کنوین پر آ پہونچی وہی اُن کو چراتی اور اُن کی نگہبانی کیا کرتی تھی - یعقوبؑ نے اُس کو اور اُس کے گلّے کو دیکھکر جھٹ آگے بڑھکر پتھر کو کنوین سے کھسکا دیا - اور اپنے مامون کے گلّے کو پانی پلایا - پھر راحیل کی پیشانی کو بوسہ دیا ، اور اُسے گلے لگایا اور بہت روئے - اور راحیل سے کہا کہ "مین لابان کی برادری مین ہون اور رفقہ کا بیٹا ہون" راحیل یہ سُن کر جھٹ دوڑین ، اور اپنے باپ کو اطلاع دی - لابان نے یعقوبؑ کے آنے کی خبر جو سُنی تو فورًا دوڑے ہوئے آئے اور کنوین پر پہونچ کر اُن کو گلے سے لگایا ، اور پیار کیا پھر اپنے گھر لے آئے اور اُن سے یہان آنے کا سب قصہ پوچھا - تب یعقوبؑ نے لابان سے اپنا سارا ماجرا بیان کیا لابان نے اُنھین تسلی دی اور کہا کہ بیٹا تم تو میرے گوشت پوست اور میری ہڈی ہو -

تم یہان رہو اور کام کرو۔ لیکن چونکہ میری خدمت گذاری تم مفت کرنا چاہوگے اور یہ مجھے گوارا نہین۔ لہذا سچ سچ بتاؤ کہ تم مجھ سے کیا چاہتے ہو مین تم کو کیا بدلہ دون یعقوبؑ نے کہا اے میرے پیارے ماموں اپنی چھوٹی بیٹی راحیل کا میرے ساتھ عقد کر دیجئے اور کچھ نہین چاہتا۔

لابان کی دو لڑکیان تھین بڑی بہن کا نام لیا اور چھوٹی کا نام راحیل تھا لیا کی آنکھین چُندھی تھین اور وہ کچھ خوبصورت بھی نہ تھی۔ مگر راحیل نہایت خوش پیکر و خوش منظر لڑکی تھی۔ لابان نے کہا تمھارے پاس کچھ مال بھی ہی جو مین راحیل کو تمھاری زوجیت مین دیدون۔ یعقوبؑ نے کہا کہ میرے پاس مال و دولت تو کچھ بھی نہین ہی۔ مگر راحیل کے لئے مین آپ کی ایک مزدور کی حیثیت سے خدمت کرون گا۔ اور جب تک میری اجرت سے اس کا مہر پورا نہ ہو جائے۔ برابر خدمت گذاری کرتا رہون گا۔ لابان نے جواب دیا۔ اچھا اس کا مہر یہ ہی کہ تم سات برس تک میری خدمت مین رہو۔ اور ایک اجیر (مزدور) کی حیثیت سے میرا کام کرو۔ یعقوبؑ نے کہا یہ شرط مجھے بخوشی منظور ہی لیکن آپ راحیل کو میرے عقد مین دیدیجئے گا۔ لابان نے کہا اچھا تو اب ہم مین تم مین یہ طے ہو گیا۔ اور راحیل کو تمھارے عقد مین دینا اس سے بہت اچھا ہی کہ مین کسی غیر کو دون، اس کے بعد یعقوبؑ سات برس تک لابان کے یہان چرواہی کا کام کرتے رہے۔ اور چونکہ راحیل کی محبت یعقوب ع کے

دل مین بہت تھی۔ اس سبب سے مشقت کے یہ سات سال اُن کی نظر مین چند دن سے زیادہ نہ معلوم ہوئے بلکہ بہت جلد گذر گئے۔ تب یعقوب ع نے لابان سے کہا کہ اب آپ میری بیوی کو میرے حوالے کیجئے کیونکہ میرے ایام خدمت پورے ہو گئے۔ چنانچہ لابان نے تمام اہل بیت کو جمع کیا اور ولیمہ کا کھانا تیار کرایا جب رات زیادہ ہو گئی تو اُس زمانہ کی رسم کے موافق لیّا کا یعقوب کے ساتھ نکاح پڑھوا دیا۔ اور راحیل کے نام سے لیّا کو یعقوب ع کے پاس بھیجدیا۔ اور اُس کے جہیز مین ایک لونڈی دی جس کا نام بلہا تھا۔

اندھیری رات مین یعقوب ع لیّا کو نہ پہچان سکے بلکہ اُسے راحیل سمجھ کر بہت خوش ہوئے۔ لیکن صبح ہوئی تو یعقوب ع نے خلاف شرط راحیل کی جگہ لیّا کو اپنی آغوش مین پایا۔ تب تو یعقوب ع بہت جھنجھلائے اور لابان کے پاس اُسی وقت آئے اور کہا کہ یہ تم نے میرے ساتھ کیا سلوک کیا۔ تم نے مجھے بڑا دھوکا دیا۔ اور میری سات برس کی محنت کو برباد کر دیا اور میری بیوی کے نام سے دوسری عورت میرے حوالے کر دی کیا راحیل کے لئے مین نے سات برس تک تمھاری خدمت نہین کی تھی۔ لابان نے کہا میرے پیارے بھانجے کیا تم اپنے مامون کی رسوائی اور ذلت چاہتے ہو۔ مین تمھارا مامون اور شفیق باپ کی جگہ ہون۔ تم نے اکثر دیکھا ہوگا کہ بڑی لڑکی سے پہلے چھوٹی لڑکی کا عقد نہین کیا جا سکتا۔ اب تم سات برس اور خدمت کرو

تومین راحیل کو بھی تمھارے ہی ساتھ بیاہ دون گا۔[۱]

آخر اُس محبت سے مجبور ہو کر جو یعقوب ؑ کو راحیل سے اُن کے حسن وجمال بے مثال کی وجہ سے تھی۔ اُنھون نے اسکو بھی گوارا کیا۔ اور پھر سات برس تک برابر لابان کے مواشی چراتے رہے۔ تب لابان نے راحیل کو بھی یعقوب ؑ کے حوالے کردیا اور اُس کے جہیز مین بھی ایک لونڈی دی۔ جس کا نام زلفا تھا۔ یعقوب ؑ کو چودہ برس کی متواتر محنت وخدمت گذاری کے بعد اپنی مُنھ مانگی مراد پاکر جو کچھ مسرت اور خوشی ہوئی وہ بیان سے باہر ہے آپ راحیل کو لیّا سے بہت زیادہ چاہتے، اور محبت کرتے تھے، لیکن لیّا کے بطن سے یعقوب ؑ کی چار اولادین ہوئین اور راحیل بانجھ رہین ان سے کوئی اولاد عرصہ تک نہین ہوئی۔ لیّا بہت خوش تھین کہ اولاد کی وجہ سے یعقوب ؑ کو لیّا کی خاطر بھی بہت عزیز ہو گئی تھی۔ جب راحیل نے دیکھا کہ اِن کے بطن سے یعقوب ؑ کی کوئی اولاد ہی نہین ہوئی تو ان کو اپنی بہن سے سوتیا جلاپا پیدا ہوا اُنھون نے اپنی لونڈی زلفا یعقوب ؑ کو دی اور کہا کہ مین چاہتی ہون اس سے تمھارے کوئی اولاد ہو تاکہ میرا گھر بھی آباد ہو۔ چنانچہ اُس کے بطن سے دان اور نفتالی دو لڑکے

[۱] اس زمانے مین دو بہنون کا ایک شخص سے نکاح مین آنا جائز اور حسب رواجِ شریعت تھا۔ موسیٰ ؑ کے مبعوث ہونے اور اُن پر توریت نازل ہونے تک یہی شریعت رہی۔ دیکھو تفاسیر ۱۲ مؤلف

پیدا ہوئے اس عرصہ مین لیا سے پھر کوئی اولاد نہین ہوئی۔ جب لیا نے دیکھا
کہ اب مجھ سے بھی کوئی اولاد نہین ہوتی تو اپنی لونڈی بلہا کو یعقوب ع کے
حوالے کر دیا۔ اُس سے بھی یعقوبؑ کے دو بیٹے ہوئے جن کا نام جاد اور اشیر
رکھا گیا پھر راحیل سے بھی ناامیدی کے بعد یوسف ع پیدا ہوئے یہ اپنی مان
سے بہت مشابہ اور حسین و خوبصورت تھے یعقوب ع کو تمام اولاد سے زیادہ
یوسف ع کی محبت ہوگئی اب آپ اپنے سب لڑکون اور دونون بیویون اور دونون
لونڈیون کو لیکر اپنے باپ اسحٰقؑ کے مکان، اور اپنے وطن اصلی فلسطین کی جانب
واپس ہوئے لیکن عیص سے ان کو بیحد جان کا خوف تھا۔ تاہم ان سے فائدے کے
سوا کچھ نقصان نہین پہونچا کیونکہ عیص اپنے چچا اسمٰعیلؑ کے پاس جارہے تھے اور
اُن کی لڑکی بسمت سے شادی کر لی تھی۔ پھر اُن کو ملک شام مین اپنے آبائی
مکان مین لے آئے تھے (ان) سے بکثرت اولاد ہوئی۔ یہان تک کہ عیص کی
اولاد شام مین تمام کنعانیون پر غالب آگئی۔ اور اطراف اسکندریہ و روم تک
دریا کے کنارے پھیل گئی تھی۔ اور عیص چونکہ گندمی رنگ کے آدمی
تھے اس سبب سے آدم ان کا نام رکھدیا گیا تھا۔ مگر یعقوبؑ نے وہان پہونچ کر
خوشامد درآمد کرکے عیص کا دل اپنی طرف سے صاف کر لیا۔ پھر تو عیص اُن پر
اس قدر مہربان ہوئے کہ یعقوب ع اور اُن کی اولاد کے لئے انھون نے
کئی شہر خالی کرکے چھوڑ دئے اور نقل مکان کرکے سواحل شام مین جارہے

اور پھر دریا عبور کرکے روم تک پہونچ گئے - اس راوی کا بیان ہی کہ پھر عیص ہی
کی اولاد مین سے بادشاہ ہوئے اور وہ یونانی بادشاہ کہلائے - یوسف ؑ سے
یعقوب ؑ کی محبت عشق کے درجے تک پہونچ گئی تھی - اور کسی وقت نظروں سے
اوجھل نہ ہونے دیتے تھے مگر یہ محبت لیّا اور یوسف ؑ کے اور سب بھائیون کو
ناگوار تھی وہ یوسف ؑ سے بہت جلنے لگے آخر یوسف ؑ کو اُن کے مہربان باپ نے
جو خواب کی تعبیر دی تھی، اور تاکید کی تھی کہ اپنی سوتیلی مان اور دوسرے
بھائیون سے ہرگز ذکر نہ کرنا ورنہ بڑی مصیبت اور ہلاکت مین پڑ جانے کا
اندیشہ ہی - لیکن لیّا یہ سب باتین چھپ کر سن رہی تھی - اُس نے اپنے بیٹون پر
یہ راز ظاہر کر دیا - آخر یوسف ؑ نے بیحد مصائب اُٹھائے - جن کی تفصیل کا
یہ موقع نہین ہی قرآن شریف مین اس قصّے کو اللہ تعالیٰ نے بڑی تفصیل اور
نہایت خوبی سے احسن القصص کے نام سے بیان فرمایا ہی -

البتہ جب یوسف ؑ نے قید خانہ سے رہائی پاکر وزارت مصر پائی، اور
اپنے بھائیون کو اور باپ کو طلب کیا ہی تو اُن کے ساتھ لیّا بھی آئی تھین اور
اِن سب نے مل کر یوسف ؑ کو تعظیمی سجدہ کیا ہی - اور یہ اُس خواب کی تعبیر تھی،
جس کی وجہ سے یوسف ؑ مصائب مین مبتلا ہوئے -

اس واقعہ کو مورخین نے یون لکھا ہی کہ جب یعقوب ؑ مقام فدان ارم
سے چلے ہین توراحیل حاملہ تھین آپ اپنی بیوی بچون کو لے کر بیت ایل

ہوتے ہوئے اپنے وطن آرہے تھے۔ اور کنعان کی سرزمین مین داخل ہو چکے تھے کہ راحیل کے دردِ زِہ شروع ہوا، اور اس زور سے یہ درد اٹھا کہ معمول سے بہت زیادہ تکلیف محسوس ہوئی۔ راحیل اُس کی شدت سے بے حد بے چین، اور پریشان تھین۔ لیکن دائی نے تسلّی دی، اور ان سے کہا کہ، تم ڈرو نہین اس دفعہ بھی لڑکا پیدا ہوگا۔ اس سبب سے تکلیف زیادہ ہی چنانچہ بڑی دشواریون سے لڑکا پیدا ہوا جس کا نام یعقوب ؑ نے بنیا مین رکھا۔ لیکن راحیل کی قضا آچکی تھی وہ ہنوز مبتلائے درد تھین، اور بچہ کو پیدا ہوئے ابھی پورے چالیس روز بھی نہین گزرے تھے کہ راحیل نے وفات پائی۔ اور ہمیشہ کے لئے اپنے شوہر کو اپنی جدائی کا ناقابل برداشت داغ دیا۔ راحیل سے یعقوب ؑ کو جس قدر محبت تھی وہ معلوم ہی ہی۔ آپ کو اُن کے مرنے کا بہت رنج و قلق ہوا۔ اور اُس محبت کی یادگار مین اُن کی قبر پر ایک ستون قائم کیا۔

(توریت مین لکھا ہی کہ) وہ اب تک موجود ہی یہ مقام جہان راحیل نے انتقال کیا اور دفن ہوئین افرات سے تھوڑے ہی فاصلے پر ہی۔ اس کو اب بیت لحم کہتے ہین۔

راحیل کے دفن اور رسوم میت سے فراغت کر کے پھر یہ قافلہ سرزمین کنعان کی طرف روانہ ہوا۔ اور منزل بہ منزل چل کر آخر مقام حبرون پر پہونچ گیا جہان حضرت ابراہیم ؑ اور اسحٰق ؑ کا قیام تھا۔ اسحٰق ؑ کو اپنے بیٹے کے بخیر و عافیت

واپس آنے کی بہت خوشی ہوئی لیکن ابھی اس قافلے کو آئے ہوئے زیادہ عرصہ نہین گزرا تھا کہ اسحٰقؑ نے بھی ایک سو اسّی برس کی عمر کو پہونچکر دنیا سے آخرت کا کوچ کیا۔ اور اپنی وصیت کے موافق اپنے آبائی قبرستان مین دفن ہوئے باپ کی اس دوامی مفارقت کے بعد یہان یعقوبؑ عرصہ تک اپنے بیٹے یوسفؑ کی جدائی کے مصائب مین مبتلا رہے۔ اور پھر ایک مدت کے بعد بیٹے کی ملاقات سے دل شاد ہوے جس وقت آپ یوسفؑ کی طلب پر مصر گئے ہین تو لیّا ساتھ تھین وہان سے واپسی پر لیّا نے بھی انتقال کیا۔ تب آپ نے اُن کو بھی وہین دفن کیا جہان اس سے قبل ابراہیمؑ و سارا اور اسحٰقؑ و ربقہ دفن تھے۔ اور حضرت یعقوبؑ نے یوسفؑ کو وصیت کی تھی کہ مجھے بھی یہین دفن کرنا یہ زمین عفرون متی سے حضرت ابراہیمؑ نے حضرت سارا کو دفن کرنے کے لئے خرید کی تھی۔ اور اُس کا کسی قدر ذکر سارا کے حالات مین گزر بھی چکا ہے۔

آسنات

(زوجۂ یوسف علیہ السّلام)

جب یوسف علیہ السلام قید خانے سے رہا کئے گئے تو فرعون مصر کو اُس کے خواب کی تعبیر بتانے کی وجہ سے وہ بہت محبوب ہو گئے تھے۔ فرعون نے جس کا نام ریانؔ بن ولید بن دومغ تھا اُن کو حسب خواہش تمام مملکت کا خزانچی کر دیا۔ اور انھین جہان پناہ کا خطاب دیا۔ اور تمام ملکِ مصر مین آپ کی بہت عزت افزائی ہوئی۔ یوسفؑ کی عمر اِس وقت تیس۳۰ سال کی تھی۔

اِسی زمانے مین شہر اون مین ایک کاہن رہتا تھا جو اپنی دینداری اور شرافت کی وجہ سے بہت معزز اور ذی مرتبہ سمجھا جاتا تھا ملک ریان کی اُس پر خاص عنایت تھی۔ اُس کا نام فوطیفرع تھا اور اس کی ایک بیٹی آسنات نامی تھی جس سے فرعون مصر نے یوسف علیہ السلام کا نکاح کر دیا۔ اور آسنات کو یوسفؑ سے بیاہ کر کے اُون ہی مصر کے دار السلطنت مین لے آیا۔ آسنات بھی اپنے باپ فوطیفرع کاہن کی طرح راست باز اور نیک تھی اور

سلہ ابنِ خلدون جلد اول کتاب ثانی ۱۲

اپنے تمام خاندان سے زیادہ خوش قسمت کہ اُس کو یوسفؑ کی بیوی ہونے کی عزت حاصل ہوئی۔ آسناتؑ زندگی بھر بڑی خوشی کے ساتھ یوسفؑ کی خدمت مین رہی اللہ نے اُس کے بطن سے یوسفؑ کو دو بیٹے بھی دئے اور یہ دونون فرزند ملک مصر مین کال پڑنے سے پہلے (جس کی یوسفؑ نے خواب کی تعبیر کے سلسلہ مین پیشین گوئی کی تھی) پیدا ہوئے تھے یوسفؑ نے پہلوٹھے بیٹے کا نام منسّا رکھا۔ اور جب یہ پیدا ہوا تھا تو نہایت خوشی منائی گئی۔ دوسرے بیٹے کا نام افرائیم رکھا۔ اور اب بڑے اطمینان اور خوشی کے ساتھ آسنات اور یوسفؑ اپنی زندگی کے پرلطف دن گزار رہے تھے۔ آسنات کے یہ دونون بیٹے بھی بڑے خوش قسمت تھے کہ جب یوسفؑ کنعان سے اپنے والد کی زیارت کو گئے ہین تو اِن دونون کو بھی ساتھ لے گئے تھے۔ یعقوبؑ نے اِن کو بھی برکت دی اور اپنی اولاد مین شامل کیا۔ اور یوسفؑ سے کہا کہ یہ تیرے دونون بیٹے افرائیم و منسّا جو میرے مصر پہونچنے سے پہلے پیدا ہوئے ہین یہ میرے ہین وہ روبن اور سمعون کی طرح میرے ہون گے[1]۔ چنانچہ اِن دونون کے بعد جو اولاد آسنات اور زلیخا سے یوسفؑ کی ہوئی وہ بالکل پردۂ گمنامی مین رہی اور یعقوبؑ نے اُس کو اپنے سلسلہ مین شامل نہین کیا۔

آسنات کے یہ حالات توریت کتاب پیدائش مین درج ہین۔ مگر اور

---

[1] توریت کتاب پیدائش ۴۸۔

جو اسلامی تاریخین اور تفسیر مین ہمارے پیش نظر ہین افسوس ہی کہ اُن مین کسی جگہ آسنات کا نام نہین پایا جاتا سب صرف زلیخا کا ذکر کرتے ہین اور افرائیم ومنسّا کا بھی زلیخا ہی کے بطن سے ہونا لکھتے ہین لیکن صحیح یہی ہی کہ یہ دونون آسنات کے بطن سے تھے۔ اور زلیخا سے بھی یوسفؑ کے چند بیٹا بیٹی پیدا ہوئے تھے جو بنی اسرائیل کے سلسلہ مین نہ ہونے کی وجہ سے گمنام رہے۔

آسنات کے اور کچھ حالات کہین سے دستیاب نہین ہوے۔ یہ بھی نہ معلوم ہوا کہ یوسفؑ کے بعد یہ زندہ تھین یا اُن کی حیات ہی مین مر چکی تھین اور یہ کہ یعقوب کے مصر مین آنے کے بعد اُن کے بطن سے یوسف علیہ السلام کے اور کئے بچے پیدا ہوے اور ان کے کیا کیا نام تھے۔ لیکن ہوئے ضرور ہین مورخ ابن خلدون لکھتا ہی کہ یوسف کے بہت سے لڑکے تھے ان مین سے دو مشہور ہین (اور اُنھین کا نام توریت مین بھی آیا ہی) افرائیم ومنسّا اور یہ دونون اسباط مین شمار کئے جاتے ہین کیونکہ اُنھون نے یعقوبؑ کا زمانہ پایا اور جناب موصوف نے اُن کو اپنی اولاد مین شمار کیا تھا اور اُن کے حق مین دعائے برکت کی تھی[1] لیکن مورخ مذکور نے یہ نہ لکھا کہ یہ دونون آسنات کے بطن سے تھے یا زلیخا کے بطن سے۔ واللہ اعلم بالصواب ط

[1] صفحہ ۱۱۴ جلد دوم تاریخ ابن خلدون ۱۲۰۔

زلیخا

(زوجۂ یوسف علیہ السّلام)

زلیخا عزیز مصر کی بیوی جو حضرت یوسفؑ پر عاشق تھی اُس کا باقی قصّہ نہ قرآن شریف مین موجود ہی اور نہ توریت مین بیان کیا گیا مگر اہل سیر نے لکھا ہی کہ اُس سے بعد کو شادی ہو گئی تھی اور دو لڑکے اور ایک لڑکی بھی پیدا ہوئی[۵۱] چنانچہ علامۂ ابن خلدون لکھتا ہی کہ اطفیر کی معزولی کے بعد اور بعض کہتے ہین کہ اُس کے مرنے کے بعد یوسفؑ متولی وزارت ہوے تب اُنھون نے زلیخا سے بھی نکاح کر لیا اور اُس کی کل املاک کے مالک ہو گئے[۵۲] اِس واقعہ کو ذرا تفصیل سے مورّخ[۵۳] ابن جریر طبری لکھتے ہین کہ:-

"جب فرعونِ مصر سے یوسفؑ نے کہا کہ مجھے اپنی زمین کے تمام خزانون پر افسر کر دیجئے مین بڑا محافظ و واقف کار ہون تو بادشاہ مصر نے جس کا نام ریان بن ولید تھا کہا کہ بہتر ہی مین نے آپ کو اِسی عہدے پر مقرر کر دیا چنانچہ

[۵۱] تفسیر حقانی جلد سوم پارہ ۱۲ و ۱۳؛ سورۂ یوسف -۱۲

[۵۲] جزو ثانی تاریخ ابن خلدون -۱۲

[۵۳] طبری ۳۹۲ صفحہ جلد اول جزو اول ۱۲ -

یوسف علیہ السلام کو عزیز مصر یعنی شوہر زلیخا کی جگہ پر معین کر دیا اور وہ معزول کر دیا گیا عزیز مصر کا نام اطفیر یا قطفیر تھا۔ اطفیر اسی زمانہ مین چند روز کے بعد مرگیا تب فرعون[۱] مصر نے یوسف ؑ کا بیاہ زلیخا سے کر دیا اور اب یوسف علیہ السّلام کو بھی زلیخا سے ویسی ہی محبت ہوگئی جیسی کبھی زلیخا کو یوسف علیہ السّلام سے تھی جب زلیخا یوسف علیہ السّلام کی خدمت مین حاضر ہوئین تو آپ نے فرمایا کہ "راعیل موجودہ حالت اُس سے بہتر نہین ہی جس کا تم ارادہ کرتی تھین" زلیخا نے یوسف علیہ السلام کے اس ارشاد کے جواب مین کہا "اے پیارے صدیق! مجھے ملامت نہ کیجئے کیونکہ مین حسین وخوبصورت اور دنیا مین ایک ناز پرور دہ عورت ہون اور میرا شوہر عورت کے کام ہی کا نہ تھا اور آپ اپنے حسن وجمال مین ویسے ہی تھے جیسا کہ خدا نے بنایا ہی آخر میرے نفس نے مجھے اُبھارا اور وہ مجھ پر غالب آیا" مورخین کا گمان ہی کہ یوسف علیہ السّلام نے زلیخا کو کنواری عورتون کی طرح پایا اور اُن سے دو بچے افرائیم ومنسا پیدا ہوئے اور اُنھین سے یوسف علیہ السلام کی نسل چلی"

اور اسی مضمون کو بعض الفاظ کے تغیر کے ساتھ صاحب تاریخ گزیدہ بھی یون لکھتا ہے۔

---

[۱] یہ بالکل ممکن ہی کہ جس طرح آسنات کو فرعون نے یوسف ؑ سے بیاہ دیا تھا اسی طرح قطفیر کے مرنے کے بعد زلیخا کا نکاح بھی اُن سے کر دیا ہو۔ مؤلف [۲] صفحہ ۹۳ مطبوعۂ لیڈن ۱۲-

"یوسف علیہ السلام کو ملک ریان نے غلے کے انتظام پر حاکم مقرر کیا اور تھوڑے دن کے بعد عزیز مصر کا بھی انتقال ہوگیا۔عزیز وہان کا خزانچی تھا۔بادشاہ نے یہ جگہ بھی یوسف علیہ السلام کو دیدی۔اب یوسف علیہ السلام نے زلیخا کو یاد فرمایا جب زلیخا تشریف لائین تو آپ نے پیغام نکاح دیا جو اُسی وقت منظور ہوا اِس وقت یوسف ع کی عمر ۴۲ سال کی تھی اور زلیخا کی عمر ۳۰ سال کی اور وہ اب تک کنواری تھی کیونکہ اس کا شوہر عورت کے کام کا نہ تھا۔یوسف علیہ السلام کے زلیخا سے دو لڑکے افرائیم اور منسّا پیدا ہوئے"مگر تحقیق یہ ہے کہ یہ دونون لڑکے آسنات ہی کے بطن سے پیدا ہوئے۔اور یہی یوسف ع کی بیاہتا بیوی تھین لیکن اِس مین کوئی شک نہین کہ زلیخا سے بھی بعد کو آپ نے نکاح کر لیا تھا جیسا کہ متذکرہ بالا بیان ہے نیز اور مورخ بھی اس باب مین اِن سے متفق ہین۔

اب ہم وہ واقعات لکھتے ہین جو شادی سے پہلے یوسف علیہ السلام و زلیخا کے درمیان مین پیش آئے اور اپنی نوعیت کے لحاظ سے بہت دلچسپ و پُر لطف ہین۔

بعض مورخین نے لکھا ہے کہ اُس کا نام راعیل اور زلیخا لقب تھا اور یہ عاییل کی بیٹی تھی اور بعض نے اس کا نام بکا بنت فیوش لکھا ہے مگر اکثر تاریخون مین زلیخا ہی نام لکھا ہے اور یہی معتبر بھی ہے۔

زلیخا کا باپ ملوک قبط کی اولاد مین تھا یہ بادشاہ ملوک عرب کے داخل ہونے سے پہلے مصر پر حکومت کرتے تھے جن کو مورخین ملوک الرعاۃ کے نام سے ذکر کرتے ہین۔

زلیخا بڑی حسین وجمیل لڑکی تھی۔ اور بڑے ناز ونعم سے پالی گئی تھی جب وہ جوان ہوئی تو اُس نے ایک روز خواب مین دیکھا کہ عنقریب وہ مصر پر ملکہ ہونے والی ہی اور چاند اس کے سر کا تاج بن گیا ہی اور جس وقت وہ تختِ حکومت پر بیٹھے گی اُس وقت یہ تاج زیب سر کیا جاے گا۔ اُس نے اکثر لوگون سے خواب کی تعبیر پوچھی چنانچہ اِس کے سوال کے جواب مین کہا گیا کہ اس خواب زرین کی یہ تعبیر ہی کہ اُس کا نکاح مصر کے بادشاہ سے جلد تر ہونے والا ہی لیکن ایک عرصہ اسی حالت مین گزر گیا اور خواب کا کوئی اثر ظاہر نہین ہوا یہان تک کہ قطفیر عزیز مصر کے ساتھ اُس کا عقد ہو گیا جو اُس زمانہ مین بادشاہ مصر کی جانب سے بلد خاص کا محافظ یا وزیر تھا۔ اِس عہدہ پر جو شخص مامور ہوتا اُس کو عزیز مصر کہا کرتے تھے۔ تب زلیخا نے خیال کیا کہ میرا خواب، پریشان تھا اور یہ خیال کر کے اُس نے اپنی تمام امیدون اور فکرون کی عنان اُس طرف سے پھیر لی اور اس خیال سے باز آئی مگر اِسی اثناء مین مصر کی سرزمین مین عرب داخل ہو گئے اور وہ ساری زمین پر غالب وحاکم بن بیٹھے لیکن انھون نے اور سب ارکان حکومت اپنی اپنی جگہہ پر بحال رکھے چنانچہ قطفیر بھی اپنی جگہہ پر بدستور رہا اور چونکہ وہ ایک بڑے عہدہ پر تھا اس سبب سے زلیخا کی یہ حالت تھی کہ جو کلمہ زبان سے نکالتی وہ گوش ہوش سے سنا جاتا اور جو حکم وہ دیتی فوراً

اُس کی تعمیل کی جاتی اور جو کچھ وہ چاہتی فوراً قبول کیا جاتا کبھی ایسا نہین ہوا کہ بادشاہ کے یہان سے اُس کی استدعا نا مقبول ہوئی ہو غرض وہ اِس شان و شوکت سے قطفیر کی زوجیت مین رہی[ل] اسی عرصہ مین ایک اسمٰعیلی قافلہ کنعان سے یوسف ع کو مصر لے کر آیا اِس اجمال کی تفصیل[ل۲] یہ ہے کہ یوسف ع ۱۷ برس کی عمر مین اپنے اور سب بھائیون کے ہمراہ اپنے باپ کا گلہ چرانے جاتے تھے۔ چونکہ راحیل متوفیہ کی یادگار اور اُس کے حُسن و جمال کی ایک زندہ تمثال تھے اس سبب سے یعقوب ع کو اِن سے بہت محبت تھی اور تمام بھائیون کو اِس وجہ سے رشک تھا۔ اِنھین دنون مین یوسف ع نے خواب دیکھا کہ گیارہ ستارون اور چاند و سورج نے آسمان سے اتر کر مجھے سجدہ کیا۔ یہ خواب آپ نے پیارے باپ سے بیان کیا۔ یعقوب ع نے کہا کہ تم اس خواب کو اپنے بھائیون سے نہ بیان کرنا ورنہ وہ کسی فریب مین ڈال دین گے۔ لیکن بھائیون کو خواب کا سارا حال یوسف ع یا لیّا کی زبانی معلوم ہوگیا۔ اِس سے اُن کے رشک و حسد کی آگ اور بھڑک اُٹھی حسب دستور صحرا

[ل] در المنثور فی طبقات ربات الخدور ۱۲

[ل۲] یہ واقعات قرآن شریف مین تفصیل سے مذکور ہین لہذا ہم بھی ناظرین کی مزید دلچسپی کے خیال سے لکھتے ہین ان کی صحت مین شک و شبہہ کی ذرا بھی گنجائش نہین ہوسکتی۔ اللہ تعالیٰ نے اس قصہ کو "احسن القصص" کے نام سے یاد فرمایا ہے۔ ۱۲

نابلس مین ایک روز یہ بکریان چرانے گئے تھے کہ سب نے یوسفؑ کو قتل کرنے کا
ارادہ کیا۔ مگر روبن نے خونریزی سے منع کیا اور کہا کہ اس بیابان مین جو اندھا
کنوان بنا ہوا ہے اُس مین ڈال دو تاکہ ادھر سے کوئی قافلہ نکلے تو وہ لے جائے
چنانچہ مقام سرنا سے دو ڈیڑھ میل کے فاصلے پر جو اندھا کنوان واقع تھا۔ اس مین یوسفؑ
کو ڈالدیا اس کام سے فراغت کرکے یہ لوگ کھانا کھانے بیٹھے تھے کہ اسمٰعیلیون کا
قافلہ جلعاد سے مصر کو جاتے ہوے ادھر سے گزرا اہل قافلہ نے یہان قیام کیا
اور اپنے سقّے کو کنوین پر بھیجا، اُس نے پانی بھرنے کے لئے کنوین مین ڈول
ڈالا تو یوسفؑ نے ڈول پکڑ لیا، اُس نے جھانک کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ
لڑکا ہے اُسی وقت سردار قافلہ کو آکر خبر کی اُس نے نکال کر اپنے اسباب مین
یوسفؑ کو چھپا لیا ان کے بھائیون کو جو خبر لگی تو سب نے بالاتفاق بیس روپیہ
مین اُس کے ہاتھ بیچ ڈالا اور اُن کی قبا بکری کے بچے کے خون سے آلودہ
کرکے اپنے باپ کو لاکر دکھادی اور کہا کہ یوسفؑ کو بھیڑیے نے پھاڑ کھایا
یعقوبؑ کو یہ سُن کر نہایت صدمہ ہوا اور وہ اس غم مین مدتون مبتلا رہے اور
قافلہ والون نے یوسفؑ کو مصر مین لے جاکر قطفیر کے ہاتھ ایک معقول قیمت پر
فروخت کر ڈالا بعض مورخون نے اس کا نام اطفیر اور بعض نے بوطیفارہ
یا بوتیمار بھی لکھا ہے لیکن ترجیح قطفیر ہی کو ہے اس نے اپنے گھر اور تمام کاروبار
کا مختار کردیا اور اپنی بیوی زلیخا کو ہدایت کی کہ اس کو بہت عزت سے رکھنا

تاکہ اِس کا وجود ہمارے لئے مفید ثابت ہو یا ہم اُسے اپنا بیٹا بنالین یوسف ؑ نہایت خوبصورت اور نور پیکر، نوجوان تھے۔ اور زلیخا نے اپنے شوہر کے حکم کی پوری پوری تعمیل کی، جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ زلیخا کو آپ سے رفتہ رفتہ بے حد محبت ہوگئی وہ اس قدر فریفتہ ہوئی کہ آپ کو اپنے شوہر عزیز سے بھی زیادہ چاہنے لگی، کئی بار آپ سے اظہار آرزو کیا لیکن یوسف ؑ ہر وقت ٹالتے رہے کبھی اُس کی استدعا پر توجہ نہ کی تب یک روز تخلیہ پاکر زلیخا یوسف ؑ کو خالی کمرہ لے گئی اور دروازے بند کرکے اور یوسف ؑ کا پیراہن پکڑ کے انھین مجبور کرنا چاہا لیکن اللہ تعالیٰ نے اُن کو متنبہ کیا۔ آپ نے صاف انکار کر دیا۔ اور کہا عزیز میرا آقا ہی اُس نے مجھے بہت عزت واحترام سے رکھا ہی۔ مجھسے ہرگز ممکن نہین کہ اُس کی خیانت کرون یہ بڑی بے انصافی کی بات ہی لیکن جب کسی طرح زلیخا نہ مانی تو آپ اپنا دامن چھوڑا کر بھاگے زلیخا بھی آپ کے پیچھے لپکی اور کرتا پکڑنا چاہا مگر وہ پھٹ کر ہاتھ سے چھوٹ گیا اِسی حالت مین دونون دروازے تک پہونچ گئے۔ اتنے مین باہر سے عزیز آتے ہوے دروازے پر مل گیا زلیخا نے اپنی بریئت کے لئے اُلٹا الزام یوسف ؑ پر رکھا اور قطفیر سے کہا کہ یہ مجھ سے بُرا ارادہ رکھتا تھا مین چلائی تو اپنا پیراہن میرے ہاتھ مین چھوڑ کر بھاگ نکلا یوسف ؑ نے کہا کہ یہ خود مجھے للچائی ہوئی نظرون سے دیکھتی تھین۔ اور خود انھون نے مجھے بُرے فعل پر

بار بار اُبھارا، اور آج بہت مجبور کیا۔ لیکن مین نے صاف انکار کر دیا۔ اور اپنی جان بچا کر بھاگا۔ عزیز حیران تھا کہ اس باب مین کیا فیصلہ کرے آخر زلیخا کے خاندان مین سے ایک شخص نے یہ فیصلہ کیا کہ اگر یوسف کا کرتا آگے سے پھٹا ہی تو زلیخا سچی اور یوسف جھوٹا ہی اور اگر قمیص پیچھے سے پھٹا ہی تو وہ سچا اور یہ جھوٹی ہی۔ یوسف کا پیراہن دیکھا تو پیچھے سے پھٹا ہوا پایا۔ عزیز سمجھ گیا کہ یہ زلیخا ہی کی چالاکی ہی پھر یوسفؑ سے کہا کہ تم اِس سے درگزر کرو اور اپنی بیوی سے کہا کہ تو یوسفؑ سے اپنے گناہ کی معافی مانگ بیشک تو ہی خطاوار ہی۔ مگر چند روز مین اِس واقعہ کا چرچا مصر کے گھر گھر مین پھیل گیا۔ ہر طرف عورتون مین کانا پھوسی اور ذکر اذکار ہونے لگے کہ عزیز کی بیوی زلیخا اپنے غلام کو چاہتی ہی اور اُس کی محبت مین دیوانی ہو رہی ہی۔ جب زلیخا نے یہ حال سنا تو چند معزز عورتون کو مدعو کر کے ایک پرتکلف محفل آراستہ کی ہر ایک عورت کے سامنے ترنج چُنے گئے اور ایک ایک چھُری سب کو دی اور یوسفؑ کو خوب بنا سنوار کر چھپا رکھا۔ اور اُن مہمان عورتون سے کہا کہ مین اُسے بلاتی ہون جیسے ہی وہ سامنے آئے تم کھانا شروع کرنا پھر یوسفؑ سے کہا نکل آؤ آپ کا برآمد ہونا تھا کہ ایک پیکرِ حسن وجمال کو دیکھکر اِن سب پر کچھ ایسی حیرت چھائی کہ ترنج کاٹنے کے بجائے سب نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے (زخمی کر لئے) اور کہنے لگین کہ حاشاللہ یہ تو آدمی نہین فرشتہ معلوم ہوتا ہی زلیخا نے کہا یہ وہی تو ہی جس کے لئے تم

مجھے ملامت اور بدنام کرتی تھین بے شک مین نے اِس سے دلی خواہش کی تھی۔ لیکن اس نے اپنے نفس کو بچا لیا اور اگر اب بھی میرا کہا نہ مانے گا تو ذلیل ہوگا اور سخت قید بھگتے گا۔ یوسف ؑ نے کہا، یا اللہ! جس بات پر یہ مجھے آمادہ کرنا چاہتی ہین اِس سے تو قید ہی بہتر ہی یارب!! تو اگر اِن کے مکر و فریب کو نہ ٹالیگا تو کیا عجب کہ مین اُن کی طرف مائل ہو جاؤن اور میری ثابت قدمی مین فرق آ جائے یوسف ؑ کی یہ دعا مقبول ہوگئی چنانچہ باوجودیکہ عزیز یوسف ؑ کی عصمت کی بہت سی نشانیان دیکھ چکا تھا مگر زلیخا کے کہنے سے آپ کو قید خانہ بھجوا دیا۔ اور تقریبًا بارہ برس آپ کو قید کی مصیبت بھگتنی پڑی۔ گو اِس قید کا باعث زلیخا ہی ہوئی تھی اور اُس نے اپنی رفع خفّت کے خیال سے ایسا کیا لیکن اُس کا یہ طویل زمانۂ جدائی بھی بڑی بیقراری اور نہایت مصیبت سے کٹا اور سارا عیش و آرام تلخ ہوگیا وہ یوسف کے فراق مین بیواؤن کی طرح زندگی کے دن بےلطفی اور بدمزگی سے بسر کرنے لگی اتفاق سے اُسی قید خانے مین یوسف ؑ کے ساتھ دو شخص اور بھیجے گئے تھے ایک فرعون کا ساقی تھا۔ اور دوسرا باورچی خانہ کا داروغہ۔ اِن دونون نے ایک رات کو خواب دیکھے اور یوسف ؑ سے بیان کیے ساقی نے کہا مین نے خواب دیکھا ہی کہ مین انگور کا شیرہ نچوڑ رہا ہون۔ دوسرے نے کہا کہ مین نے دیکھا کہ اپنے سر پر روٹی رکھے ہوے ہون جس مین سے پرندے کھا رہے ہین۔ ہم کو اِس کی تعبیر دیجیئے۔ کیونکہ ہمارے

خیال مین آپ ایک نیک بخت اور راست باز آدمی ہین۔ یوسف ع نے کہا کہ جو کھانا تمھین روزانہ (یہان) دیا جاتا ہی اُس کے آنے سے پہلے ہی مین تمھین تعبیر دون گا تعبیر دینا بھی منجملہ اُن چیزون کے ہی جو میرے رب نے مجھے سکھائی ہین مگر تعبیر دینے سے پہلے کچھ نصائح کرنا چاہتا ہون یہ کہکر آپ نے اِن دونون کے سامنے خدا کی توحید اور دین حق پر ایک زبردست و مؤثر تقریر کی۔ بعد ختم تقریر کہا کہ اے قیدیو تم مین سے ایک (ساقی) تو پھر اپنے عہدے پر اپنے آقا کو شراب پلانے پر مقرر کیا جائے گا اور دوسرے (داروغہ) کو اُس کے جرم کی سزا مین پھانسی دیجائے گی پھر پرندے اُس کا سر نوچین گے جس بات کو تم نے پوچھا اور جو تعبیر مین نے دی یہ ہو کر رہے گا پھر ساقی سے یوسف ع نے کہا کہ بعد رہائی تو اپنے آقا فرعون مصر سے میرا بھی ذِکر کرنا چند روز کے بعد یوسف ع کی تعبیر کے موافق ظہور مین آیا۔ مگر ساقی اپنی جگہ پر پہنچ کر فرعون سے آپ کا ذکر کرنا بھول گیا۔ اور یوسف ع بدستور قید خانے مین رہے۔ دوسرے سال کے آخر دنون مین فرعون نے اپنے ارکانِ دولت سے ذکر کیا کہ مین نے خواب مین دیکھا ہی کہ سات موٹی گائین ہین جن کو اور سات دبلی گائین کھا رہی ہین۔ اور سات سبز بالیان (خوشے ہین) اور سات خشک۔ یہ خشک بالین سبز بالیون کو کھا گئین اے دربار والو اگر تمھین خواب کی تعبیر دینا آتی ہو تو میرے اس خواب کی تعبیر دو۔ اُنھون نے کہا کہ یہ ایک خواب پریشان ہی

پریشان خوابون کی ہم کو تعبیر دینا نہین آتی۔

اِسی دربار مین فرعون کا ساقی بھی موجود تھا اس وقت حسن اتفاق سے اُسے یوسف کی بات یاد آئی۔ اُس نے کہا کہ قید خانے مین ایک عبری نوجوان قید ہی وہ تعبیر خوب دیتا ہی مجھے بھی تجربہ ہو چکا ہی۔ اگر اجازت ہو تو مین وہان جاکر اُس سے دریافت کرون جو تعبیر وہ دے گا وہ بالکل صحیح ہوگی چنانچہ اُسے اُسی وقت اجازت دی گئی۔ ساقی نے یوسفؑ سے آکر خواب بیان کیا یوسفؑ نے تعبیر دی کہ مصر مین سات برس خوب ارزانی اور بافراط غلہ کی پیداوار ہوگی لہذا جس قدر فصل کاٹی جائے خوشون مین لگی رہنے دین صرف تھوڑا سا خرچ بھر کا غلہ نکال لین کیونکہ پھر سات برس تک قحط پڑے گا اُس وقت یہ غلہ کھانے کے کام آئے گا فرعون کو چاہیئے کہ ایک ہوشیار آدمی مصر کی سرزمین پر معین کرے جو جابجا تحصیلدار مقرر کرے تاکہ ابھی سے قحط کے زمانہ کا انتظام شروع ہو جائے۔ اِن سالون کے بعد ایک سال ایسا آئے گا کہ خوب بارش ہوگی اور لوگ انگور سے خوب شیرہ نچوڑین گے۔

یوسفؑ نے جو کچھ کہا تھا ساقی نے بادشاہ کے آگے جاکر کہا۔ بادشاہ یہ تعبیر سُن کر بہت خوش ہوا اور یوسفؑ کو یاد فرمایا۔ جب چوبدار پہونچا کہ بادشاہ سلامت حضور کی زیارت کے مشتاق ہین تو آپ نے کہا کہ پہلے اپنے آقا کے پاس واپس جاکر پوچھو کہ اُن عورتون کا کیا حال ہی جنھون نے اپنے

ہاتھ کاٹ لئے تھے ۔میرا خدا اُن سب کے مکر سے واقف ہی۔فرعون نے اُسی وقت
اُن عورتون کی طلبی کا حکم دیا جب وہ دربار مین حاضر ہوئین تو پوچھا کہ یوسفؑ
کو تم نے جو پھسلایا تھا اُس کا سارا واقعہ بیان کرو۔کہ اصل بات کیا تھی اور
یوسفؑ کے قید کے کیا وجوہ ہین۔اُن سب نے کہا کہ حاشا ﷲ ان مین ہمین تو
کوئی بُرائی نہین معلوم ہوتی اور نہ کچھ اُن کا قصور ہی۔زلیخا نے اُن کی پاک
دامنی کا اقرار کیا اور کہا کہ بے شک جو حق بات تھی وہ ظاہر ہوگئی۔مین نے ہی
اس کو پھسلانا چاہا تھا اور وہ بالکل سچا اور بے خطا ہی اور مین نے ہی اُسے
بلا وجہ قید خانہ بھجوایا تھا۔

اس صفائی کے بعد فرعون نے آپ کو طلب کیا اور جب دیکھنے سے
حُسن صورت اور گفتگو کرنے سے خداداد لیاقت کا حال معلوم ہوگیا تو حکم دیا کہ
آج سے آپ میری مصاحبت مین رہئے پھر آپ کو اپنی رعایا کا تمام اختیار دیدیا
اور قحط کا انتظام بھی آپ کے سپرد کیا کہ آپ اپنی مرضی کے موافق سب کچھ
کرین۔یوسفؑ نے فرمایا کہ مجھے سرزمین مصر کے تمام خزانون کا نگران مقرر کیجئے
تو بہتر ہی کیونکہ مین اس کام سے خوب واقف اور بڑی حفاظت سے کرنے والا ہون
چنانچہ یہ خدمت بھی نہایت خوشی سے فرعون نے یوسفؑ کے ذمہ کی اور
اب آپ بڑے تزک واحتشام اور عزت واحترام سے اپنے فرائض منصبی ادا
کرنے لگے اور فرعون نے (بروایت توریت) شہر اون کے کاہن فوطیفرع

کی بیٹی آسنات کے ساتھ آپ کا نکاح کر دیا پھر عزیز کی وفات کے بعد زلیخا
بھی آپ کی زوجیت مین آگئیں اور مدتون جدائی کے صدمے اُٹھانے کے
بعد اپنے مونھ مانگی مراد پائی پھر ان کے بطن سے یوسفؑ کی اولاد بھی
ہوئی غرض اللہ نے دین و دنیا کی سب نعمتین عطا فرمائین اور ایک طویل
عسر کے بعد یسر کا زمانہ آیا جو زندگی بھر رفیق و شریک حال رہا یہان تک
کہ موت نے اپنے وقت مقررہ پر آکر سب عیش و عشرت اور حیات مستعار کا
خاتمہ کر دیا اور دونون قبر مین آرام کی نیند جا سوئے۔ کسی نے سچ کہا ہی
اللہ باقی والکل فانی۔

رحمتؓ

(زوجۂ ایوب علیہ السّلام)

یہ افرائیم کی بیٹی اور یوسفؑ ابن یعقوب علیہما السّلام کی پوتی تھین بعض مورخین نے اُن کا نام ماخیر اور اُن کے باپ کا نام نیسا (برادر افرائیم) لکھا ہی- مگر یہ روایت ضعیف ہی- دنیا کی تمام عورتون سے زیادہ ان مین صبر جمیل اور شریفانہ استقلال کی پاکیزہ صفت پائی جاتی تھی اور یہ ان تمام نیک بی بیون مین سب سے زیادہ فایق تھین جو اپنے شوہرن کی فرمانبردار اور اطاعت گزار ہوتی ہین- اب تک شام و روم و مصر و عرب کے ملکون مین حُسن و جمال کی یکتائی کے ساتھ ہی ساتھ ان کی وفاداری بھی ضرب المثل ہی- حضرتؑ ایوب علیہ السّلام[1] ایک تندرست، خوبصوت، خوشحال کثیر الاولاد اور نہایت مالدار نبی تھی آپ اکثر مسافرون اور غریبون کی مہمانداری مین اپنا عزیز وقت اور مال و متاع صرف کرتے رہتے تھے اور یہ نیک بی بی

---

[1] آپ کا سلسلۂ نسب یہ ہی- ایوب بن موحی بن تارح بن روم بن عیص بن اسحاق بن ابراہیم- موضع بشنۃ ضلع بلقاء مین ان کا قیام تھا- جو ملک شام مین خوارزم کے اعمال مین واقع ہی- تفسیر روح المعانی و تفسیر خازن- ۱۲

بھی اُن کے تمام نیک کامون مین برابر کا حصہ لیتی رہتی تھین۔ اِسی ثروت اور خوشحالی کے ساتھ اُنھون نے زندگی کے ۸۰ سال پورے کئے اُس کے بعد خدا نے اِن کی آزمائش کرنی چاہی اور طرح طرح کی مصیبتین نازل کین:۔

تمام اولاد اور مواشی فنا ہو گئے اور ساری دولت و جائداد پر دم بھر مین پانی پھر گیا۔ نہ صرف دولت اور اولاد ہی ضایع ہوئی بلکہ وہ ایک نہایت سخت اور مہلک مرض جذام مین مبتلا ہو گئے جسم پھوٹ نکلا اور بڑھتے بڑھتے سارے بدن مین زخم اور زخمون مین کیڑے پڑ گئے۔

جب اُن کی بیماری نے طول کھینچا تو بستی کے لوگ گھنانے لگے اور اُنھین بستی سے باہر پہونچا دیا اور اُن کے لئے ایک جھونپڑی ڈالدی اور سب اُن سے منحرف ہوکر چلے گئے۔ وہ اِس تنہائی اور بیکسی کی حالت مین جب کہ نہ اُن کے پاس مال باقی رہا تھا اور نہ اہل وعیال۔ نہ کوئی غمخوار دوست نہ کوئی مددگار۔ صرف بیبی بی رفیق زندگی اور شریک حال بنی ہوئی تھین[1]۔ اور اِس بلائے

[1] آغاز آزمائش کے زمانہ مین تین خاص احباب اُن کے ہمدرد اور خبر گیران تھے مگر جب کئی سال تک صحت حاصل نہ ہوئی تو اُنھون نے باہم یہ گفتگو کی کہ ایوب نے غالباً کوئی سخت گناہ کیا اور عیش ونشاط کے سرور مین کسی بُرے فعل کا مرتکب ہوا ورنہ ہرگز اتنی مدت تک خدا اپنے نیک بندون کو مصیبت مین نہین رکھتا۔ لہذا ہم کب تک ایسے مقہور کا ساتھ دین چنانچہ مشورہ کرکے بالاتفاق سبنے ایوب کا ساتھ چھوڑ دیا۔ اب صرف بیبی رحمت رہ گئین۔ جو اُن کی شریک درد و غم خوار وتیماردار تھین۔ ۱۲

شدید کی تلخی کو صبر کے ساتھ برداشت کر رہی تھین ،۔ اور اپنے عزیز شوہر کی
پرورش کے لئے کچھ بناتین اور بستی مین لیجا کر فروخت کرتین۔ لیکن تھوڑے ہی
دن کے بعد لوگون نے ازراہ تنفر اُن کی بنائی ہوئی چیزون کو بھی لینا چھوڑ دیا۔
ایک روز کا قصہ ہی کہ وہ تلاش معاش مین نہایت سرگردان اور پریشان تھین
لیکن کسی سے کچھ نہ پایا۔ ایک عورت اِن کے خوبصورت بالون کی لمبی لمبی لٹون پر
زلیفتہ تھی آخر اُس کے ہاتھ ایک روٹی کے عوض مین اپنے دراز گیسوؤن کی
لٹین کاٹ کر فروخت کر ڈالین اور روٹی اپنے عزیز شوہر کی خدمت مین لیکر
حاضر ہوئین۔ حضرت ایوب ضرورت کے وقت اُنھین بالون کو پکڑ کر چلتے پھرتے
اور حرکت کرتے تھے۔ جیسی ہی یہ گھر مین آئین سب سے پہلے حضرت نے بالون کو
پوچھا بی بی رحمت نے ایک آہ سرد بھری اور سارا واقعہ بیان کیا حضرت
ایوب اس جان نثاری اور وفاداری پر نہایت دلگیر وغمگین ہوئے۔ اور شکریہ
ادا کر کے چپ ہو رہے آخر جب معاش کے تمام ذرائع معدوم ہو گئے تو اُنھون نے
بھیک مانگنا شروع کیا یہ روزانہ بستی مین جاتین اور خیرات مانگ مانگ کر لاتین
اور جو کچھ میسر آتا دونون صبر و شکر کر کے ساتھ کھا پی کر پڑ رہتے وہ خدا کی بارگاہ
مین اس دردانگیز مصیبت سے نجات پانے کی امیدوار تو تھے لیکن کبھی کوئی
التجا زبان پر نہ لائے ایک دن رحمت حسب دستور بھیک مانگنے گئی ہوئی تھین
کہ راستہ مین شیطان ملا اور اُس نے اِس طمع مین کہ بہک جائین اور رضائے

آہی سے پھر جائین کہا کہ اے نیک بی بی تمھارے شوہر کہان اور کس حال مین ہین؟

رحمت نے کہا یہ کیا جھوپڑی مین پڑے ہین رات دن ان کے جسم کے زخمون مین ٹپک ہوا کرتی ہی اور بدن مین کیڑے بج بجایا کرتے ہین نہ کھانے کا ٹھکانا ہی نہ پینے کا۔ شیطان اُن کی یاس آمیز تقریر سن کر سمجھا کہ بی بی رحمت کا صبر سے جی سیر ہو چکا اب قدم ڈگمگا دینا آسان ہی۔ اُس نے گذشتہ واقعات یاد دلائے۔ اور کہا مال، و متاع، حسن جمال، شباب، اور زمانۂ نشاط افسوس ہی کہ ایک ایک کر کے سب رخصت ہو گئے دنیا مین اب اُن کی یاد ایک بھولا ہوا افسانہ ہی زیادہ رنج تو اِس کا ہی کہ جو مصیبت اب پیش ہی کبھی دور ہونے والی نہین بلکہ دوامی ہی، یہ سُن کر ان سے ضبط نہ ہو سکا جی بھر آیا زور سے ایک چیخ ماری اور بیتاب ہو گئین۔

شیطان کو اپنی کامیابی کے لئے اتنا سہارا کافی تھا وہ تاڑ گیا کہ اب طاقت ضبط بہت جلدی جواب دینے والی ہی پس اُسی وقت بکری کا ایک بچہ لایا اور کہا کہ۔ اگر ایوب علیہ السلام میرے نام پر اسے ذبح کرین تو بہت جلد صحت و شفا پائین گے۔

وہ دوڑتی ہوئی خوشی خوشی واپس آئین اور ایوب علیہ السلام سے کہا آخر اب کب تک تمھارا رب عذاب مین گرفتار رکھے گا اور کب تک تمھاری قابل رحم حالت پر ترس نہ کھائے گا۔ دیکھو مال و دولت کیا ہوئی، مواشی

کون لے گیا، دوست احباب کہان گئے۔ اوراولاد واسباب کدھر ہی۔ اچھے اچھے کپڑے کس نے چھین لئے سب کچھ خاک مین مل گیا تمھارا حسین وخوبصورت جسم اپنی حالت پر نہ رہا تم ایک سخت آزمایش مین مبتلا ہو سارے بدن مین کیڑے پڑگئے ہین۔ اس سے بڑھکر اور کیا مصیبت ہوسکتی ہی پھر اس بچہ کو ذبح کرکے دوامی راحت کیون نہ حاصل کرلو آخر اس مین حرج ہی کیا ہی۔؟

ایوبؑ اِس ترغیب شرک کی تاب نہ لاسکے۔ اُنھون نے کہا۔ تجھے اللہ کا دشمن سکھا پڑھاکر لایا ہی اچھا ذرا یہ تو بتا کہ وہ کھوئی ہوئی دولت وہ اولاد اور صحت خدادا جسے تو رو رہی ہی کس کی عطیہ تھی اُنھون نے صرف اتنا جواب دیا ،، خداکی ،، اور چپ ہوکر گردن جھکالی۔ ایوبؑ نے کہا ہم نے کتنی مدت تک اُس سے منفعت مسرت اور راحت حاصل کی بیوی نے جواب دیا ،، اسّی برس تک حضرت ایوب نے پوچھا اچھا کتنی مدت سے تنگدستی کی مصیبت، اور بیماری اور بیکس بیرسی، کی حالت مین مبتلا رکھا بیوی نے عرض کیا۔ تقریبًا سات[1] برس سے حضرت نے برہم ہوکر فرمایا۔ افسوس تمنے اللہ کے ساتھ بہت بےانصافی برتی اس موجودہ بلا پر اُتنا صبر کیون نہ کیا جتنا کہ فراخ دستی اور تندرستی کی حالت مین آرام واطمینان پایا ہی۔ خداکی قسم اگر

[1] مگر انس بن مالک سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ایوب علیہ السلام ۱۸ برس مبتلاے اسقام رہے۔ تفسیر خازن ۱۲۔

اللہ مجھے شفا دے تو جس طرح تو نے غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنے کے لئے مجھ سے کہا مین بھی اُس کی سزا مین تجھے ضرور سَو کوڑے لگاؤن گا۔

یہ جو کچھ تو کھانے پینے کے لئے لائی ہی تجھی کو مبارک رہے مجھ پر اب اُس کا چکھنا بھی حرام ہی میرے سامنے سے دور ہو۔ اب مین تیری صورت دیکھنے کا روادار بھی نہین غرض حضرت ایوب ع نے بیوی کو اُس کے اِس سخت قصور پر نکال تو دیا لیکن اب جو اپنی حالت پر غور کرتے ہین تو نہایت ابتر۔ کھانا پینا کچھ بھی پاس نہین ایک رفیق زندگی تھی وہ بھی ہمیشہ کے لئے ہاتھ سے گئی اور کوئی یار۔ ومددگار خدا کے سوا نظر نہین آتا۔

وہ اُسی وقت سجدہ مین گر پڑے اور صرت اسقدر رکہنے پائے تھے کہ رَبِّ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ انھین اپنی بے صبری کا احساس ہوا اور فوراً ہی سلسلۂ کلام کو خدا کی جانب پھیر کر نہایت عاجزانہ لہجہ مین کہا۔ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ اس سے زیادہ طاقت گویائی نے ساتھ نہ دیا خدا رؤف ورحیم ہی۔ وہ کبھی اپنے بندون کی ناچاری ومجبوری پر ترس کھائے بغیر نہین رہتا نہ وہ ظالم وجابر ہی کہ سُنی کی اَن سُنی کرجائے۔ البتہ خلوص و رسچائی سے مانگنا شرط ہی۔ ایوب ع کی اس انتہائی صبر واستقلال پر اُس نے فوراً توجہ فرمائی۔

سلہ ۵۲ سورۂ جن پارۂ ۲۶۔ ترجمہ اے رب مجھے بیماری نے گھیر رکھا ہی اور تو رحم کرنے مین سب سے بڑا رحم کرنے والا ہی۔ ۱۲

اور اُسی وقت وحی نازل ہوئی (اُرْکُضْ بِرِجْلِكَ) حضرت نے زمین پر ٹھوکر لگائی ہی تھی کہ پانی کا ایک چشمہ جوش مارنے لگا۔ وہ اُس سے نہائے نہانا تھا۔ کہ اللہ نے اپنی رحمت کے دریا بہا دئیے۔ شمہ بھر نشان بھی بیماری کا باقی نہ رہا۔ اُسی وقت مرض کے کرب دور دا ور جسمانی سُقم سے نجات حاصل ہوگئی۔ گذشتہ خوبصورتی ونوجوانی عود کر آئی اب تو حضرت ایوب علیہ السّلام پہلے سے زیادہ حسین وجمیل نظر آنے لگے۔ انھون نے داہنے بائین دیکھا تو کوئی نشان مرض نہ پایا اور سابقہ مال ومتاع اور اہل وعیال سے دونا دون گھر مین موجود نظر آیا۔ حضرت نے سب سے پہلے خدا کا شکر ادا کیا۔ پھر باہر تشریف لائے اور چبوترے پر بیٹھ گئے۔

اب رحمت رہ کا حال سُنئے۔ جب حضرت ایوبؑ نے اُن سے بیزاری ظاہر کی تو یہ وہان سے جھنجھلا کر چلی آئین۔ لیکن ان کا ضمیر ملامت کر رہا تھا اُن کا دل کہتا تھا کہ یہ بے وفائی تمھاری فطرت کے خلاف ہے ذرا پھر اپنی رائے پر غور کرو اور جلد پلٹو۔ کیا اس سنسان بیابان مین اُنھین تنہا چھوڑ دینا مناسب ہے کہ بھوکے پیاسے مرجائین۔ اور درندے جانور اُنھین کھائین یہ تو مجھ سے نہو سکے گا۔ خدا کی قسم مین تو اب واپس ہی جاؤن گی۔ چنانچہ اُسی وقت وہ اپنے جھونپڑے کی طرف پلٹین یہان نہ وہ جھونپڑا تھا اور نہ وہ صحرائی زمین جس کو دیکھ اور چھوڑ کر گئین تھین۔ اور جس کا تصور اُن کے ذہن مین جما ہوا تھا۔ دنیا کے

سیکڑون تغیر دیکھے اور سُنے مگر یہ تغیر انوکھا اور بہت ہی اچنبے مین ڈالنے والا تھا شہر وہی، جگہ وہی۔ مگر زمین اور مکانیت اب دوسری صورت اختیار کر چکی تھی۔ اور آسمانی تغیر نے سلطانی ٹھاٹھ لگا دئے تھے۔ وہ اُسی کُنبہ کے گرد گھومتی اور روتی جاتی تھین مگر مطلوب کا کہین پتہ نہ پاتین مایوسی سعی وجستجو پر غالب آ رہی تھی۔ حضرت ایوب بھی اپنے چبوترے پر بیٹھے ہوے سب تماشا دیکھ رہے تھے اُنھون نے بلایا اور پوچھا اے نیک بخت بی بی کس چیز کی تلاش ہی؟ کاش مین تمھاری کوئی خدمت کر سکون۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگین اور کہا مین اُس بیمار کو ڈھونڈھ رہی ہون جو اس جھوپڑی مین پڑا رہتا تھا خدا جانے وہ ضایع ہوگیا یا کیا ہوا؟ ایوبؑ نے فرمایا اُس سے مطلب، رحمت نے کہا وہ میرا شوہر تھا کیا آپ نے کہین دیکھا ہی حضرت نے فرمایا تم اگر اُسے دیکھو تو پہچان لوگی اُنھون نے کہا جس شخص کو ہمیشہ دیکھا ہو کیا اُسے پہچاننا کوئی دشوار بات ہی لیکن اگر وہ تندرستی اور صحت کی حالت مین ہون تو آپ سے بہت زیادہ مشابہ ہون ایوبؑ نے فرمایا دد ایوبؑ مین ہی ہون تو نے ابلیس کے لئے ذبیحہ کی استدعا کی تھی مجھے یہ بات ناپسند ہوئی مین خدا کا اطاعت گزار بندہ تھا اور شیطان کا نافرمان دشمن۔ اللہ نے میری حالت سنوار دی۔ مین وہی ایوبؑ ہون اور یہ میرا وہی مسکن ہی۔ رحمتؓ دوڑ کر لپٹ گئین اور گلے مین باہین

ڈالدین۔ وہ ابھی باہین گلے سے جدا بھی نہ کرنے پائی تھین کہ مال و اسباب و اولاد سب سامنے تھے۔

صحت پانے کے بعد حضرت ایوب علیہ السّلام کو اپنے سو کوڑے دن والی قسم یاد آئی۔ خدا نے حکم دیا کہ وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِب بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ[1] اور پکڑ اپنے ہاتھ مین سینکون کا مُٹھا پھر اُس سے مار لے اور قسم مین جھوٹا نہو

اِن واقعات کے بعد بی رحمت اور اُن کے عزیز شوہر ایک مدت تک خدا کی دی ہوئی نعمتون سے مالامال رہے۔ اور عمر طبعی کو پہنچکر انتقال فرمایا۔

[1] پارہ ۔ ۲۳ ۔ سورۂ ص ۔ ۱۲

صفورا

(زوجۂ موسیٰ علیہ السّلام)

صفورا شعیب علیہ السّلام کی بیٹی اور موسیٰ علیہ السّلام کی بیوی تھین اُن کا قصہ جو درج تاریخ ہی وہ یہ ہی کہ موسیٰؑ فرعون مصر کے خوفِ قتل سے بھاگ کر مصر سے نکلے تو مقام مدین مین پہونچے اس سفر مین یہ حال تھا کہ درخت کے پتّے اور پھل کھا کر اپنا پیٹ پالتے تھے اُنکے ساتھ کھانے پینے کی کوئی چیز نہ تھی بھوک، اور پیاس کی شدت اور رات دن کے سفر کی تکان سے چلنے تک کی قوت جسم مین باقی نہ رہی تھی۔ لیکن جسطرح بھی بن پڑا اُنھون نے مدین کے چشمے تک اپنے آپ کو پہونچایا، اور چاہا کہ چشمے مین اُتر کر کسی طرح پانی پئین۔ لیکن وہان بہ کثرت آدمی موجود تھے، جو اپنے جانورون کو پانی پلا رہے تھے۔ اِن لوگون کے علاوہ دو لڑکیان اور نظر آئین جو گردن جھکائے اپنی بکریون کو لئے ہوئے الگ ایک سایہ دار درخت کے نیچے معصومانہ ادا کے ساتھ کھڑی تھین کہ جب یہ لوگ پانی پلا چکین تو ہم اپنی بکریون کو پلائین یہ دونون شعیبؑ کی بیٹیان تھین بقول بعض شعیبؑ کے بھائی یثیر کی غرض جب موسیٰؑ نے اِن دونون کو دیکھا تو دریافت کیا کہ تم کیون اپنے گلّے کو پانی نہین پلاتین

اُنھون نے کہا کہ ہمارے والد بوڑھے آدمی ہین، اور ہم سے چرس نہین کھنچ سکتا
جب یہ لوگ اپنے جانورون کو پانی پلاکر چلے جاتے ہین تو اُن کا بچا ہوا پانی ہم
اپنی بکریون کو پلا لیتے ہین۔ موسیٰؑ کو یہ عاجزانہ کلمے سُنتے ہی رحم آگیا اللہ کے
فضل سے شہ زور اور نوجوان آدمی تھے جس ڈول کو مدین کے کئی لوگ مل کر
کھینچتے تھے آپ نے اکیلے کھینچ کر اُن کی بکریون کو پانی پلا دیا پھر نیچی نگاہ کر کے
درخت کے سائے مین آ بیٹھے جب یہ دونون لڑکیان معمول کے خلاف اپنی بکریون کو
پانی پلاکر سویرے ہی واپس اپنے گھر پہونچین تو حضرت شعیبؑ نے بہت متعجب
ہوکر پوچھا کہ یہ آج اتنی جلدی کیونکر پانی پلانے سے فراغت ہوگئی۔ لڑکی نے
جواب دیا کہ ایک مصری مسافر آج یہان آیا ہوا ہی اُسی نے ہمکو چرواہون کے
احسان سے بچایا اور ہمارے گلّے کو پانی پلایا شعیبؑ نے اپنی اُسی لڑکی سے
کہا کہ اچھا جاؤ اُس مصری مسافر کو بلا لاؤ۔ چنانچہ یہ لڑکی نہایت شرم سے گردن جھکائے
موسیٰؑ کے پاس آئی اور چپکے سے ایک ادائے شرم کے ساتھ کہا کہ ہمارے ابا جان
آپ کو بُلاتے ہین، تاکہ ہمارے گلّہ کو آپ نے جو پانی پلایا ہی اُس کا عوض ادا کیا جائے
یہ سُنتے ہی، موسیٰؑ اُٹھ کھڑے ہوئے، اور آگے آگے وہ لڑکی اور پیچھے پیچھے موسیٰؑ
چلے راستے مین ہوا سے تہمد کا ایک سرا اُٹھ گیا اور کچھ حصہ پاؤن کا کھُل گیا موسیٰؑ
نے کہا کہ تم میرے پیچھے چلو اور راستہ بتاتی جاؤ۔ جب موسیٰؑ شعیبؑ کے مکان پر پہونچے
تو شعیبؑ نے اُن سے سارا قصہ دریافت کیا موسیٰؑ نے اپنے مصر سے نکل کر بھاگنے

پھر یہان تک پہونچے اور لڑکیون کے گلّے کو پانی پلانے کے تمام واقعات تفصیل سے کہہ سُنائے شعیب ع نے فرمایا کہ بیٹا اب کچھ خوف نہ کرو اور یہ سمجھ کہ تو ظالمون کے پنجے سے بچ گیا اتنے مین پھر وہی لڑکی بولی کہ ابّا جان آپ اِن کو نوکر رکھ لیجئے کیونکہ آپ کو ایک قوی اور امانت دار آدمی کی ضرورت ہی شعیب ع نے کہا کہ قوت کا حال تو دیکھ چکی اور بیان کر چکی ہی مگر اِن کے امانت دار ہونے کا کیا ثبوت ہی لڑکی نے راستے مین موسیٰ ع کے آگے چلنے کا قصہ بیان کر دیا شعیب ع یہ سُن کر بہت خوش ہوئے اور سمجھ گئے کہ موسیٰ ع ایک شریف عالی ظرف آدمی ہی اُنھون نے کہا کہ بھائی مین چاہتا ہون کہ اِن دونون مین سے ایک لڑکی کا نکاح تمھارے ساتھ کر دون بشرطیکہ تم ہمارے یہان آٹھ برس تک رہو، اور میرا کام بطور اجیر انجام دیا کرو۔ اور اگر دس سال پورے کر دو تو یہ تمھاری مہربانی ہی۔ اور خدا چاہے تو مین تمھین تکلیف نہ دون گا بلکہ تم مجھے اچھا ہی آدمی پاؤگے۔ موسیٰ ع نے کہا بہتر ہی مگر جب اِن مدتون مین سے کوئی مدت مین پوری کر دون تو پھر مجھ پر کوئی زیادتی نہ کیجائے اور یہ جو کچھ مین کہتا ہون اِس پر خدا گواہ ہی۔ پس شعیب ع نے اُسی لڑکی کے ساتھ جو اِن کو بُلانے گئی تھی اور جس کا نام صفورا تھا موسیٰ علیہ السلام کا نکاح کر دیا۔ یہ شعیب ع کی چھوٹی لڑکی تھی۔ تھوڑے زمانہ کے بعد ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام موسیٰ ع نے جیرسوم رکھا صفورا اب تک اپنے میکے ہی مین رہتی تھین اور موسیٰ علیہ السلام اپنے خسر شعیب ع کے گلّے کو بدستور چراتے رہے۔

جب اُن کی معینہ مدت پوری ہو چکی تو اُنھون نے اپنے وطن جانے کا ارادہ ظاہر کیا اور کہا کہ اب اگر آپ اجازت دین تو اپنی بیوی بچے کو لے کر مین اپنے وطن چلا جاؤن ۔ شعیب ع نے بخوشی صفورا اور جیرسوم اور موسیٰ ع کو رخصت کیا۔[1]

موسیٰ ع اپنے بیوی بچے جیرسوم کو لے کر دس برس کے بعد مصر کے ارادے سے چلے آرہے تھے ۔ جمعہ کی شب تھی اور رات ہو گئی تھی کہ آپ راستہ بھول کر ایک جنگل مین پہونچ گئے رات نہایت تاریک تھی، اور سردی کا موسم بیوی بچے اور سارے گلے کو پریشان کئے ہوئے تھا اِس سنسان بیابان مین کوئی شئے ایسی نظر نہ آتی تھی جس سے موجودہ تکلیف و پریشانی دور ہو سکتی جہان آپ نے منزل کی تھی یہ جگہ گھاٹیون اور پہاڑون مین تھی سردی بلا کی پڑ رہی تھی بادل گھرے ہوئے تھے اور اندھیری کا وہ عالم تھا کہ ہاتھ کو ہاتھ نہین سجھائی دیتا تھا۔ اور چونکہ صفورا حاملہ تھین اور وضع حمل کا زمانہ بہت قریب تھا اِس سبب سے اور زیادہ فکر تھی، آخر سوا اس کے کوئی اور صورت نہین تھی کہ یہین آگ بنائی جائے اور اس کے آگے تاپ تاپ کے صبح کی جائے چنانچہ اِس تاریکی مین آپ تاپنے کے خیال سے آگ بنانے کے لئے چقماق جھاڑنے لگے ۔ لیکن آج کچھ عجیب اتفاق تھا کہ نہ اُس سے چنگاریان جھڑین، اور نہ آگ بن سکی اِسی فکر مین تھے کہ کوہ طور کی جانب سے ایک

[1] کامل ابن اثیر جلد اول تاریخ بنی اسرائیل مطبوعۂ دہلی ۔ ۱۲

چمک آگ کے شعلے کی سی نظر آئی۔ موسیٰؑ نے خوش ہوکر اپنی پیاری بیوی صفورا سے کہا کہ اِس پہاڑ کے داہنی جانب مین نے آگ دیکھی ہی، مین ابھی لاتا ہون، تاکہ تم گرمی حاصل کرسکو۔ اور سردی کی ایذا سے نجات پاؤ تم یہین ٹھیرو اور یہ بھی ممکن ہی کہ کوئی راہ نما وہان مل جائے۔ اگر کوئی راہ بتانے والا نہ ملا تو آگ ہی تمھارے پاس لے آؤن گا موسیٰ علیہ السّلام توکوہ طور پر روانہ ہوئے ادھر صفورا کو دردِ زہ شروع ہوا اور اُس نے موسم سرما مین اور زیادہ دُکھ پہونچایا۔

موسیٰؑ جب پہاڑ پر پہونچے تو آگ کی جگہ نور الٰہی کی تجلّی پائی۔ ادھر نبوت کی سند ملی اللہ تعالیٰ نے آپ سے کلام کیا۔ اور حکم فرمایا کہ تم بنی اسرائیل کی خلاصی اور فرعون کی ہدایت کے لئے فوراً مصر جاؤ اور کچھ خوف نہ کرو ہم تمھارے نگہبان ہین اُدھر موسیٰؑ یہ حکم الٰہی لیکر واپس چلے اِدھر صفورا کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا بعد کو نام الیعذر رکھا گیا۔ موسیٰ علیہ السّلام کوہ طور سے اُترے تو بیوی کے گود مین ایک ننھے بچے کو پایا۔ جس کی ولادت کو چند گھنٹے بھی نہین گذرے تھے نبوت اور پھر بیٹا پاکر دھری خوشی ہوئی۔ صفورا کو سارا قصہ سُناکر آپ فرعون اور بنی اسرائیل کو راہ حق دکھانے کے لئے مصر سدھارے، اور بیوی کو مدین واپس کیا وہ اپنے میکے شعیبؑ کے گھر چلی آئین۔ کیون کہ ایسے موقع پر اُن کا ساتھ رہنا

بہت دشوار تھا اِس نیک بخت بیوی نے بہت خوشی سے موسی علیہ السلام کو
مصر جانے کی اجازت دی۔ اور موسیٰؑ نے صفورا کو خدا کے حوالے کر کے اپنے
وطن کی راہ لی اور اپنے بھائی ہارون کو ساتھ لے کر جو راستے ہی مین مل گئے
اور موسیٰ علیہ السّلام کے منتظر تھے۔ نبوت و رسالت کے فرائض انجام دینے لگے۔
اور صفورا اپنے باپ کے گھر مین بآرام رہا کین۔ اِس کو ایک بڑی مدت گذر گئی۔
کوئی ذریعہ ایسا نہ تھا جس سے میان کو بیوی کا اور بیوی کو میان کا حال احوال
معلوم ہوتا رہتا۔ مدت کے بعد موسیٰؑ بنی اسرائیل کو فرعون کے پنجۂ ظلم سے
چھڑا کر مصر سے نکال لائے اور مختلف مقامات پر ٹھہرتے ہوئے آخر رفیدیم مین
قیام کیا۔ وہان پانی نہ تھا تو بنی اسرائیل موسیٰؑ سے جھگڑنے لگے آخر آپ نے
زمین پر عصا کی ضرب لگائی اور بارہ چشمے پیدا ہو گئے مگر یہان قوم عمالیق جو
عیص بن اسحٰق کی اولاد اور بہت جنگ جو تھی، اِن پر حملہ آور ہوئی اُس نے
چاہا کہ موسیٰؑ اور اُن کے ہمراہیون کو یہان سے بھگا دے لیکن موسیٰ علیہ السّلام
نے بحکم خدا یوشع کو اُن کے مقابلے کے لئے روانہ کیا۔ آخر بنی اسرائیل نے فتح
پائی پھر موسیٰؑ نے وہان ایک قربان گاہ بنائی یہ مقام موسیٰؑ کی سسرال مدین
سے قریب ہی واقع تھا۔ جب آپ کی خبر بزرگوار خسر (شعیبؑ) کو موسیٰؑ کے
کامیابی کے ساتھ واپس آنے اور رفیدیم مین قیام کرنے اور وہان قربان گاہ بنانے
کی خبر ملی تو آپ بھی موسیٰؑ کی بیوی صفورا اور اُن کے دونون بیٹون جیرسوم

اور الیعذر، کو ساتھ لے کر موسیٰ ع کے پاس آئے موسیٰ ع استقبال کو گئے۔ اور شعیب ع نے اُن سے کہا کہ تم قوم بنی اسرائیل مین عدالت کرتے کرتے تھک جاؤ گے لہذا کسی کو اپنا نائب مقرر کرو چنانچہ آپ نے یوشع کو نائب اور اپنے بیٹے الیعذر کو اُن کا وزیر و معاون مقرر کیا اور پھر مختلف مقامات مین بنی اسرائیل کو بحکم خدا لئے پھرے اور دریاے لیرون کے اُس پار ایک سو بیس [۱۲۰] برس کی عمر مین انتقال کیا۔[۵۱]

صفورا کے مزید حالات نہ معلوم ہوسکے کہ وہ موسیٰ ع کی حیات ہی مین وفات پا چکی تھین یا اُن کے بعد بھی زندہ رہین۔ اور یہ کہ اُنھون نے کتنی عمر پائی اور اُن کی زندگی کے اور کارنامے کیا ہین۔ مگر جس قدر واقعات گذر چکے ہین اُن سے یہ ضرور ثابت ہوتا ہی کہ صفورا نہایت عقلمند اور سمجھ دار عورت تھین

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہین تین آدمی افسرالناس گذرے ہین (سب لوگون سے زیادہ تیز فہم) ایک ابوبکر رض جس وقت کہ اُنھون نے عمر رض (کو خلیفہ بنانے) مین فراست کی اور صاحب یوسف (یعنی عزیز مصر) جبکہ اُس نے کہا اکرمی مثواہ عسیٰ ان ینفعنا ترجمہ۔ اسکو اچھی طرح عزت سے رکھ کیا عجب کہ اُس کا وجود ہمارے لئے مفید ہو۔ اور موسیٰ ع کی بیوی جبکہ اُس نے کہا یاابت[۵۲] استاجرہ ان خیر من استاجرت القوی الامین[۱]

---

[۵۱] تاریخ بنی اسرائیل ۱۲ [۵۲] (ترجمہ) اے اباجان انھین آپ اجرت پر رکھ لیجئے کیونکہ آپ کے لئے بہتر، اور قوی، و امین، چاہیئے۔ [۵۳] مرأۃ النسوان صفحہ ۱۳۴ تا ۱۳۵ ۔ ۱۲

اس مین شک نہین کہ صفورا کی نسبت ابن مسعود کی راے بہت درست ہی
صفورا کی دوسری بہن کا جو موسیٰ ؑ کو کوئین پر ملی تھی شرفایا عبدا
نام تھا۔ اس کے علاوہ صفورا کی پانچ بہنین اور تھین جیسا کہ توریت
سے ثابت ہی۔ مگر اُن کا نام نہ معلوم ہو سکا اور نہ اِس تاریخ سے
اُنھین کچھ لگاؤ ہے :۔

الیسبع

(زوجۂ ہارون علیہ السلام)

ہارونؑ[۱] بن عمران موسیٰؑ کے بڑے بھائی تھے اور تمام کامون مین اُن کے شریک رہے۔ اللہ نے اُن کو بھی نبوت و رسالت کا مرتبہ عنایت فرمایا تھا اور چھوٹے بھائی کے لئے قوت بازو بنایا تھا۔ جس وقت موسیٰؑ مدین سے واپس آئے ہین یہ راستہ مین مل گئے تھے اُس وقت سے برابر موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ رہے اِن کی بیوی کا نام الیسبع ہی یہ نخشون کی بہن، عمینا داب کی بیٹی اور اپنے شوہر کی بڑی فرمان بردار تھین مصر ہی کی رہنے والی اور خاندان بنی اضہار سے تھین۔ یہ لوگ وہ تھے جنھون نے ہارونؑ اور موسیٰؑ کا ساتھ دیا تھا۔ اِس خاندان کے لوگ بنی اسرائیل مین بہ زمانۂ موسیٰ علیہ السلام اپنے قبیلہ کے سردار تھے۔ گو فرعون کے عہد مین تمام بنی اسرائیل پر غضب نازل تھا پھر بھی الیسبع کے خاندان کو اپنی قوم مین عزت و ریاست حاصل تھی۔ الیسبع نے عمر بھر اپنے شوہر کا ساتھ دیا اور اللہ نے ہارون کی بیوی ہونے کی جو عزت دی تھی اُس کی قدر کی۔ پھر اللہ نے اولاد کی نعمت بھی عطا فرمائی اور

---

[۱] توریت کتاب خروج باب ۶۔ آیت ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔

چند سال کے اندر اُن کے بطن سے ہارونؑ کے چار بیٹے پیدا ہوے جن کے نام یہ ہین - ندب ، ابیہو ، الیعذر ، اِتمر یہ لڑکے بھی اپنے مان باپ کی طرح سعادت مند تھے - اور ہارون و موسیٰ کے فرمان بردار و مددگار رہے الیعذر نے فوطیئل کی بیٹیون مین سے ایک لڑکی کے ساتھ بیاہ کر لیا تھا اُس سے ایک بیٹا فینحاس پیدا ہوا -

یہ نہ معلوم ہو سکا کہ الیسبع کب تک زندہ رہین اور کہان اُنھون نے وفات پائی اور نہ کسی تاریخ سے یہ پتہ چلتا ہی کہ ہارون کے بعد وہ زندہ تھین یا اُن کی موجودگی ہی مین انتقال کر چکی تھین -

میکل بنت طالوت

(زوجۂ اول داؤد علیہ السلام)

داؤدؑ کی بیوی طالوت بادشاہ بنی اسرائیل کی بیٹی تھین جو شموئیل نبی کے زمانے مین اُنھین کے زیر اثر تھا اور داؤد ایک شخص یشی نامی کے بیٹے تھے جو طالوت کی رعایا مین تھا۔ اُن کے نکاح کا قصہ یہ ہی کہ فلسطیون کا ایک قوی گروہ طالوت سے ہمیشہ برسر پیکار رہا کرتا تھا[1] اور اُن کا سرخیل جالوت تھا جو لڑائی لڑکر طالوت کو شکست دینے کی کوشش مین لگاتار محنت کرتا رہا تھا۔ آخر طالوت نے تنگ آکر بہ مشورت شموئیل نبی اپنی سلطنت کی حدود مین یہ اعلان شائع کیا کہ جو شخص طالوت کو ہلاک کریگا مین اُس کو اپنی بیٹی دون گا۔ اور اپنے ملک مین اُس کی مُہر سے تمام احکام جاری کردن گا۔ طالوت کی دو لڑکیان تھین نہایت حسین وخوبصورت جو اُس کے ملک مین اپنے حسن وجمال کی وجہ سے مشہور تھین۔ بڑی بیٹی کا نام میرب اور چھوٹی کا نام میکل تھا جس قدر لوگ فوج مین تھے سب نے کوشش کی لیکن کوئی کامیاب نہ ہوسکا۔ آخر داؤدؑ نے اس کے لئے خود کو پیش کیا۔ یہ دیکھنے مین سُرخ رنگ، اور

---

[1] توریت کتاب سلاطین اول و دوم ۱۲

خوش چشم تھے۔ مواشی چرایا کرتے تھے اِن کے باپ اِن کو طالوت کی خدمت مین لائے شموئیل نبی نے خدا کے حکم سے اُنھین برکت دی اور داؤدعؑ بغیر تیغ و تفنگ کے میدان جنگ کو روانہ ہوئے۔ جالوت کو حیرت ہوئی کہ یہ مجھ سے کیا لڑے گا۔ اور اُنھین نہایت حقیر سمجھا۔ کیونکہ یہ پستہ قد اور دُبلے پتلے آدمی تھے۔ مگر داودعؑ تین پتھر اپنی خُرجی مین رکھ کرلے گئے تھے اِنھین کو گوپھن مین رکھکر جالوت کو نشانہ بنایا جس کی ضرب سے اُس کی بھون (ابرو) پھٹ گئی اور وہ مرگیا۔ طالوت نے میدان جنگ سے واپس آکر بہت خوشیان منائین اور اِس جرأت کے سبب بنی اسرائیل داؤدعؑ سے بہت محبت کرنے لگے۔ اب داؤدعؑ نے طالوت کی خدمت مین حاضر ہوکر کہا کہ جو وعدہ آپ نے مجھ سے کیا ہے اُسے پورا کیجیے۔ اور مجھے میری بیوی دیجیے۔ مگر اُس کی نیت بدل گئی۔ اُس نے جواب دیا کیا تم بغیر مہر کے بادشاہ کی بیٹی سے نکاح کا ارادہ رکھتے ہو۔ میری لڑکی کا مہر لاؤ۔ اور اپنی حالت اُس کی شان کے موافق بناؤ۔ داؤدعؑ نے کہا پہلے تم نے کوئی شرط نہین لگائی تھی اور میرے پاس کوئی چیز ہی بھی نہین اب تمھین مجھے کچھ مہر کے لئے قرض دو۔ اُس کی ادائی کا بار مجھ پر ہے۔ طالوت نے کہا ملک مین جو تمھارا حصہ ہے وہ مہر قرار دیتا ہون۔ بنی اسرائیل نے کہا داؤدعؑ پر ظلم نہ کیجیے۔ اور جو کچھ اُس سے وعدہ کیا ہے اُسے پورا کیجئے۔ جب طالوت نے بنی اسرائیل کی محبت اور میلان داؤدعؑ کی جانب اور زیادہ دیکھا تو کہا کہ میری لڑکی کو

مال و دولت کی حاجت نہین - اور جس چیز کو تم برداشت نہین کر سکتے اُس کی
تکلیف مین تم کو دینا نہین چاہتا - البتہ تم چونکہ بہادر آدمی ہو - اور ہمارے
پہاڑون مین مشرکین دشمن پناہ گزین ہین جن کی سرکوبی ضروری ہی تم جا کر
اُن سے لڑو جب دو سو آدمی قتل کر کے اُن کے سر میرے پاس لاؤ گے تو
مین اپنی بڑی بیٹی میرب تمھارے ساتھ بیاہ دون گا - اِس حکم سے اُس کا
مقصود صرف یہ تھا کہ داؤدؑ میرے ہاتھ سے نہین بلکہ فلسطیون کے ہاتھ سے
ہلاک ہون - داؤدؑ یہ سنتے ہی جالوت کی لقیہ قوم مین گھُس پڑے اور جس کو
مارتے اُس کا سر بہ حفاظت رکھ لیتے اور ایک ڈورے مین پروتے جاتے - جب
دو سو کھوپریان پرو چکے تب طالوت کے پاس لے کر حاضر ہوئے اور اُن کھوپریون
کو اُس کے سامنے ڈال دیا اور کہا، اب میری بیوی کو میرے حوالے کیجئے - مگر جب
میرب کو داؤدؑ سے بیاہ دینے کا وقت آیا تو وہ مخولاتی عزرئیل سے بیاہ دی گئی -
طالوت کی چھوٹی بیٹی میکل داؤدؑ سے محبت رکھتی تھی - طالوت کو معلوم ہوا تو
اُس نے کہا کہ اچھا ہی فلسطیون کے ہاتھ سے دونون مارے جائین گے - آخر
اُس نے اپنی چھوٹی بیٹی میکل کا عقد داؤدؑ سے کر دیا اور اُن کا حکم ملک مین
جاری کر دیا تب تو رعایائے بنی اسرائیل داؤدؑ کی جانب ور زیادہ مائل ہو گئی -
اور اُن سے بہت محبت کرنے لگی - اس سے طالوت برائے نام بادشاہ رہ گیا -
یہ دیکھ کر اُس کے دل مین حسد کی آگ بھڑکی اور داؤدؑ کو دھوکے سے

قتل کرنے کا ارادہ کر بیٹھا۔ اور اِس فکر مین رہنے لگا کہ کسی اچھی تدبیر سے اُنھین
قتل کر ڈالا جائے یہان تک کہ ایک روز اِسی ارادے سے داؤدؑ کے
مکان مین وہ چلا آیا، لیکن وفادار میکل نے اپنے باپ کے ظالمانہ ارادے
سے وقت سے پہلے آگاہ کر دیا۔ اس کو ایک اور شخص سے اس سازش کا حال
معلوم ہو گیا تھا پھر میکل نے داؤدؑ سے کہا کہ آج رات تم قتل کئے جاؤگے داؤدؑ
نے پوچھا کہ مجھے کون قتل کرے گا میکل نے جواب دیا میرا باپ (احسان فراموش
اور محسن کش باپ) داؤدؑ نے کہا۔ کیا مین نے کوئی جرم کیا ہی۔ میکل بولی
مجھ سے ایک ایسے شخص نے بیان کیا ہی جو جھوٹ نہین بولتا۔ لیکن تم گھبراؤ نہین
مناسب ہی کہ رات کو چھپ جاؤ۔ اور اُس کی سچائی کا انتظار کرو۔ داؤد نے
فرمایا اگر ایسا ہوا تو نکل کر بھاگ بھی نہ سکون گا۔ اچھا تم مجھے ایک شراب کا
مشکیزہ منگوا دو میکل اُسی وقت عزیز شوہر کا حکم بجا لائی۔ داؤدؑ مشکیزہ کو اپنی
جگہ پر لٹا کر اور اُس پر چادر ڈال کر خود تخت کے نیچے چھپ رہے آدھی رات
گذری ہوگی کہ طالوت گھر مین داخل ہوا اور داؤدؑ کے قتل کا ارادہ کیا۔
اپنی لڑکی میکل سے پوچھا کہ تیرا شوہر داؤد کہان ہی میکل نے کہا وہ کیا تخت پر
سو رہے ہین۔ طالوت نے پورے زور کے ساتھ ایک تلوار لگائی تو مشکیزہ پھٹ گیا
اور شراب مشکیزے سے بہ نکلی۔ جب ظالم نے شراب کی بو پائی تو کہا اللہ داؤدؑ
پر رحم کرے۔ شراب پینے والا اُس سے بڑھ کر کوئی نہ ہوگا۔ صبح اُس کو

معلوم ہوا کہ میں اپنے ارادے میں ناکامیاب رہا ہیں نے داؤد کو قتل نہیں کیا
بلکہ شراب کا مشکیزہ پھاڑا ہی۔ تب اُسے اور ندامت ہوئی اور اُس نے اُن کی
گرفتاری اور قتل کے لئے کئی جاسوس مقرر کئے اور خود بھی مدت تک اِس
ٹوہ میں رہا کہ کسی صورت سے داؤدؑ پر قابو حاصل ہو لیکن کسیطرح کامیابی نہ ہوئی۔
آخر وہ ایک عرصے کے بعد تائب ہو کر شموئیل نبی کے حکم سے جہاد میں مصروف
ہو گیا۔ مگر وہ اور اس کے بیٹے مقتول ہوے اور داؤدؑ جالوت کے قتل کے
سات برس بعد روے زمین کے بادشاہ ہو گئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہی "یَا دَاوُدُ اِنَّا
جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْاَرْضِ" ط یہی قصہ شموئیل نبی کی پہلی کتاب میں دوسری
طور پر لکھا ہوا ہی جو درج ذیل ہی[۱] ایک روز داؤدؑ گھر میں بیٹھے تھے کہ طالوت
نے چپکے سے آکر بھالے کا ایک وار کیا مگر داؤدؑ نے وار خالی دیا برچھی دیوار میں
جا گھسی۔ داؤدؑ بھاگ نکلے۔ پھر اُس نے کئی آدمی اس کام پر مقرر کئے۔ مگر جب
آپ رات کو اپنے گھر واپس آئے تو پیاری بیوی میکل نے خبر دی کہ اگر آج رات
تم اپنی جان نہ بچا سکو گے تو کل تک مارے جاؤ گے۔ پھر میکل نے کھڑکی کی راہ
سے داؤدؑ کو اُتار دیا وہ راتوں رات اُس سرزمین سے نکل گئے۔ اور اس طرح
قتل کی سازش سے بچ رہے میکل نے ایک پُتلا بنا کر پلنگ پر لٹکا دیا۔ اور
بکریوں کی کھال تکیے کی جگہ اُس کے سرہانے رکھ کر اوپر سے چادر اُڑھا دی۔

[۱] اور اِس کے بعد تمام واقعات بھی اِسی شموئیل کی اور دوسری کتاب سے ماخوذ ہیں ۱۲

جب طالوت کے بھیجے ہوے جاسوس داؤدؑ کو پکڑنے کے لئے آئے۔ اور داؤدؑ
کو پوچھا تو میکل نے کہا کہ وہ بیمار ہین، اور پلنگ پر لیٹے ہوئے ہین۔ طالوت نے
حکم دیا کہ پلنگ سمیت میرے پاس اُٹھا لاؤ مین خود اُسے قتل کرون گا۔ جاسوسون
نے اندر آکر پلنگ پر دیکھا تو ایک پُتلا پڑا ہوا ہی، اور بکریون کے اُون کا ایک
تکیہ سرہانے دھرا ہی۔ اُنھون نے اپنے بادشاہ کو خبر دی طالوت اپنی
بیٹی پر نہایت درجہ خفا ہوا اور بڑے غصّے سے کہا کہ تو نے مجھ سے یہ دغا کیون کی
کہ میرے دشمن کو گھر سے نکال دیا۔ اور وہ بچ رہا میکل نے جواب دیا اُنھون نے
مجھ سے کہا کہ مجھے نکل جانے دے ورنہ مین تجھ کو مار ڈالون گا۔ مین ڈر کے
مارے کچھ نہ کر سکی۔ داؤدؑ بھاگ کر مقام راما مین شموئیل نبی کے پاس چلے آئے۔
طالوت نے اُن کا پیچھا کیا۔ اور جب اُسے معلوم ہوا کہ وہ راما کی نبوت[^1] مین ہی
تو چند آدمیون کو لے کر یہان آیا۔ داؤدؑ یہان سے بھی بھاگے غرض
مدت تک وہ اِسی طرح مختلف مقامات مین طالوت کے خوف سے بھاگتے، اور
اپنی جان بچاتے رہے۔ اور اِس ضرورت سے رفتہ رفتہ اُنھون نے اپنی
ایک جنگ جو جماعت بنالی۔ اِدھر طالوت نے یہ شرارت کی کہ جب داودؑ
بھاگ گئے تو اُس نے اپنی بیٹی میکل کو جو داؤدؑ کی مہربان اور فرمان بردار بیوی
تھی زبردستی اپنی رعایا مین سے ایک شخص لیس کے بیٹے فلسطی ایل کو دیدی جو

[^1]: سلہ اُردو توریت مین اس طرح یہ لفظ لکھا ہی۔ ۱۲

واقعات گزر چکے ہین اُن سے ظاہر ہی کہ میکل خود کبھی اس بات پر راضی نہ تھی۔ بلکہ داؤدعہ کی جدائی اُس کو بہت شاق ہو گی، اور اُس کو بے حد صدمہ ہو گا اور یہان بڑی مجبوری اور بےبسی کی حالت مین رہتی ہو گی اِس مدت مین طالوت اور طالوت کے مرنے کے بعد اُس کے خاندان سے داؤدعہ کی باہمی جنگ برابر ہوتی رہی لیکن داؤدعہ روز بروز زور پکڑتے گئے اور طالوت کے خاندان کی قوت گھٹتی گئی۔ یہان تک کہ وہ بالکل عاجز ہو گئے طالوت کے بعد اُس کے سپہ سالار ابنیر نے اُس کے بیٹے اشیومت کو بادشاہ بنا دیا تھا لیکن داؤدعہ سے وہ بھی برابر شکست کھاتا رہا۔ تب ابنیر نے داؤدعہ کے پاس قاصد روانہ کئے کہ آپ میرے ساتھ عہد کر لیجئے ملک آپ کا ہو گا اور مین آپ کے لئے قوت بازو کا کام دونگا۔ اور سارے بنی اسرائیل کو آپ کی جانب متوجہ کر دون گا داؤدعہ نے کہلا بھیجا کہ مجھے منظور ہی لیکن یہ شرط ہی کہ تم مجھ سے ملنے آؤ تو طالوت کی بیٹی میکل کو بھی ضرور ساتھ لاؤ ادھر داؤد نے اشیومت کی خدمت مین قاصد بھیجا کہ میری بیوی میکل کو جسے مین نے فلسطیون کے دوسو سرون کے بدلے مین پایا ہی میرے حوالے کر اشیومت نے اُسی وقت چند لوگ بھیج کر فلسطی ایل بن لیس سے میکل کو چھنوا منگوایا۔ مگر اُس کے جدید شوہر کو میکل کی جدائی گوارا نہ تھی وہ اُس کے پیچھے پیچھے بحوریم تک روتا ہوا آیا تب ابنیر نے اُس سے کہا کہ تو واپس چلا جا تیری کوئی کوشش نہین چلے گی آخر وہ مایوس ہو کر واپس چلا آیا

اور میکل داؤدؑ کی خدمت مین رہنے لگی اسکے لیے اس سے بڑھ کر اور کیا خوشی ہوسکتی تھی کہ اُس کا بہادر شوہر تمام سرزمین بنی اسرائیل کا بادشاہ تھا۔ اور یہ ایک خوش نصیب ملکہ کی حیثیت سے اُن کے محل مین بسر کرتی تھی۔ تھوڑے دن کے بعد ابنیر اور اشبوست ایک سازش مین رعایا کے ہاتھ سے قتل ہوگئے۔ داؤدؑ کو رنج بھی ہوا۔ مگر اب وہ خود مختار بادشاہ ہوگئے۔ اور یہ سلطنت جس وقت اُن کو ملی ہی وہ تیس[۳۰] برس کے تھے۔ اُنھون نے چالیس[۴۰] سال سلطنت کی۔ حبسرون مین سات برس چھ مہینے یہوداہ اور یروشلم مین سارے بنی اسرائیل و یہوداہ پر تینتیس[۳۳] برس۔ اب فلسطیون نے جو سُنا کہ داؤدؑ سارے بنی اسرائیل کا بادشاہ ہوگیا ہی تو وہ بڑی جمعیت کے ساتھ چڑھ آئے اور رفائیون کے نشیب مین پھیل گئے۔ داؤدؑ نے بھی تیس ہزار اسرائیلی نوجوان چُنے ہوئے جمع کر کے پیچھے سے اُن پر حملہ کیا اور گھیر کر خوب مارا اور خوب مالِ غنیمت لوٹ کر پلٹے۔ اِس فتح کی اُن کو بے حد مسرت ہوئی یہ لوگ شادیانے بجاتے اور خوشیان سناتے چلے آرہے تھے۔ جب داؤدؑ فاتحانہ شہر مین داخل ہوئے تو اُن کی بیوی میکل کھڑکی سے دیکھ رہی تھی اُس نے دیکھا کہ داؤدؑ بادشاہ (اپنے خداوند کے آگے ناچتا، اُچھلتا، کودتا، (اظہار مسرت کرتا) چلا آرہا ہی۔ داؤدؑ کی یہ حرکت اِس کے دل مین نہایت حقیر معلوم ہوئی اب داؤدؑ نے اپنے شہر مین پُہنچکر قربانیان کین اور خدا کا

شکر بجالائے۔ اور جب اپنے گھرانے کو برکت دینے کے لئے محل کے اندر آئے تو میکل اُن کے استقبال کو آگے نکلی اور بولی کہ بنی اسرائیل کا بادشاہ آج کیسا شاندار معلوم ہوتا ہی تعجب ہی کہ اُس نے اپنے ملازمون کی لونڈیون کے آگے ایسی خفیف حرکتین کین جیسے ادنیٰ درجے کے لوگ کرتے ہین داودؑ نے کہا یہ اُس رب کے سامنے جس نے تیرے سارے گھرانے، اور تیرے باپ کے مقابلے مین مجھے پسند کیا، اور مجھے قوم بنی اسرائیل کا حاکم بنایا۔ مین تو خدا کے آگے خوب ناچون گا۔ بلکہ اس سے زیادہ ذلیل بنون گا۔ اور اپنی نظر مین اپنے نفس کو اس سے زائد کمینہ بناؤن گا مگر جن لونڈیون کا ذکر تو نے کیا اُن کے آگے باعزت وشان دار ہی بنا رہون گا۔ اُس روز سے وہ اپنے شوہر اور خدا کے آگے ذلیل ہوگئی۔ اور اِس شامتِ اعمال کا یہ نتیجہ ہوا کہ مرتے دم تک اُس کے بطن سے داودؑ کی کوئی اولاد نہین ہوئی۔ اولاد کا ہونا بھی دراصل ایک بڑی نعمت ہی۔ محروم اور اپنی ہمعصر سوتون کی نظرون مین حقیر ہونا ہی۔

ابی جیل[1]

(اخنوعم و محلہ و ابی طال و حجیت و عجلہ زوجہائے داؤد علیہ السّلام)

یہ تو تم پڑھ چکے ہو کہ طالوت کے خوف سے داؤد ع اِدھر اُدھر پھرتے رہتے تھے۔ اور جب تک کہ اللہ نے اُن کو حکومت اور نبوت نہیں دی اُس وقت تک وہ اِس سرگردانی مین رہے۔ لیکن شموئیل نبی اُن کے حامی تھے اور جب آپ الیسع بن اخطوب نبی کے قیام گاہ پر پہونچے ہین اور اُن سے اپنی مجبوریان بیان کی ہین تو وہ بھی اِن کے طرفدار و مددگار ہو گئے تھے ان کے سوا اور بھی کئی سو نوجوان بہادرون کی ایک جماعت اُن کی ماتحت ہوگئی جو ہر وقت اُن کے ہمرکاب اور اُن کی امداد کے لئے سرفروشی کے لئے تیار تھی۔ یہ سب بڑے بہادر اور جنگ جو تھے جہان گئے کچھ نہ کچھ جنگ کا سامنا ہوا مگر اللہ نے داؤد ع اور اُن کی جماعت ہی کو سربلند کیا اِس عرصہ مین شموئیل نبی کا جو داؤد ع کے بڑے حامی تھے انتقال ہو گیا بنی اسرائیل ان پر بہت روئے اور راما مین اُن کے گھر ہی مین انھین دفن کیا۔ وہان سے داؤد ع چل کر دشت فاران مین اُترے

---

[1] بعض مورخین نے ابی غائل نام لکھا ہی۔ ۱۲

اِس سرزمین مین بمقام معون ایک شخص رہتا تھا جس کا مقام کرمل مین بہت کاروبار تھا اور یہ بڑا مالدار اور تین ہزار بھیڑون اور ایک ہزار بکریون کا مالک تھا اسکا نام نابال ور اُس کی بیوی کا نام ابی جیل تھا۔ یہ عورت بہت اچھی، سمجھدار اور خوش رو تھی، اس کا حسن صورت، اور حسن سیرت اِس قابل تھا کہ ابی جیل کی بہت قدر کی جاتی اور وہ عزت سے رکھی جاتی۔ لیکن نابال بڑا سنگ دل اور بدکار تھا اور یہ کالب کے خاندان سے تھا۔ اُس نے کبھی ابی جیل کا دل خوش نہین رکھا پھر بھی وہ اُس کی خیر خواہ ہی رہی۔

داؤدعہ نے بیابان فاران سے دس جوانون کو کرمل روانہ کیا اور کہا کہ تم نابال کو میرا اسلام پہونچاکر کہنا کہ آپ کے چرواہے اور گلّے دشت مین ہمارے ساتھ تھے ہم نے اُن کو کچھ نقصان نہین پہونچایا لہذا جو کچھ بھی ہوسکے مہربانی فرماکر اپنے خادمون اور اپنے بیٹے داؤدعہ کو عطا کیجیے۔ مگر نابال نے اس کے جواب مین بہت ہی بے التفاتی برتی اور کہا کہ داؤدعہ یشی کا بیٹا کون ہے بہت سے نوکر چاکر اپنے آقاؤن سے بگاڑ کر کے بھاگ جاتے ہین کیا ہم اپنا روٹی پانی اور ذبیحے اُس کو بلا وجہ دے دین جسے ہم نہین جانتے کہ کون ہے اور اُس کے ساتھی کون لوگ ہین:۔

یہ دسون جوان ناکام واپس آئے۔ داؤدعہ نے نابال کا پیغام

سن کر حکم دیا کہ سب اپنی اپنی تلوارین باندھ کر تیار ہو جاؤ اور داؤد نے بھی اپنی تلوار
زیب کمر کی چنانچہ چار سو جوان چلے اور دو سو جوان اسباب کے پاس ٹھیرے رہے۔
اِن جوانون مین ناباؔل کے گلّہ بان بھی تھے اِنھین گلّہ بانون مین سے ایک نے
ابی جیل سے جھٹ جا کر اطلاع دی کہ داؤد نے ہمارے آقا کے پاس مبارک باد کے
لئے قاصد بھیجے تھے تو وہ جھنجھلایا اور سخت کلامی کی حالانکہ اُن لوگون نے ہمارے
ساتھ بھلائی کی کہ کسی طرح کا ہم کو نقصان نہین پہونچایا۔ جب تک ہم ان سے
ملے رہے ہماری کوئی شے گم نہین ہوئی۔ اب تم سوچ سمجھ لو کہ کیا کرو گی۔ ہمارے
آقا اور اُس کے سارے گھر پر بلا نازل ہونے والی ہی داؤد علیہ السّلام ایسا
شخص ہی کہ کوئی اُس کے سامنے بات نہین کر سکتا۔ اور جو وہ چاہتا ہی کر کے
چھوڑتا ہی ابی جیل جلدی سے اُٹھی اور دو سو روٹیون کے پارچے اور دو شراب کے
مشکیزے اور پانچ بھیڑین پکی ہوئی تیار اور پانچ پیمانے بھنے ہوئے غلّے
کے اور ایک سو خوشے کشمش کے اور دو سو ٹکیان انجیر کی ساتھ لین اور اُن سب
چیزون کو گدھے پر لاد کر اپنے نوکرون سے کہا کہ مجھ سے آگے روانہ ہو۔ مین بھی
تمھارے ہی پیچھے آتی ہون اُس نے اپنے شوہر ناباؔل کو کچھ اِس واقعہ کی خبر
نہین کی۔ اور جیسے ہی یہ خچر پر سوار ہو کر پہاڑ کی آڑ سے نشیب مین اُتری ویسے ہی
داؤد اور ساتھ کے سب آدمی بھی استقبال کو بڑھے اور اُس سے ملاقات
کے لئے پیش قدمی کی۔

داؤد نے کہا کہ جو کچھ اِس بیابان مین ہی ہم نے بے فائدہ اس کی نگہبانی کی کہ کوئی شئے اِس مین سے نہ کھونے پائی مگر اُس نے نیکی کے بدلے، بدی کی، صبح کی روشنی پھیلنے تک اگر مین ایک جاندار کو بھی چھوڑ دون تو خدا داؤد کے دشمنون کے ساتھ بھی ایسا ہی کرے بلکہ اِس سے زیادہ ابی جیل بڑی عجلت کے ساتھ خچر پر سے اُتر کر داؤد کے آگے اوندھی گر پڑی اور زمین پر پیشانی رکھدی اور پھر داؤد علیہ السّلام کے پاؤن پر گر پڑی اور کہا کہ میرے آقا صرف مجھ پر یہ گناہ رکھئے اور اجازت دیجئے کہ آپ کی لونڈی آپ کے کانون مین کچھ کہنا چاہتی ہی۔ براہ کرم اُس کی عرض سنئے۔ امیرے آقا آپ اِس نالائق مرد کی باتون سے دل گرفتہ نہ ہون۔ اِس نابال کی باتون پر نہ جائیے کیونکہ جیسا اُس کا نام ہی ایسا ہی وہ ہی نابال (احمق) اُس کا نام ہی ہی۔ مین نے آپ کے جوانون کو نہین دیکھا تھا ورنہ اِس کی نوبت ہی نہ آتی۔ اب یہ ہدیہ جو آپ کی لونڈی لے کر آئی ہی اِسے قبول فرمائیے کہ جو جوان حضور کے ساتھ ہین اُن کو بانٹ دیا جائے۔ اور اِس لونڈی کا گناہ معاف فرمایا جائے۔ خدا آپ کا معین و مددگار ہی اور رہے گا مین چاہتی ہون کہ جس وقت خدا حضور کو بنی اسرائیل کا سردار کرے اور میرے آقا پر مہربان ہو تو اپنی کنیز کو ضرور یاد فرمائے گا۔

داؤد علیہ السلام نے ابی جیل سے کہا کہ بنی اسرائیل کا خدا مبارک و مہربان ہی جس نے تجھے میرے استقبال کے لیئے بھیجا۔ تیری عقل بہت اچھی ہی اور تو خود

بہت مبارک ہو کہ مجھے خونریزی اور انتقام لینے سے بچا لیا۔ اگر تو جلدی نہ کرتی تو صبح تک ناباؔل کا ایک جانور بھی باقی نہ رہتا۔

داؤد علیہ السّلام نے یہ کہکر ہدیہ قبول کیا اور کہا کہ اچھا اب تم جاؤ۔ ابی جیلؔ جب گھر آئی تو دیکھا ناباؔل شراب کے نشے مین بدمست ہو رہا ہی۔ اور اپنے آپے مین نہین ہی یہ دیکھکر ابی جیلؔ نے اُس سے کچھ نہین کہا چپکی جاکر سو رہی جب صبح ہوئی اور ناباؔل کا نشہ ہرن ہوا تب اُس کی جورو نے اُس سے سب حوال کہا۔ یہ حالات سن کر اُس کا سخت دل، مردہ ہوگیا اور وہ بت کی طرح خاموش بیٹھا رہا اور اُس دن سے وہ بہت غمگین رہنے لگا اِس قدر کہ دس روز کے بعد ہی مرگیا۔ جب داؤ علیہ السّلام نے سنا کہ ناباؔل مرگیا تو خدا کا شکریہ ادا کیا کہ اُس نے داؤدؑ کی جو ذلت کی تھی اُس کا بدلہ لے لیا اور اُس کی شرارت کا مزا جلد چکھا دیا:۔

پھر داؤدؑ نے ابی جیلؔ کو پیغام بھیجا کہ وہ زوجیت مین آجائے جب داؤدؑ کے خادم مقام کرمل مین ابی جیلؔ کے پاس آئے اور اُنھون نے کہا داؤدؑ نے ہمین تمھارے پاس اس لئے بھیجا ہی کہ ہم تم کو اُس کی بیوی بنانے کے لئے لے چلین امید ہی کہ تم کو بھی یہ نسبت بخوشی منظور ہوگی۔

یہ سُن کر ابی جیلؔ اُٹھ کر زمین پر مُنھ کے بھل گر پڑی اور خدا کا سجدۂ شکر ادا کیا۔ اور اُٹھ کر بولی کہ یہ لونڈی اپنے آقا کے غلامون کے پاؤن

دھونے کے لئے حاضر ہی پھر ابی جیل جلدی سے ایک خچر پر سوار ہوئی۔ اور پانچ اور نوجوان لڑکیون کو ساتھ لیا جو اُس کے جلو مین تھین اب یہ داؤد ع کے پیامیون کے ساتھ روانہ ہوئی۔ اور داؤد کی خدمت مین پہونچی اِس وقت وہ اپنی خوش قسمتی پر بہت نازان تھی۔ داؤد ع نے اُسی وقت اپنی بیوی بنالیا اور آگے روانہ ہوکر سرزمین یزرعیل مین اپنے لشکر سمیت داخل ہوئے۔

پھر داؤد ع نے سرزمین یزرعیل کی ایک عورت سے نکاح کیا جس کا نام اخنوعم تھا۔ اب داؤد ع اپنی دونون بیویون کو لے کر روانہ ہو گئے۔ طالوت اس وقت تک داؤد علیہ السّلام کے ٹوہ مین تھا۔

اور کہین کہین دونون کی مڈبھیڑ بھی ہو جاتی تھی مگر طالوت کا کوئی داؤ نہ چلتا تھا۔ ہان ایسا کئی بار ہوا کہ داؤد ع نے طالوت کو اپنے قابو مین پایا اور چاہتے تو اُس کو قتل کر دیتے مگر ہر بار چھوڑ چھوڑ دیا اور آپ بچ نکلے آخر داؤد علیہ السلام نے اپنے دل مین سوچا کہ مین ایک نہ ایک دن طالوت کے ہاتھ سے ہلاک ہوجاؤن گا۔ پس میرے لئے اس سے بہتر کوئی بات نہین کہ فلسطون کی زمین مین جارہون تاکہ طالوت مجھ سے ناامید ہوکر بنی اسرائیل کی حدود مین پھر مجھے نہ پائے۔ اس طرح اِس کے ہاتھ سے مجھے نجات مل جائے گی۔ تب داؤد علیہ السّلام اپنی دونون بیبیون خنوعم۔ اور ابی جیل کو لے کر

بادشاہ معوق کے بیٹے اخیش کی پناہ مین چلے آئے اِن کے ہمراہی بھی بال بچون سمیت سب ساتھ تھے۔ اخیش کا قیام مقام جات مین تھا ساول (طالوت) کو جب معلوم ہوا کہ داؤد علیہ السّلام جات مین بھاگ کر جا رہے ہے تو پھر یہ بھی بیٹھ رہا۔ داؤد علیہ السلام نے اخیش سے کہا کہ مجھے از راہ کرم اپنی مملکت مین کوئی ایسی جگہ دیجئے کہ مین وہان جا کر بسون۔ اخیش نے شہر صقلاج دیدیا چنانچہ وہان ایک سال چار ماہ داؤد علیہ السّلام اور اُن کے لشکر کا قیام رہا۔ یہان سے داؤد علیہ السّلام اور اُن کے ساتھیون نے جشوریون، جزریون، اور عمالیقیون، پر حملہ کیا یہ لوگ صور کی راہ سے مصر کے سوانے تک اِس سرزمین پر قدیم سے بستے تھے۔ اب داؤد علیہ السلام نے اس سرزمین کو خراب کیا اور کسی مرد و عورت کو زندہ نہ چھوڑا صرف جشور کے بادشاہ تلمی کی بیٹی کو اپنی زوجیت مین لے لیا۔ اور خوب مال غنیمت لیکر صقلاج مین واپس چلے آئے۔ اِس کے چند روز بعد ہی فلسطیون نے اپنے لشکر بنی اسرائیل سے جنگ کرنے کے لئے جمع کئے۔ اخیش سے داؤد علیہ السّلام نے کہا کہ بنی اسرائیل کے مقابلے مین تم کو بھی میرے ساتھ جنگ مین شریک ہونا پڑے گا۔ داؤد ع نے اِسے بخوشی منظور کر لیا۔

چنانچہ فلسطیون کے لشکر افیق مین جمع ہوئے اور بنی اسرائیل یزرعیل کی سرزمین مین ایک چشمے پر ٹھہرے مگر جب فلسطیون کے سردارون نے

داؤد علیہ السلام اور اُن کے لشکر کو اکیش کے ساتھ دیکھا تو یہ انھین ناگوار ہوا
اور اُنھون نے کہا کہ اِن عبرانیون کا یہان کیا کام ایسا نہ ہو کہ جنگ کے وقت
وہ ہم سے دشمنی کرین تب اکیش نے داؤدؑ کو بُلا کر کہا کہ ہمارے امرا آپ
لوگون سے راضی نہین ہین آپ اپنی قیام گاہ کو واپس جائیے تاکہ یہ لوگ
اور زیادہ ناراض نہ ہون۔ مناسب ہے کہ صبح ہوتے ہوتے اپنی ساری جماعت
کے ساتھ تم یہان سے روانہ ہو۔ اور اپنے مقام پر پہونچ جاؤ۔ چنانچہ داؤدؑ
واپس روانہ ہو گئے۔ لیکن جب تیسرے دن صقلاج مین پہونچے تو دیکھا کہ عمالیقی
جنوب کی جانب سے صقلاج پر چڑھ آئے اور اُسے آگ سے جلا دیا تمام
عورتون کو گرفتار کر کے لے گئے۔ مگر کسی کو قتل نہین کیا۔ اِن قیدیون مین داؤدؑ
کی دونون بی بیان خنوعم اور ابی جیل بھی اسیر ہو گئی تھین۔ داؤد علیہ السلام
بہت پریشان تھے اور ایک نئی مصیبت یہ پیش آئی کہ سب لوگون نے یہ
ارادہ کر لیا کہ یہ آفت داؤدؑ کی وجہ سے آئی ہے لہذا اس پر پتھراؤ کرین لیکن
داؤدؑ نے سب کو تسلی دی اور السیع (اضیملک) کے بیٹے اور ابی آتھر کاہن
کی رائے سے اور ایک عمالیقی کی مدد سے اپنی جماعت کو لیکر ان پر ٹوٹ پڑے
اور صبح سے شام تک اُن کو قتل کیا صرف چار سو آدمی بچکر بھاگ نکلے اس طرح
داؤد علیہ السلام نے اپنی تمام عورتون اور اسباب کو واپس چھین لیا۔ ان کی
کوئی شئے تلف نہ ہونے پائی۔ اپنی دونون بیویون کو بھی چھڑا لیا اور سب

بال بچون کو بھی وہان سے پلٹ کر صقلاج مین چند روز آرام کیا۔ پھر وہان سے روانہ ہوکر داؤدؑ یہوداہ کی بستیون مین چڑھ آئے اور جسرون مین آئے تو دونون بیویان ابی جیل اور اخنوعم بھی ساتھ تھین سب ہمراہیون کے بیوی بچے بھی ساتھ تھے۔ یہوداہ کے لوگون نے ان سب کی بڑی آؤبھگت کی۔ اور داؤد علیہ السلام کو اپنے گھرانے کا بادشاہ بنایا اور ان کو سادل (طالوت) کے مرجانے کی خبر دی۔ جسرون مین داؤد علیہ السلام کے گھر مین کئی بیٹے پیدا ہوئے پہلوٹھے بیٹے کا نام جو خنوعم یزرعیل کے بطن سے پیدا ہوا تھا امنون رکھا دوسرے بیٹے کا نام جو ابی جیل کے پیٹ سے ہوا کیلاب تھا تیسرا بیٹا اسلوم تھا جو تلمی بادشاہ جسور کی بیٹی محکہ کے پیٹ سے تھا۔ اور چوتھے کا نام اودنیاہ اور اُس کی مان کا نام حجیت تہا۔ پانچوین بیٹے کا نام سفطیا اور اسکی مان کا نام ابی طال تھا اور چھٹی کا نام شرعام۔ یہ عجلۃ کے بطن سے پیدا ہوا تھا۔

مگر یہ نہ معلوم ہوا کہ حجیت اور ابی طال ور عجلۃ کو داؤد علیہ السلام کب اپنی زوجیت مین لائے اور یہ کہان کی رہنے والی تھین۔ غالب گمان یہ ہی کہ یہ عورتین جسرون ہی کی ہون گی جن کو یہان آپ کی زوجیت مین آنے کی عزت حاصل ہوئی۔

اس[1] کے بعد بنی اسرائیل کے سب فرقون کے سردار جبعرن مین داؤد علیہ السلام

[1] یہ واقعات زیادہ تر توریت سے ماخوذ ہین۔ مؤلف

کے پاس آئے اور سب نے عہد کر کے اُنھین اپنا بادشاہ بنایا اور اُن کو یروشلم لے گئے داؤد علیہ السلام نے جسرون سے یروشلم مین آکر اور حرمین اور لونڈیان کین اور اُن سے داؤد علیہ السلام کے اور بیٹا بیٹی پیدا ہوئے۔ بیٹون کے نام یہ ہین یغموع۔ سوباب، تاثن، سلیمان، بہار، الیموع، نفج، بفیج، الیسع، الیداع، الیفط، یہ کُل گیارہ بیٹے ہوئے:-

بتشبع

(زوجۂ داؤد علیہ السلام)

بتشبع[1] داؤد کی اُن حرموں مین سے ہے جو آپ نے جرون سے یروشلم مین آکر کی تھین - اور تم پڑھ چکے ہو کہ یروشلم مین اُن کی جو اولاد ہوئی ہے اُس مین سلیمان کا نام بھی تھا بتشبع ہی سلیمان کی خوش قسمت ماں ہے جس کے شوہر اور بیٹے دونوں کو اللہ کی مہربانی سے تمام دنیا کی حکومت اور نبوت عطا ہوئی - ایک عورت کے لیے اس سے بڑھ کر اور کیا مسرت اور عزت کی بات ہو سکتی ہے - یہ پہلے ایک غریب سپاہی کی بیوی تھی - اُس کے باپ کا نام العام اور شوہر کا نام اوریا تھا یہ شخص دار الخلافت کے حکم سے اکثر لڑائیون مین مصروف رہا کرتا تھا - قسمت کی بات کہ آخر اُس کا شوہر ایک جنگ مین مارا گیا - اُس کے بعد اللہ نے یہ اعزاز اور مرتبہ دیا کہ وہ داؤد کی نہایت چہیتی اور پیاری بیوی ہوئی بتشبع نہایت خوبصورت و حسین عورت تھی اور جس قدر جمیلہ تھی اُتنی ہی عقیلہ بھی تھی اُس کا مکان بادشاہ داؤد کے محل کے پاس تھا تھوڑے

[1] مورخین نے ان کا نام تین طریقوں سے لکھا ہے - بتشبع - باتشبا - بنت سبع - ۱۲

دن کے بعد بنی عمون کے مقابلے مین یوآب سپہ سالار کے زیر کمان
شاہی فوج بھیجی گئی۔ اُس مین اوریا بھی تھا۔ یہ بڑی بہادری سے لڑتا رہا
مگر قضا آچکی تھی خود کئی ایک کو مار کر موت کا نشانہ بنا اور میدان جنگ سے
خبر آئی کہ اوریا شہید ہوگیا۔ بتشبع کو اپنے شوہر کی وفات کا حال سُن کر
بے حد رنج و صدمہ تھا۔ اس نے کئی دن سوگ منایا۔ داؤد نے اُس کو بلا کر
بہت ہمدردی سے تسکین و تشفی دی اور جب سوگ کے دن پورے ہو چکے
تو نکاح کا پیام دیا جو بتشبع نے منظور کیا اور یہ خوش خوش داؤد کی حرمون مین
شامل ہوگئی۔ تھوڑے عرصے کے بعد اس کے بطن سے داؤد کا ایک بیٹا پیدا
ہوا جس سے آپ کو بہت محبت تھی لیکن وہ سخت بیمار پڑا کہ داؤد نے اُس کے
لیے دعائین مانگین آخر ساتوین دن وہ لڑکا مرگیا داؤد علیہ السلام نے خود بھی
صبر کیا اور اپنی عزیز بیوی بتشبع کو بھی بہت دلاسا دیا اور سمجھایا۔ اس کے چند
سال بعد پھر اُن کے یہان ایک لڑکا پیدا ہوا جس سے مان کو بہت محبت تھی
چنانچہ اُس کا نام اُس نے سلیمان رکھا یہ بچہ باپ کا بھی پیارا ہوا اور ناتن نبی
نے آکر خوشخبری سنائی کہ سلیمان کو اللہ بھی بہت محبوب رکھتا ہے اللہ نے
اس کا نام یدیدیاہ یعنی محبوب خدا تجویز کیا ہے۔ داؤد کو اس بیوی سے محبت
تھی وہ اس کی دلدہی مین کوئی کسر نہین اُٹھا رکھتے تھے۔ وہ سب حرمون
مین بہتر اور داؤد کی بہت پیاری تھی اس سبب سے داؤد اس کے بیٹے

سلیمان کو بھی حد درجہ پیار کرتے اور چاہتے تھے یہان تک کہ بتشبع نے ایک روز اُن سے وعدہ لے لیا کہ میرے بعد تیرا بیٹا سلیمان ہی تخت و تاج کا مالک اور بنی اسرائیل کا بادشاہ ہوگا - مین اپنے سامنے ہی اُس کی صدر نشینی اور باقاعدہ ولیعہدی کا انتظام کر دون گا - یہ وعدہ بتشبع کے لیے بڑی مسرتون اور آیندہ کی خوش قسمیتون کا ایک مشغلہ تھا -

داؤد علیہ السلام جب بوڑھے ہو گئے تو بعض خیر خواہون کی راے ہوئی کہ ایک کنواری عورت تلاش کی جاے - جو ہر وقت بادشاہ کی خدمت مین رہے چنانچہ تمام بنی اسرائیل کی مملکت مین ایک جوان خوبصورت عورت دستیاب ہوئی جس کا نام شوئمنت ابی شاگ تھا - یہ نوجوان اور جمیل و شکیل عورت بادشاہ کی خبر گیری و خدمت پر مقرر ہوئی - جب داؤد کی یہ حالت دیکھی تو آپ کے بیٹے ادونیاہ نے جو بہت خوب صورت آدمی تھا علم بغاوت بلند کیا اور اپنے کو بادشاہ مشہور کر کے تمام مملکت مین سربلند ہونا چاہا اُس نے اپنی سواری کے لیے ایک عمدہ گاڑی تیار کی اور پچاس آدمی خاص اپنی اردلی کے لیے مقرر کیے - یہ داؤد کی زوجہ حجیت کے بطن سے تھا اور ابی سلوم کے بعد پیدا ہوا تھا -

جب اُس نے یہ کوشش کی ہے تو ایک بڑی با اثر جماعت بھی اُس کی طرفدار ہو گئی تھی -

یہان تک کہ یوآب اور ابی یاتر کاہن وغیرہ بھی اُس سے سازباز رکھتے تھے لیکن ناتن نبی اور صدوق کاہن اور داؤد کے بہادر و قدیم رفیقون نے اُس کا ساتھ نہ دیا بلکہ یہ لوگ سلیمان کے لیے تخت و حکومت کے خواستگار ہوے۔ ایک دفعہ ادونیاہ نے خوب قربانیان کین اور اپنے سب بھائیون اور خاندان یہوداہ کے لوگون کی جو شاہی ملازم تھے دعوتین کین لیکن نبایاہ کاہن اور ناتن نبی اور سلیمان اور داؤد کے بہادر رفیقون کو نہ بلایا یہ ایک اہم واقعہ تھا جس سے غفلت کرنے کی صورت مین بہت سی خرابیون کے پیدا ہوجانے کا اندیشہ تھا۔ آخر ناتن نبی نے سلیمان کی مان کو جو خود بھی بڑی عقلمند اور سمجھدار عورت تھی ادبھارا اور کہا کہ تمھین معلوم نہین کہ حجیت کا بیٹا ادونیاہ سلطنت کا دعویدار بنا ہے اور بادشاہی کر رہا ہے۔ اور داؤد کو کچھ بھی خبر نہین۔ تم اگر اپنی اور اپنے بیٹے سلیمان کی جان بچانا چاہتی ہو تو ہمت کر کے بادشاہ سلامت کے حضور مین جاؤ اور اُس سے کہو کہ اے میرے آقا میرے بادشاہ کیا آپ نے اپنی لونڈی سے قسم کھا کر یہ وعدہ نہین کیا تھا کہ میرے بعد تیرا بیٹا سلیمان سلطنت کریگا اور وہی تخت پر بیٹھے گا۔ لیکن اب صورت حال یہ ہے کہ ادونیاہ سلطنت کر رہا ہے۔ حضور کو اپنا وعدہ شاید یاد نہین رہا ہوگا۔ جس وقت تم بادشاہ سے گفتگو کروگی تو مین بھی پیچھے سے آپہونچون گا اور تمھاری تائید کرون گا عقلمند بتشبع نے بڑی ہمت اور

جرأت سے کام لیا اور وہ اسی وقت تیار ہوکر داؤد ایسے بارعب فرمان روا کے حضور مین پہونچی شونمنت ابی شاگ بادشاہ کی خدمت گزار حاضر تھی اور کوئی نہ تھا۔ بتشبع نے آگے بڑھ کر ایک تعظیمی سجدہ کیا۔ بادشاہ نے ارشاد فرمایا اُٹھ اور کہہ کیا چاہتی ہے۔ تب اُس نے بڑی خوبی اور فصاحت سے بادشاہ کو وعدہ یاد دلایا اور ادونیاہ کی دعوت عام اور ناتن نبی و سلیمان کو نہ بلانے کا سارا قصہ بھی خوش اسلوبی کے ساتھ بیان کیا۔ اُس نے یہ بھی بیان کیا کہ سارے بنی اسرائیل کی نگاہین حضور کے ارشاد کی منتظر ہین ایسا نہو کہ حضور کے بعد یہ لونڈی اور سلیمان اور زیادہ آفت مین مبتلا کیے جائین اور قصوروار قرار دیے جائین۔

اتنے مین ناتن نبی بھی آپہونچے بادشاہ کو خبر دی گئی اُن کو بھی اندر آنے کا حکم ہوا۔ بتشبع اُسی وقت چپکے سے وہان سے کھسک گئی اُنھون نے بھی آتے ہی اُس کی باتون کی تصدیق کی اور کہا کہ میرے آقا یہ جو کچھ کہ ادونیاہ کر رہا ہے۔ حضور کے حکم و ارشاد سے یا محض اپنی خوشی اور سرکشی سے۔ اب وقت آگیا ہے کہ آپ اپنے قسمیہ وعدے کو پورا کرین بادشاہ نے پھر بتشبع کو یاد فرمایا وہ اُسی وقت حاضر ہوئی اور ادب سے داؤد کے سامنے کھڑی ہوگئی۔

داؤد بادشاہ نے کہا مین خدا کی قسم کھا کر کہتا ہون کہ یقیناً تیرا بیٹا سلیمان

ہی میرے بعد بادشاہ ہوگا اور تخت پر بیٹھے گا اور مین آج ہی اُس کا
انتظام کیے دیتا ہون - یہ سنتے ہی وہ مُنہ کے بھل زمین پر گر پڑی اور شکریہ
کے طور پر اُس نے اپنی پیشانی زمین پر رکھ دی - پھر اُٹھ کر بولی یا اللہ میرا
بادشاہ میرا آقا داؤد ہمیشہ زندہ رہے - اب سلیمانؑ کو صدر نشین کرنے کی
کارروائی شروع ہوئی - داؤد نے ناتن نبی اور بنایا اور صدوق کاہن کو
مخاطب کر کے فرمایا کہ آپ لوگ اسی وقت ہمارے ملازمون کو ساتھ لیجیے اور
سلیمان کو میرے خاص گھوڑے پر سوار کر کے نیچے جیجون (دریا) تک لیجائیے
پھر وہان صدوق کاہن اور ناتن نبی اس کے سر پر تیل ملین کہ وہ بنی اسرائیل
کا بادشاہ تسلیم کیا جائے اور پھر شادیانے بجاتے ہوے اوپر آؤ کہ سلیمان میرے
تخت پر بیٹھے اور سب کے سب آوازہ لگاؤ کہ سلیمان بادشاہ زندہ رہے چنانچہ
اس کی پوری پوری تعمیل کی گئی - اور اس طرح بتشبع کی جرأت سے یہ مہم
سر ہوئی اودنیاہ کو جب معلوم ہوا کہ داؤد کے حکم سے سلیمان باقاعدہ جانشین و
بادشاہ بنی اسرائیل قرار پایا تو وہ خوف کھا کر بھاگ نکلا - تھوڑے زمانے کے
بعد داؤد کا انتقال ہو گیا اور سلیمان خود مختار بادشاہ ہو گئے - پھر اودنیاہ بن
حجیت سلیمان کی مان بتشبع کی خدمت مین حاضر ہوا بتشبع نے پوچھا
کیا تو صلح کے لیے آیا ہے اُس نے کہا ہان اور آپ سے کچھ اور بھی عرض کرنا
چاہتا ہون - میرا قصور معاف فرمائیے اور اجازت دیجیے تو کہون بتشبع نے

کہا جو کچھ کہنا چاہتا ہے کہ، اودنیاہ نے کہا یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ سلطنت
کا حق دار مین تھا اور سارے بنی اسرائیل بھی میری جانب متوجہ تھے لیکن
خدا کو یہی منظور تھا کہ سلیمان بادشاہ ہو لہذا مجھے اب اس کی شکایت نہین
تاہم ایک گذارش ہے امید ہے کہ اس سے انکار نہ کیا جائے گا۔ آپ
مہربانی فرما کر سلیمان بھائی سے سفارش کیجیے کہ ابی شاگ شومیت کو میرے
ساتھ بیاہ دین۔ یقین ہے کہ وہ آپ کی بات نہ ٹالین گے۔ بتشبع نے وعدہ کیا
کہ مین تیرے لیے بادشاہ سے ابی شاگ شومیت کو مانگون گی۔ یہ وعدہ
کر کے وہ سلیمان کے پاس آئی سلیمان بادشاہ فوراً استقبال کو اُٹھے انھون نے
اپنی مان کے لیے داہنے ہاتھ پر کرسی رکھوائی بتشبع اُس پر بیٹھ گئی اور بولی
کہ بیٹا مین ایک تم سے معمولی درخواست کرتی ہون میری بات رد نہ کرو تو کہون
سلیمان نے جواب دیا کہ میری مہربان مان فرمائیے مین آپ کی بات نہ ٹالون گا
بتشبع نے کہا ابی شاگ شومیت تمھارے بھائی اودنیاہ سے بیاہی جائے
تو میری خوشی کا باعث ہو گا۔ یہ سنتے ہی سلیمان کو غصہ آگیا۔ اور اودنیاہ کا
نام سنتے ہی وہ بولے صرف ابی شاگ شومیت کو اودنیاہ کے لیے آپ کیون
مانگتی ہین بلکہ اس کے لیے سلطنت بھی مانگیے کیون کہ وہ میرا بڑا بھائی ہے اور
وہی حق دار بھی ہو سکتا ہے نہ صرف اُس کے لیے بلکہ یوآب اور ابیاتر کاہن
کے لیے بھی۔ پھر سلیمان نے کہا اودنیاہ نے اگر یہ بات آپ سے کسی مخالفت

اور سازش کر کے نہ کی ہو تو مجھے خدا سمجھے اور اس سے زیادہ بڑا بدلا لے لیکن
مین خدا کی قسم کھا کر کہتا ہون کہ وہ آج ہی قتل کر دیا جائے گا - افسوس آپ
اس کی چالاکی کو نہ سمجھ سکین - سلیمان نے نبایاہ کو بھیجا کہ ادونیاہ کا خاتمہ کر دے
اُس نے جا کر ایک ہی حملے مین ادونیاہ کا کام تمام کر دیا بتشبع چلی گئین -
وہ نہین سمجھتی تھین کہ ادونیاہ کی اس درخواست مین بھی مخالفت اور سازش
کا راز مضمر ہے اور وہ باپ کے مرنے کے بعد کوئی نیا گل کھلانا چاہتا ہے -
اب بتشبع کو معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے اس کے بیٹے سلیمان کو اس سے اور
داؤد سے بھی زیادہ سمجھ دی ہے - وہ اپنے لائق فرزند کے مرتبے اور عزت کو
دیکھ دیکھ کر خوشی کے مارے پھولے نہین سماتی تھی کہ آخر ایک روز موت نے
اُس کی تمام خوشیون اور دلچسپیون کا خاتمہ کر دیا اور ہمیشہ کے لیے لائق
بیٹے سلیمان سے چھڑا کر عزیز شوہر داؤد کے پاس وہان پہونچا دیا جہان سے
پھر کر کوئی نہین آتا - اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝ :-

بنتِ فرعون

(زوجۂ اوّل سلیمان علیہ السلام)

باپ کی وفات اور ملکی سازشون کے فرو کرنے کے بعد جب سلیمان تخت حکومت پر مستقل ہو گئے اور بنی اسرائیل مین اُن کی سلطنت ثابت ہوگئی۔ تب اُنھون نے مصر کے بادشاہ فرعون کو اپنے عقد کا پیام بھیجا۔ اس بادشاہ کے ایک لڑکی تھی جس سے وہ بہت محبت رکھتا تھا اور چاہتا تھا کہ کسی اچھے مرد سے یہ بیاہی جائے۔ چنانچہ جب سلیمانؑ کا پیام پھونچا تو اُس نے بہت خوشی سے منظور کر لیا، جب نسبت قرار پا چکی تو آپ اُسے داؤد کے گھر مین بیاہ لائے۔ کیونکہ اس وقت تک اُن کے رہنے کا کوئی خاص محل تیار نہین ہوا تھا بلکہ اس وقت تک قربانیون کے لیے بھی خاص مکانات تعمیر نہین ہوئے تھے۔ اس عورت کے باپ فرعون نے مقام جرز پر چڑھائی کر کے اس کو جلا دیا تھا اور جو کنعانی وہان بستے تھے اُن کو قتل کر کے جو کچھ مال غنیمت ہاتھ لگا تھا اُس مین سے اپنی بیٹی کو بہت کچھ سامان جہیز دیا تھا۔ سلیمان نے اس نکاح سے فراغت حاصل کر کے یروشلم کے شہر پناہ بنوانے کی بنیاد ڈالی اور کئی ایک قربان گاہین تعمیر کین اور اپنی اس بیوی کے رہنے کے لیے بھی خاص

طور پر ایک قصر معلے بنوایا اور جب وہ تیار ہوگیا تو یہ فرعون کی بیٹی داؤد کے شہر سے اپنے ساز و سامان سمیت یہان آرہی۔

یہ سب عمارتین ملک صور کے بادشاہ حیرام کی مدد سے تیار ہوئی تھین۔ اس نے سلیمانؑ کو بہت عمارتی لکڑی بھیجی تھی۔ کاریگر مزدور بھیجے اور سونا بھی بہت کچھ روانہ کیا تھا سلیمانؑ کی اس بیوی کے بطن سے دو لڑکیان ہوئین تھین۔ ایک کا نام طافت تھا یہ بیٹی انبا داب سے بیاہی گئی تھی جو سلیمان کے مقرر کیے ہوئے بنی اسرائیل کے بارہ منصبدارون مین سے ایک منصب دار تھا اور دوسری بیٹی کا نام بسمت تھا اس کا عقد اخمعض سے کیا گیا تھا یہ شخص بھی سلیمانؑ کا منصب دار اور نفتالی مین مقرر تھا۔ ان لڑکیون کے علاوہ سلیمانؑ کا ایک بیٹا بھی ہوا جس کا نام رحبعام تھا یہ اپنے باپ کے بعد تخت حکومت پر بیٹھا اور بنی اسرائیل کا سردار ہوا مگر غیر منتظم اور ظالم آدمی تھا مصنف تاریخ گزیدہ نے لکھا ہے کہ رحبعام بلقیس کے بطن سے ہوا تھا۔ لیکن یہ غالباً اُن کی ذاتی راے ہے تاریخی واقعہ نہین ہے افسوس ہے کہ اس بی بی کا نام کسی طرح نہین معلوم ہو سکا اور نہ مزید حالات کسی تاریخی کتاب سے دریافت ہو سکے۔ ہان کتاب سلاطین اول توریت باب ۱۱ مین لکھا ہے کہ اس بیوی کے سوا سلیمانؑ کی سات سو جورو ین اور تین سو بیگمات اور بھی تھین لیکن یہ بالکل خلاف قیاس ہے اور کسی دوسرے مورخ نے بھی مستند حوالہ سے

نہین لکھا - یہ ممکن ہے کہ یہ اُن تمام لونڈیون اور ماماؤن اور بیویون کی تعداد ہو جو سلیمان کے محل خاص مین رہتی اور کام کاج کرتی تھین البتہ حدیث مین آیا ہے کہ سلیمان کی سو حرمین تھین اور یہ بالکل ممکن ہے - اس بیوی کے سوا سلیمانؑ کی ایک اور بیوی کا نام دریافت ہوا ہے جو آگے آتا ہے -

جرادہ

(زوجۂ سلیمان علیہ السلام)

جرادہ شہر صیدون کے بادشاہ کی بیٹی ہے۔ اس کے بچپن کے حالات نہین معلوم ہوے اور نہ اس کی مان کا نام دریافت ہوا۔ جرادہ بہت خوبصورت اور دل چسپ عورت تھی۔ وہ بڑے نازون سے پالی گئی تھی۔ اور جس قدر اس کا باپ اسے چاہتا تھا اُس سے زیادہ جرادہ کو اپنے باپ کی محبت تھی۔ سلیمان ؑ کے ساتھ اُس کے نکاح اور بعد نکاح کے جو واقعات تواریخ مین درج ہین وہ ہم بھی لکھتے ہین۔

مؤرخ ابن جریر طبری بہ روایت وہب بن منبہ لکھتے ہین کہ سلیمان ؑ نے ایک دن سنا کہ دریائی جزائر مین سے ایک جزیرے مین ایک شہر ہے جس کا نام صیدون ہے۔ اُس مین ایک بڑا با رعب عظیم الشان بادشاہ رہتا ہے کہ اُس تک کسی کی رسائی نہین۔ کیونکہ اُس کا سکونت گاہ بیچ دریا مین ہے۔ سلیمان ؑ کو اللہ نے خشکی اور تری سب پر قدرت دی تھی آپ بہ سواری ہوا اپنے لشکر کو لیکر صیدون مین پہونچ گئے اس لشکر مین جن اور آدمی دونون شریک تھے ان سب نے مل کر بحکم سلیمان ؑ مُلکِ صیدون پر حملہ کیا چنانچہ وہ بادشاہ مارا گیا اور جو کچھ اس جزیرے

مین تھا وہ سب مال غنیمت کی صورت مین حاصل ہوا۔اس بادشاہ کی ایک
نہایت حسین وجمیل لڑکی بھی تھی جس کی نظیر کہین دیکھنے مین نہ آئی تھی سلیمانؑ
نے اُس کو اپنے لیے چن لیا اور چاہا کہ وہ اسلام لے آئے اس نے سلیمانؑ کا کہا
مان لیا اور اسلام لے آئی مگر کچھ دلی رغبت اور خوشی دل سے نہین۔سلیمانؑ تمام
مال غنیمت اور اس شاہزادی کو لے کر اپنی دار الحکومت مین واپس چلے آئے
رفتہ رفتہ اُس نے انھین اپنا بے حد گرویدہ بنا لیا اور وہ اپنی تمام بیویون سے
زیادہ اس سے محبت کرنے لگے باوجود اس کے کہ سلیمانؑ کے دل مین اُس کی
عزت تھی اور وہ سب سے زیادہ اُن کی منظور نظر تھی پھر بھی ہر وقت غمگین
رہا کرتی تھی۔کبھی خوشی اور جوش مسرت سے سلیمانؑ کے ساتھ پیش نہ آتی اور نہ
کبھی اُس کے آنسو ہی تھمتے تھے۔جب سلیمانؑ نے اُس کے زار نالی اور ہر وقت
کی یہ پریشان حالی دیکھی تو اُن کو بھی بہت قلق ہوا۔آخر ایک روز اُس سے کہا کہ
افسوس! یہ تم نے اپنی حالت کیون بنائی ہے یہ کیا بات ہے کہ کسی وقت غم دور
ہی نہین ہوتا اور آنسو تھمتے ہی نہین۔شاہزادی نے جواب دیا کہ مجھے اپنے باپ
کی یاد اور اُس کے ملک اور جو کچھ اُس مین تھا اور جو کچھ اُس کو آفت پہونچی غرض
ایک ایک بات کی یاد ہر وقت رنجیدہ رکھتی ہے۔مین مجبور ہون کہ ان سب
کا خیال کسی وقت دل سے دور نہین ہوتا اور غم کا ایک پہاڑ ہر وقت میرے
سامنے کھڑا رہتا ہے۔سلیمانؑ نے کہا کہ اللہ نے تجھے اُس کے بدلے دوسرا ملک

دے دیا جو اُس مُلک سے بڑا ہے اور ایسا بادشاہ دیا جو اُس ملک کے بادشاہ سے بڑا ہے اور سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ تجھے اسلام کی راہ دکھائی اور یہ اُن سب سے بہتر ہے۔

شاہزادی نے جواب دیا کہ یہ بالکل ٹھیک ہے لیکن مجھے جب وہ (میرا باپ) یاد آتا ہے تو بے اختیار میرے دل پر غم کا بادل چھا جاتا ہے۔

لیکن پھر خود ہی اُس نے سوچا کہ اگر مین اپنے محل مین اپنے باپ کا ایک مجسمہ بنوالون اور اُسے پیش نظر رکھون تو مجھے امید ہے کہ اس صورت سے یہ میرا رنج والم جاتا رہے گا۔ چنانچہ سلیمانؑ کے بلا اجازت بلکہ اُن سے چھپا کر اس نے اپنے باپ کی صورت کا ایک بُت بنوایا۔ جب وہ تیار ہو چکا تو اس نے دیکھا کہ ہو بہو اُس کا باپ ہی معلوم ہوتا ہے۔ صرف روح کی کسر ہے اور یہ اپنے اختیار کی بات نہین۔ آخر اُسے ایک نہایت بھاری لباس پہنایا جیسا کہ اُس کا باپ پہنتا تھا اور یہ قاعدہ مقرر کیا کہ جب سلیمانؑ اُس کے گھر سے چلے جاتے تو صبح سویرے ہی اپنی لونڈیون سمیت بُت کے پاس آتی اور اُسے سجدہ کرتی اور یہ سب بھی سجدہ کرتین اور اسی طرح شام کو بھی۔ جیسی بُت پرستی اپنے وطن مین کیا کرتی تھی ویسی ہی اُس نے یہان بھی شروع کی لیکن چالیس روز تک سلیمانؑ کو اس کا علم نہ ہونے پایا مگر یہ خبر آصف ابن برخیا تک پہونچ گئی یہ سلیمانؑ کا بہت سچا دوست اور خیر خواہ وزیر تھا[1]

[1] یعقوبی نے سلیمان کے وزیر کا نام زابود بن ناتان لکھا ہے۔ دیکھو صفحہ ۶۲ جلد اول ۱۲

اسے اتنی خصوصیت حاصل تھی کہ سلیمانؑ کے جس محل مین چاہتا بلا اجازت
جا سکتا تھا چاہے سلیمانؑ اندر موجود ہون یا نہ ہون کچھ روک ٹوک نہ تھی۔
سلیمانؑ کی خدمت مین ایک روز حاضر ہوا اور عرض کی کہ اے نبی اللہ اے
اللہ کے نبی مین بہت بوڑھا ہوگیا ہون۔ میری ہڈیان جرجری ہوگئین اور
عمر کا ایک بڑا حصہ گذر چکا ہے اب میرے چل چلاؤ کا وقت قریب ہے میری
یہ آرزو ہے کہ کسی جگہ کھڑا ہو کر گذشتہ انبیا کے کچھ اوصاف بیان کرون جو میرے
علم مین ہین اور عام لوگ اُن کی بہت سی خوبیون سے واقف نہین ہین۔
سلیمانؑ نے بہت خوشی سے انھین اس کی اجازت دی۔ اور بہت سے لوگون
کو آصف کا لیکچر سننے کے لیے جمع کیا۔ اب یہ فاضل شخص ایک خوش بیان
خطیب کی حیثیت سے کھڑا ہوا اور جو جو نبی گذرے تھے اُن کے اوصاف
کو بیان کرنے لگا۔ جب سلیمانؑ کی نوبت آئی تو آصف نے کہا سلیمانؑ اپنے
بچپن مین بہت بُردبار تھے۔ تم اپنے بچپن مین بہت پرہیزگار اور بزرگ تھے
تم اپنے بچپن مین تمام امور کا بہتر فیصلہ کرنے والے اور تمام مکروہات سے دور
رہنے والے تھے۔ اس بیان پر آصف کا خطبہ ختم ہوگیا اور چلے آئے۔
سلیمانؑ نے اپنے دل مین ہر چند غور کیا مگر کچھ نہ سمجھ سکے کہ آصف نے میرے
اوصاف کے بیان مین بچپن کی کیون قید لگائی آخر اسی فکر کی حالت
مین آصف کے مکان پر پہونچے۔ انھین بلایا اور کہا کہ اے آصف جو نبی

پہلے گذر چکے ہین اُن کے ہر زمانے کو تم نے سراہا اور اُن کی ہر حالت کو بہتر دکھایا مگر میرے تذکرے مین صرف کم سنی کے زمانے کو ہر لحاظ سے بہتر کہا اور اب جو کچھ مین نے کار خیر کیے ہین اُن سب کو فراموش کر دیا۔ آخر یہ کیا بات ہے آصف نے جواب دیا۔ قصور معاف ہو آپ کے دولت خانے مین صرف ایک بیوی کی خاطر چالیس روز سے غیر خدا کی پرستش کی جاتی ہے اور آپ کو خبر نہین سلیمانؑ کو سخت تعجب ہوا۔ اُنھون نے کہا میرے گھر مین ؟ آصف نے کہا ہان آپ کے گھر مین! سلیمانؑ کو یہ معلوم کر کے بہت رنج ہوا وہ اُسی وقت اپنے محل مین گئے اور اُس بت کو توڑ کر شاہزادی اور اُس کے تمام متعلقین کو اس گناہ کی ایسی معقول سزا دی کہ پھر کبھی اس کو جرأت نہ ہوئی اور ہمیشہ کے لیے اون کو اپنی زوجیت اور محل سے نکال باہر کیا۔ پھر آپ نے نہایت پاک و صاف لباس پہن کر طہارت کاملہ کر کے کئی روز تک نہایت عاجزی سے درگاہ الٰہی مین معافی مانگی اور سر بسجود رہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے عذر کو قبول کیا۔ اور قصور معاف فرمایا اور جرادہ نے ہمیشہ کے لیے اپنے کیے کی سزا پائی۔

طبری کے علاوہ اس قصے کو ابن اثیر اور صاحب روضۃ الصفا وغیرہ نے بھی تفصیل سے بیان کیا ہے مگر مورخ یعقوبی نے صرف اس قدر لکھا ہے کہ اُن کی بیویون مین سے ایک بیوی نے اپنے باپ کی شبیہ بنا کر اُسکی پرستش شروع کی اور محل کی لونڈیون نے بھی اُسکی تقلید کی۔ آخر جب سلیمان کو معلوم ہوا تو آپ نے سب کو نکال باہر کیا۔

بلقیس

(ملکۂ سبا وزوجۂ سلیمان علیہ السلام)

بلقیس کا قصہ سلیمان علیہ السلام کے ساتھ ساتھ مشہور آفاق ہے کتب آسمانی وتاریخی مین ان کا ذکر موجود ہے۔ یہ اپنی وجاہت ودبدبہ اور حسن وجمال اور سلطانی دبدبے کی وجہ سے ضرب المثل ہین۔ اکثر مورخین نے بلقیس کا سلسلۂ نسب یہ بیان کیا ہے۔ بلقمہ بنت لیشرح بن حارث بن قیس بن صیفی بن سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان اور بعض مورخین اس طرف گئے ہین کہ وہ بنت یشرح بن تبع ذے الاذعار بن تبع ذی المنار بن تبع ذی الرائش ہے اور اُس کا لقب ہداد ہے اور بعض نے کہا ہے کہ بلقیس کے باپ کا نام حارث بن سبا ہے اور بقول بعض وہ شیبان کی بیٹی ہین اور بعض مورخین کے نزدیک شراحیل کی بیٹی ہین۔ مگر اول الذکر نسب نامہ زیادہ صحیح ہے۔ کثیر التعداد راویون کا قول ہے کہ ان کی ماں جنّیہ تھی اور اُس کا نام رواحہ یا ریحانہ بنت سکن ہے اور بعض نے کہا ہے کہ وہ بلقمہ بنت عمرو بن عمیر جنی ہے۔ بلقیس کے باپ کا جنون سے یون میل جول ہوا کہ وہ یمن کے چالیس ملکون پر ایک نہایت عظیم الشان بادشاہ تھا جس کی برابری کا کوئی بادشاہ

اس اطراف مین نہ تھا چنانچہ یہ کہا کرتا تھا کہ کوئی اس مرتبے اور شان کا نہین جو میرا ہمسر ہو اور اسی علوے ہمت و بلندی شان کی وجہ سے انسانون مین بیاہ کرنا اُس نے پسند نہ کیا۔ اُس کی دل چسپی کا دنیا مین صرف یہ ذریعہ تھا کہ سیر و شکار مین اپنا وقت صرف کیا کرتا تھا اور جنون کو گرفتار کر کے چھوڑ دیتا تھا۔ ایک روز بادشاہ جنّات نے بصورت انسان سامنے آکر اس مہربانی کا خاص طور پر شکریہ ادا کیا۔ اس بادشاہ نے فرصت کو غنیمت جانا اور اپنی زوجیت کے لیے اُس کی بیٹی کی نسبت چاہی۔ ملک جن نے قبول کر لیا۔ ایک روایت یون ہے کہ وہ ایک بار شکار کے لیے نکلا کہ دو سیاہ و سفید سانپ نظر آئے جو باہم لڑ رہے تھے یہان تک کہ سیاہ نے سفید پر فتح حاصل کی اور غلبہ پایا عمرو نے حکم دیا کہ سیاہ سانپ مار ڈالا جائے اور سفید وہان سے اُٹھا لایا جائے۔ اُس سانپ پر پانی ڈالا جب اُس سفید سانپ کو کچھ افاقہ ہوا تو عمرو اُسے اپنے گھر لے آیا ایک دن یہ تنہا بیٹھا تھا کہ ناگاہ اُس نے اپنے پہلو مین ایک نوجوان حسین کو پایا وہ ڈر کر سہما حسین نوجوان نے کہا "ڈریے نہین مین وہی سانپ ہون جس کو آپ نے نجات دلائی تھی۔ مین اس احسان کی مکافات دولت و مال یا علم طب سے کرنا چاہتا ہون اور شکر گزار ہون کہ آپ نے میری جان بچائی۔" بادشاہ نے جواب دیا۔" مال و دولت کی تو مجھے حاجت نہین اور علم طب بادشاہون کے لیے فعل عبث ہے لیکن یہ مناسب ہوگا کہ اگر تمھاری کوئی دختر

ہو تو اُس کو میرے ساتھ بیاہ دو۔" اُس نوجوان نے کہا اچھا بہ شرطیکہ اُس کے کام کاج مین دخل نہ دیا جاے ورنہ اُسے جدا ہو جانے کا اختیار ہے اور ایک شرط یہ بھی ہے کہ بربرین سے عدن تک جس قدر رقبہ ساحل بحر پر واقع ہے اُسے عطا کیا جاے۔" بادشاہ نے اس شرط کو بہت خوشی سے قبول کیا اور جنّیہ کے ساتھ نکاح ہو گیا۔ چنانچہ اُسی جنّیہ سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ جنّیہ نے اُسے آگ مین ڈال دیا بادشاہ گھبرایا مگر شرط کی پابندی نے کچھ زبان سے نکالنے کی اجازت نہ دی اور صبر کر کے بیٹھ رہا۔ پھر ایک عرصے کے بعد ایک لڑکا پیدا ہوا۔ جنّیہ نے اُسے بھی بادشاہ کے روبرو کتّے کے سامنے ڈال دیا۔ یہ امر بھی بادشاہ کو شرط کے موافق چار ناچار گوارا کرنا پڑا۔ ایک دفعہ بادشاہ کے منصب دارون مین سے کسی نے نافرمانی کی اس نے لشکر کو تیاری کا حکم دیا اور میدان جنگ کی طرف کوچ کیا۔ ملکہ جنّیہ بھی ہم رکاب تھی۔ وہ ایک سنسان بیابان مین تھے کہ سب نے دیکھا کہ سارا اسباب و سامان سفر خاک آلودہ ہو رہا ہے اور مشکیزون سے پانی برابر نکل رہا ہے۔ یہ دیکھکر سب نے اپنی ہلاکت پر یقین کر لیا اور یہ سمجھے کہ یہ فعل ملکہ جنّیہ کے اشارے اور جنون کی شرارت سے عمل مین آیا ہے۔ اس ستم ظریفی کو وہ برداشت نہ کر سکا اور سامنے آکر بیٹھ گیا اور زمین کی جانب اشارہ کر کے کہنے لگا "اے زمین مین نے اپنے بیٹے کو آگ مین جلا دینے پر بھی صبر کیا اور اپنے بچے کو کتّے کو کھلا دینے پر بھی ضبط و سکوت سے کام لیا مگر اب تو نے پانی اور زاد سفر کے لیے آنا پریشان

کیا کہ ہم لوگ ہلاکی کو پہونچ گئے" یہ سن کر ملکہ نے مسکرا کر کہا "اگر آپ صبر کرتے تو بہتر تھا اس لیے کہ آپ کے دشمن نے جو آپ کا وزیر بنا ہوا ہے فریب کیا اور کھانے پانی مین زہر ملا دیا ہے اور اس کے امتحان کی یہ صورت ہے کہ جو پانی بچا ہے اُسے پلایا جائے یقین ہے کہ وہ اس پر راضی نہ ہوگا" بادشاہ نے فورًا اپنے وزیر کو پانی پینے کا حکم دیا۔ وزیر نے انکار کیا اور بادشاہ نے اُسی وقت اُسے تلوار کے گھاٹ اُتارا۔ پھر ملکہ نے ایک چشمے کا پتا دیا اور کھانا لانے کے لیے بھی ٹھکانا بتایا۔ پھر کہا کہ بادشاہ سلامت کے بیٹے کو مین نے ایک اَنّا کے حوالے کر دیا تھا مگر وہ قضا کر گیا اور لڑکی ابھی زندہ موجود ہے۔ اتنے مین ایک کم سن لڑکی زمین سے نکلی وُہی بلقیس تھی۔ پھر وہ ملکہ اپنے شوہر سے جدا ہو کر نظرون سے اوجھل ہوگئی اور بادشاہ نے بڑھ کر دشمن پر فتح حاصل کی۔ اُس کے بعد پھر بلقیس کی مان کا پتہ نہ لگا۔ بادشاہ نے اپنا ملک بلقیس کے حوالے کر دیا اور یہ اپنے باپ کے بعد مالک تخت و تاج ہوئی۔

اور بعض مورخین کا قول ہے کہ وہ جنگ سے واپس آکر چند روز کے بعد بلا وصیت کیے ہوسے مرگیا۔ رعایا نے اپنے بادشاہ کی وفات کے بعد بہت اختلاف کیا۔ ایک فریق نے بلقیس سے اور دوسرے نے بادشاہ کے بھتیجے سے بیعت کی مگر رعایا کی حالت روز بروز خراب ہونے لگی اور بلقیس کے چچازاد بھائی کی بدعنوانیون سے لوگ تنگ آ گئے کیونکہ یہ نہایت بدکار آدمی تھا۔ بلقیس نے جب یہ حالت

دیکھی تو اُسے غیرت آئی۔ اسی زمانے مین اُس ظالم نے بلقیس کو طلب کیا۔ بلقیس
نے جواب بھجوا دیا کہ میرے پاس خود تمھین آنا چاہیے۔ ادھر دو مسلح آدمی تیار
کر رکھے کہ جیسے ہی وہ محل مین داخل ہو یہ دونون نکل کر اُس کا کام تمام کر دین
چنانچہ جیسے ہی وہ بلقیس کے محل مین پہونچا دونون نے جھپٹ کر اُس کو قتل
کر دیا۔ اس کے بعد بلقیس نے اُس کے تمام وزرا کو حاضر ہونے کا حکم دیا اور کہا
کہ کیا کوئی تم مین ایسا نہین ہے کہ جو اس ظالم کے ظلم سے رعایا کو نجات دے
سکے۔ پھر اُن سب کو مقتول کا سر دکھایا اور کہا کہ اب کسی ایسے آدمی کو تم پسند
کر و جسے اپنا بادشاہ بنا سکو۔ اُن سب نے یک زبان ہو کر جواب دیا کہ ھم
آپ کے سوا کسی کو پسند نہین کرتے اور ایک روایت یہ ہے کہ اُس نے اپنے
چچازاد بھائی سے درخواست کی کہ مجھے آپ اپنی بیوی بنانے کی عزت دین
تو بڑی خوشی کی بات ہے۔ یہ سُن کر وہ بہت خوش ہوا اور اُس نے جواب دیا
"کہ مجھے امید نہ تھی کہ تم راضی ہو جاؤ گی۔ اسی سبب سے مین یہ خواہش نہ کر سکا
اور کبھی تم کو مجبور نہین کیا" بلقیس نے کہا کہ مین آپ سے کیونکر انکار کر سکتی تھی
آپ تو میرے بہتر کفو (خاندان سے) ہین مگر اب آپ میری قوم کے لوگون کو
جمع کیجیے اور اُن کو میری منگنی کا پیام دیجیے۔ چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا۔
بلقیس کے عزیزون نے اس سے پوچھا اُس نے بہت خوشی سے اس نسبت
کو قبول کیا اور نکاح ہو گیا۔ جب رات کا کچھ حصہ گذرا تو بلقیس دُلھن بن کر اُس کے

پاس بھیجی اور اُس کو اس قدر شراب پلادی کہ وہ بالکل بے ہوش ہوگیا
تب اُس کا سر قلم کر کے اپنے محل کو واپس چلی آئی اور حکم دیا کہ اُس کا سر
سیرے محل کے دروازے پر لٹکا دیا جائے جب لوگون کو اس راز سے آگاہی
ہوئی تو سب نے مل کر اسی کو ملکہ بنا لیا اور اب وہ تمام اطراف ملک مین خودمختار
ملکہ ہوگئی۔

مؤرخین کی ایک جماعت کا یہ قول بھی ہے کہ بلقیس کا باپ خودمختار بادشاہ نہ
تھا بلکہ ایک بادشاہ کا وزیر تھا اور یہ بادشاہ بدکار تھا اُس کے افعال یہی تھے
جو اوپر مذکور ہوئے۔ تمام رعایا اُس کی حرکتون سے نالان اور پریشان تھی۔
آخر بلقیس نے اُس کو اپنی مذکورہ حکمت عملی سے قتل کر ڈالا اور خود ملکہ بن بیٹھی۔
اُس کی یہ ایک ایسی جرأت تھی جس نے تمام رعایا کو اُس کا گرویدہ بنا دیا اور
نتیجہ یہ ہوا کہ سب نے بہت خوشی سے بلقیس ہی کو اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا سچ کہا ہے

"دل بدست آور کہ حج اکبر ست"

بلقیس بڑی عقل مند عورت تھی اس کے تخت حکومت پر بیٹھتے ہی بادشاہی
شان وشوکت کو بہت ترقی ہوئی لشکر کی تعداد مین بھی بہت زیادہ اضافہ
ہوگیا اور حدود مملکت بھی پہلے سے بہت وسیع ہوگئے یہان تک کہ بعض مورخین
کا قول ہے کہ بلقیس کے زیر حکومت چار سو ملک تھے اور ہر ملک مین کئی کئی شہر
وقصبات ودیہات آباد تھے اور تقریباً چالیس ہزار جرار جنگی فوج تھی اور تقریباً

تین سو وزیر و ارکان شوریٰ و افسران فوج وغیرہ تھے۔

بعض مؤرخین نے بہت زیادہ مبالغے سے کام لیا ہے جس کو کسی طرح عقل قبول نہین کرتی اور ایسی باتین لکھی ہین جن کو افسانے کے سوا اور کچھ نہین کہہ سکتے۔ بلقیس کے جس تخت کا ذکر قرآن شریف مین وارد ہے اُس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ ایک بہت بڑا سونے چاندی کا جڑاؤ تخت تھا جس مین نہایت بیش قیمت جواہر جڑے ہوئے تھے وہ سات مکانون کے اندر رکھا رہتا تھا اور اُس پر سات پردے پڑے رہتے تھے۔ یہ ساتون مکان ایک کے اندر ایک بنائے گئے تھے۔ جو مکان سب کے اندر واقع تھا اُس مین یہ تخت رکھا ہوا تھا اور کہا گیا ہے کہ اُس تخت کے سامنے کا حصہ سونے کا تھا جس پر سُرخ یاقوت اور سبز زمرد کی پچّی کاری کی گئی تھی اور پچھلا حصہ چاندی کا تھا مگر وہ بھی جواہرات سے مرصع تھا۔ اس تخت کے چار پائے تھے ایک سرخ یاقوت کا ایک زرد یاقوت کا ایک سبز زبرجد کا ایک سفید موتی کا اور اوپر کا حصۂ نشست بالکل سونے کا تھا جس رُخ سے سورج اس مکان مین داخل ہوتا تھا اُدھر ایک دریچہ تعمیر کیا گیا تھا جس کی تعمیر مین بلقیس نے تیس لاکھ اشرفیان خرچ کی تھین۔ اور یہ وہان سورج کی پرستش کیا کرتی تھی[۱]۔

---

۱ بلقیس کے تخت اور اُس کے لشکر کی تعداد بیان کرنے مین بعض لوگون نے نہایت مبالغہ اور گڑھنت سے کام لیا ہے ان سب واقعات کو قصداً چھوڑ دیا ہے۔ ۱۲

سلیمان علیہ السلام کے دربار مین بلقیس کے آنے اور اسلام لانے کا سبب مورخین نے یہ بیان کیا ہے کہ سلیمان علیہ السلام اپنی کسی لڑائی مین مصروف تھے کہ اُن کو لشکر کے لیے پانی کی حاجت ہوئی مگر بے حد تلاش کرنے پر بھی کوئی چشمہ یا کنوان اُس سرزمین پر نہ دریافت ہوا۔ آپ نے ہُدہد کو یاد کیا معلوم ہوا کہ وہ اس وقت موجود نہین ہے۔ آپ کو بلا اجازت اُس کی غیر حاضری ناگوار ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ کیا بات ہے کہ آج مین ہُدہد کو نہین پاتا کیا وہ غائب ہوگیا ہے۔ اُس کی ضرورت یہ تھی کہ وہ اُڑکر معلوم کرے کہ اس سرزمین مین کہین پانی ہے یا نہین اگر ہے تو نزدیک ہے یا کہین دور۔ تھوڑی دیر مین ہُدہد بھی آگیا اُس نے ملک سبا کی شہزادی بلقیس کا حال بیان کیا کہ "آپ کی خدمت مین ایک ایسی خبر لایا ہون جس سے آپ اب تک واقف نہین ہین۔ مین آپ کے دربار مین اس وقت مُلکِ سَبا سے ایک یقینی خبر لایا ہون وہ یہ کہ مین نے ایک عورت کو دیکھا کہ وہ وہان حکومت کر رہی ہے۔ اُسے سلطنت کا تمام ساز و سامان اور شاہی آرائش و زینت کا اسباب سب کچھ حاصل ہے اور اُس کے پاس ایک نہایت عمدہ تخت ہے جس پر وہ جلوس کرتی ہے مگر وہان کے باشندے سورج کو پوجتے ہین اور اللہ کی پرستش نہین کرتے" سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ "ہم دیکھتے ہین تو جھوٹا ہے یا سچا۔ جا ہمارا خط لیجا کر اوپر سے تخت پر ڈال دے پھر چھپ کر دیکھنا کہ وہ کیا کرتی ہے اور اُس کے مشیر کار کیا جواب دیتے ہین"

یہ کہکر سلیمانؑ نے اُسی وقت اس مضمون کا ایک مختصر خط عبرانی زبان مین لکھا اور ہدہد کو دیا :-

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
یہ خط سلیمان کی جانب سے بھیجا جاتا ہے کہ تم
میرے پاس مطیع ہوکر حاضر ہوجاؤ اور تکبر نہ کرو"

ہدہد یہ خط لیکر روانہ ہوا اور بلقیس کے تخت پر ڈال دیا۔ اُس نے پڑھا پھر اپنے ارکان دولت سے ذکر کیا کہ آپ لوگون کی کیا راے ہے۔ مین سلیمانؑ کے پاس جاؤن یا نہ جاؤن ۔ مین کوئی بات آپ لوگون کی عدم موجودگی مین طے نہین کرتی ۔ ارکان دولت نے جواب دیا کہ ہم لوگ بڑے زور آور بہادر اور بڑے لڑنے والے ہین ۔ سلیمان سے کچھ خوف نہین تاہم آپ کی جو راے ہو وہی مناسب ہے"

بلقیس بڑی عقل مند اور نکتہ رس عورت تھی اُس نے کہا کہ میری دانست مین لڑائی کا انجام بُرا ہوتا ہے کیون کہ بادشاہون کی عادت ہے کہ جب وہ کسی بستی مین داخل ہوتے ہین تو اُس کو خراب کردیتے ہین اور وہان کے عزت دارون کو ذلیل کرتے ہین اگر سلیمان غالب آگیا تو وہ بھی ہماری تمام بستیون کو اُلٹ پلٹ دے گا اور معزز لوگون کو ذلیل کرے گا ۔ میری راے مین صلح کرلینا بہتر ہے اول مرتبہ وہان جانا تو مناسب نہین ۔ تحفہ تحائف دے کے

ایلچیون کو بھیجنا چاہیے اس سے سلیمان کی ساری کیفیت معلوم ہو جائیگی۔ دیکھون ایلچی وہان سے کیا جواب لیکر آتے ہین؟"

یہ بات سب کو پسند آئی۔ اُسی وقت بڑے بڑے بیش قیمت ہدیے دے کر ایلچیون کو روانہ کیا تاکہ سلیمانؑ اس مال و دولت کو دیکھ کر نرم ہو جائین مگر آپ کا مقصد صرف اُس شاہزادی کو اسلام مین لانا اور بُرائی سے بچانا تھا اس لیے وہ ان تحائف کو ذرا بھی خاطر مین نہ لائے اور فرمایا کہ میرے پاس اللہ کا دیا بہت کچھ موجود ہے۔ تم لوگ مال سے میری مدد کرنا چاہتے ہو ایسے ہدیون سے تم ہی خوش رہو اور یہ مال و دولت تمھین کو مبارک ہو۔ جاؤ جاکر بلقیس سے کہدو کہ جلد حاضر ہو ورنہ مین ایسا لشکر بھیجون گا جس کا کوئی مقابلہ نہ کر سکے گا اور مین اُن کو ذلیل و خوار کر کے نکال دونگا۔ یہ سُن کر ایلچی تو اُدھر روانہ ہوے ادھر حضرت سلیمانؑ نے اپنے درباریون سے کہا کہ اے سردارو تم مین کوئی ایسا بھی ہے کہ بلقیس کے آنے سے پہلے اُس کا تخت میرے پاس اُٹھا لائے۔ ایک بڑے قوی جن نے کہا کہ مین اُس کو (آپ کا) دربار برخاست ہونے سے پیشتر اُٹھا لاتا ہون۔ مین قوی بھی ہون اور امانت دار بھی۔ مگر آصف بن برخیا نے جو اسم اعظم جانتا تھا کہا کہ مین آپ کی پلک جھپکنے سے پہلے بلقیس کا تخت اوٹھا لاتا ہون یہ کہنا تھا کہ سلیمان کے سامنے تخت آگیا سلیمان نے نظر اُٹھا کر دیکھا تو تخت سامنے موجود ہے خدا کی عنایت کا بڑا

شکریہ ادا کیا پھر حکم دیا کہ اس تخت مین کچھ ایسا تغیر کر دو کہ اس کی کچھ صورت بدل جائے تاکہ جب بلقیس آ ئے تو مین اُس کی عقل کا امتحان لون دیکھون کہ وہ پہچان سکتی ہے یا نہین۔ اگر نہ پہچان سکی تو کہونگا کہ دنیاوی چیزون کے پہچاننے مین یہ حال ہے تو خدا کی ذات وصفات کے پہچاننے مین تم نے کتنی غلطی کی ہو گی۔"

بلقیس کو جب سلیمان کا دوسرا حکم پہونچا تو اُس نے فوراً اپنی روانگی کی تیاریان کین اور شاہانہ تزک واحتشام سے حضرت سلیمانؑ کی خدمت مین حاضر ہوئی۔ آپ نے دربار مین آنے کا حکم دیا۔ جب وہ سامنے آئی تو آپ نے اُس سے پوچھا کہ کیا آپ کا تخت ایسا ہی ہے؟ بلقیس دھوکا کھا گئی اور نہ پہچان سکی اور کہا کہ جی ہان ایسا ہی میرا تخت ہے۔ مگر تھوڑی دیر بعد بلقیس کو معلوم کرایا گیا کہ یہ وُہی تخت ہے اس پر اُس نے بطور معذرت کے کہا کہ حضور ہم کو کیا آزماتے ہین ہمین تو اس سے پہلے معلوم ہو چکا تھا کہ آپ بڑے طاقتور ہین۔ خدا ے تعالےٰ کے برگزیدہ ہین اور ہم یہان آنے سے پیشتر ہی آپ کے فرمان بردار ہو چکے ہین۔"

اب سلیمان علیہ السلام نے اُس کو غیر اللہ کی عبادت سے منع فرمایا اور مسلمان کرنا چاہا۔ بلقیس نے بہت خوشی سے توبہ کی اور اسلام وایمان قبول کیا۔ پھر دوسرا امتحان لیا گیا کہ سلیمان علیہ السلام نے ایک محل بنوایا جس کے صحن

مین پانی کا حوض تھا اور حوض مین رنگ برنگ کی مچھلیان تھین اور اُس کو اوپر سے صاف بلور یا سفید شیشے سے پاٹ دیا تھا اُس کے اوپر سے آتے جاتے تھے ۔ آپ اُس صحن کے وسط مین تخت شاہی بچھوا کر بیٹھے اور بلقیس کو اندر آنے کا حکم دیا جس کا راستہ اُس حوض پر سے تھا ۔ شیشہ و بلور مین پانی کا لہرانا اور مچھلیون کا تیرتے پھرنا دیکھ کر بلقیس یہ سمجھی کہ حوض ہے اس لیے پائنچے اوپر کھسکائے ۔ اس سے پنڈلیان کھل گئین ۔ پائنچون کا اوپر اُٹھانا تھا کہ سلیمان علیہ السلام نے فرمایا " یہ پانی کا حوض شیشے سے پٹا ہوا ہے پائنچے اوپر اُٹھانے کی ضرورت نہین " بلقیس اس پر بادشاہ کے دربار مین اپنی بے عقلی اور گنوارپن ظاہر ہو جانے سے بہت کھسیانی ہوئی اور سمجھی کہ مجھے کچھ عقل نہین پھر سلیمان علیہ السلام کے سامنے کہنے لگی کہ اِس وقت مین بڑی خطاوار تھی مین نے اپنے نفس پر بڑا ظلم کیا اور خدا کے پہچاننے سے قاصر رہی مگر اب سلیمان ؑ کی ہدایت سے اللہ رب العالمین پر ایمان لاتی ہون ۔

مؤرخین نے لکھا ہے کہ سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کے ساتھ نکاح کر لیا اور اس سے بہت محبت کرنے لگے ۔

ایک عرصے تک بلقیس یہین رہی ۔ پھر آپ نے اُس کے ملک یمن مین پہونچا دیا اور ہر مہینے مین ایک دفعہ آپ بلقیس کی ملاقات کو جاتے تھے اور تین دن تک وہان رہتے تھے[1] ۔ مؤلف تاریخ گزیدہ لکھتا ہے کہ بلقیس کے بطن سے سلیمان ؑ کا

[1] ابن اثیر وغیرہ ۱۲ مؤلف

ایک بیٹا بھی پیدا ہوا جس کا نام رحیعم تھا۔ یہ اپنے باپ کی وفات کے بعد
اُن کے تخت و تاج کا مالک و جانشین ہوا۔ اور صاحب تاریخ الخمیس نے بحوالہ
حیات الحیوان لکھا ہے کہ بلقیس سے سلیمانؑ کا جو لڑکا پیدا ہوا اُس کا نام آپ
نے داؤد رکھا تھا اور بلقیس کا دار السلطنت شہر مارب مین تھا جو سرزمین صنعاء
ملک یمن مین واقع ہے۔
قرآن و دیگر کتب آسمانی سے بلقیس کا سلیمانؑ سے نکاح ہونا کہین نہین پایا
جاتا اور یہ کوئی ضروری بات نہین کیونکہ خداے تعالے صرف اُسی قدر قصہ
بیان فرماتا ہے جس کی موعظت یا حصول عبرت کے لیے ضرورت ہوتی ہے
باقی ترک کر دیتا ہے لیکن اکثر مؤرخین و ارباب سِیَر نے نکاح پر اتفاق کیا ہے۔
مگر بعض کا قول ہے کہ جب بلقیس اسلام لے آئی تو آپ نے حکم دیا کہ کسی سے
نکاح کرے لیکن اُس نے انکار کیا اور معیوب سمجھا تب سلیمانؑ نے فرمایا کہ
اسلام مین نکاح بھی ضروری شے ہے۔ بلقیس نے کہا کہ اگر اس سے کسی طرح
گریز نہین تو آپ میرا نکاح ہمدان کے بادشاہ ذاتبع سے کر دیجیے۔ چنانچہ
آپ نے بلقیس کی خواہش کے موافق اُس کا نکاح ذاتبع سے کر دیا اور بلقیس
اُس کے وطن ملک یمن مین بھیجدی گئی۔ اور اُس کا شوہر بھی اُس ملک پر
حاکم اور شریک بلقیس کر دیا گیا۔ ذاتبع نے کئی قلعے مثلاً سلحین، مراقع، فلیون،
ہندہ وغیرہ بنوائے۔ لیکن یہ قول نہایت ضعیف ہے کہ بلقیس کا نکاح ہمدان

کے بادشاہ سے ہوا اور یہ قلعے بلقیس نے اپنی ہی راے سے بنوائے تھے۔
بلقیس حضرت سلیمانؑ کے انتقال کے بعد بھی یمن مین بدستور حکمران تھی۔
اُس نے چالیس سال حکومت کی اور بہ قول بعض وہ سلیمانؑ کی وفات سے
پہلے مر چکی تھی اور تدمر مین دفن کی گئی مگر اب اُس کی قبر کا بھی کہین نام و
نشان نہین ہے[1] ع۔ خاک مین کیا صورتین ہون گی جو پنہان ہوگئین۔
صاحب تاریخ الخمیس لکھتا ہے :۔
حدیث شریف مین آیا ہے کہ اِنَّ اَحَدَ اَبَوَیْ بِلْقِیْسَ کَانَ جِنِّیًا۔ یعنی بلقیس
کے مان باپ مین سے ایک شخص[2] جنی تھا۔
بلقیس جوانی مین بہت حسین و جمیل عورت تھی اور حسن و جمال کے ساتھ
عقلمند و صاحب تدبیر تھی جب وہ اپنے باپ کی جگہ تخت حکومت پر جلوہ گر ہوئی
تو اور سب باج گذار بادشاہون نے حسب دستور سابق بلقیس کی اطاعت کی۔
بلقیس نے حکومت کی باگ ہاتھ مین لینے کے بعد یہ مقرر کیا تھا کہ وہ ہفتے مین
صرف ایک دربار کرتی تھی اور لوگون سے پردہ کرتی تھی۔ اس صورت سے
کہ ایک باریک پردہ حاضرین دربار کے اور اُس کے درمیان مین ڈال دیا جاتا
کہ وہ سب کو دیکھ سکتی مگر حاضرین دربار اُسے نہ دیکھ سکتے تھے اور اُس کے

---

[1] تاریخ کامل ابن اثیر و طبری و روضۃ الصفا وغیرہ۔ ۱۲

[2] صفحہ ۲۷۶ تاریخ الخمیس۔ جلد اول مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۲ھ۔ ۱۲

ہیبت و جلال سے سرنگون کھڑے رہتے تھے۔ اور جب کسی کو کچھ عرض کرنا ہوتا تو پہلے وہ بلقیس کے سامنے سجدۂ تعظیم بجا لاتا پھر اُس کے حضور مین اپنی حاجت پیش کرتا تب بلقیس اپنا شاہی حکم دیتی اور جب وہ دربار حکومت اور مظلوم و ظالم کی دادرسی سے فارغ ہوتی تھی تو اپنے مکان کے ساتوین درجے مین چلی آتی۔ تمام دروازے بند کر دیے جاتے اور سینکڑون دربان شب و روز پہرہ دیتے رہتے تھے[1]۔

وہب بن منبہ نے کہا ہے کہ (اسلام لانے کے بعد) بلقیس سات ماہ سات سال تک حکمران رہی پھر اُس کا انتقال ہو گیا اور شہر تدمر مین جو ارض شام مین واقع ہے ایک دیوار کے نیچے دفن کی گئی اُس کے مدفن کو ولید بن عبد الملک بن مروان کے زمانے تک کوئی نہین جانتا تھا۔

ابو موسیٰ بن نصر کا بیان ہے کہ مین ولید بن عبد الملک کے عہد خلافت مین شہر تدمر کی جانب بھیجا گیا اور میرے ساتھ ولید کے صاحبزادے عباس بن ولید بھی تھے ہم وہان پہونچے ہی تھے کہ سخت بارش ہوئی، ایسی بارش کہ تدمر کی بعض دیوارین تک گر کے بہ گئین۔ ایک دیوار کے ڈھا جانے کے بعد زمین سے ایک تابوت ظاہر ہوا جس کا طول تیس[2] گز تھا جو زرد زعفرانی پتھر کا بنا ہوا تھا اور اُس پتھر پر یہ عبارت کندہ تھی:-

---

[1] صفحہ ۲۷۰ تاریخ الخمیس جلد اول ۱۲

"یہ نیک بخت بیوی بلقیس کا تابوت ہے جو سلیمان بن داؤد کی بیوی تھی ۲۰ سنہ جلوس سلیمانی مین اسلام لائی تھین اور عاشورہ کے دن سلیمانؑ نے اوس سے نکاح کیا اور ماہ ربیع ۲۷ سنہ جلوس سلیمانی مین اتوار کے دن اُس نے وفات پائی۔ اور شہر تدمر کی ایک دیوار کے نیچے رات کو ایسے وقت دفن کی گئی کہ سوا اُن لوگون کے جنھون نے اُس کو دفن کیا اور کوئی جن و انسان اُس کے دفن سے واقف نہین۔"

ابو موسیٰ کہتے ہین کہ ہم نے جو تابوت کا پردہ اُٹھایا تو دیکھا کہ گویا ایک تازہ لاش ہے جو آج ہی شب کو اس تابوت مین رکھی گئی ہے۔ ہم نے اس چشم دید واقعہ کو خلیفۃ المؤمنین ولید کے حضور مین لکھ بھیجا وہان سے یہ حکم آیا کہ وہ تابوت اپنی جگہ پر بدستور رہنے دیا جائے اور اُس پر سنگ مرمر اور سنگ خارا کی ایک عمارت سی بنا دی جائے۔ ابو حسن محمد بن عبداللہ کسائی کی قصص الانبیاء مین بھی اسی طرح یہ قصہ مذکور ہے[۱]۔

---

[۱] صفحہ ۲۸۳ تاریخ الخمیس جلد اول مطبوعہ مصر ۱۳۰۲ھ – ۱۲

الیسبات

(زوجۂ زکریا علیہ السلام)

زکریا علیہ السلام بیت المقدس کے امام اور نبی بھی تھے ان کی بیوی کا نام الیسبات تھا۔ دودھیال کی طرف سے اُن کا خاندان ہارون بن عمران کی نسل میں۔ اور ننھیال کی طرف سے یہوذا کی نسل میں تھا الیسبات کے باپ کا نام فاقوذ تھا۔ فاقوذ کی ایک اور بیٹی تھین جو عمران کو بیاہی تھین اُن کا نام حنہ[1] تھا۔ یہ دونون بہنین بانجھ تھین مگر بڑھاپے مین حنہ کے بطن سے مریم پیدا ہوئین اور الیسبات کے بطن سے یحیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے حضرت زکریاؑ اور ان کی بیوی نہایت راست باز اور خدا کے بڑے فرمان بردار اور اپنا زیادہ وقت خدا کی عبادت مین صرف کرتے تھے مگر اولاد نہ ہونے کی وجہ سے دونون آدمی بہت غمگین رہا کرتے تھے۔ خدا کی قدرت کہ کوئی اولاد ہی نہین ہوئی اب زکریاؑ بہت بوڑھے ہو گئے تھے۔ اس قدر کہ بڑھاپے کی وجہ سے ان کی کمر بالکل خم ہو گئی اور بدن پر سواہڈی اور چمڑے کے کچھ

[1] الیسبات کے قصے سے چونکہ حنہ کے قصے کو بھی بہت کچھ تعلق ہے لہذا ہم اس کے بعد اُس کو لکھین گے تاکہ ناظرین کی دلچسپی مین اضافہ بھی ہو اور یہ مضمون بھی تشنہ نہ رہے۔ ۱۲ مؤلف

باقی نہین رہا تھا۔ اُنھین اکثر خیال رہتا کہ میری کوئی اولاد نہین اور عزیز اقارب سے بھی بعد کو کھٹکا ہے حسن اتفاق سے اسی زمانے مین زکریاؑ نے کئی بار مریم کے حجرے مین بے موسم کے میوے اور مختلف قسم کے پھل رکھے ہوئے دیکھے تو سخت تعجب ہوا آخر ایک روز مریم سے پوچھا کہ یہ میوے تیرے پاس کہان سے آئے، مریم نے کہا خدا کے یہان سے۔ وہ جس کو چاہے بے حساب دیتا ہے۔ یہ سن کر فوراً ہی زکریاؑ کے دل مین یہ خیال گذرا کہ جو خدا بے فصل کے میوے دینے پر قادر ہے وہ بے شبہ مجھ کو بھی اس بڑھاپے مین اولاد دے سکتا ہے تب آپ ہیکل (مسجد بیت المقدس) مین گئے اور نماز حاجت پڑھنے کے لیے کھڑے ہوے عین حالت نماز مین دل بھر آیا پھر تو بڑی عاجزی سے دعا مانگی کہ اے رب مین تجھ سے سوال کرکے کبھی محروم نہین رہا اور اب مین اس حال کو پہونچ گیا ہون کہ سر سے بڑھاپا نمایان ہے اور جسم کی ہڈیان جوجری ہوگئی ہین مین اپنے بعد اقارب سے بھی ڈرتا ہون اور میری بیوی بانجھ ہے اب تجھ سے یہ التجا ہے کہ مجھے ایک پسندیدہ فرزند عطا فرما کہ میرا جانشین اور یعقوب (اسرائیل) کی نسل کا وارث ہو کہ نبوت اور بزرگی کا اسرائیل سے وعدہ کیا گیا تھا۔ تب اللہ تعالےٰ نے اُن کو فرشتے کے ذریعے سے خوش خبری دی کہ ہم تجھے ایک بیٹا دین گے جس کا نام یحیےٰ (یوحنا) ہوگا اس سے قبل اس نام کا کوئی نہین ہوا ہے اور یہ خدا کے نزدیک بہت مقبول ہوگا۔ وہ اس

قوم کی خراب حالت کی اصلاح کرے گا اور پاک باز و راست گفتار ہو گا، اس کو دنیاوی خواہشون کی طرف بالکل رغبت نہ ہو گی،

زکریاؑ کو یہ مژدہ سن کر اور اپنے بڑھاپے اور اپنی بیوی کے بانجھ ہونے کا خیال کر کے تعجب ہوا، آپ نے پوچھا کہ یہ کیونکر ہو گا ہم دونون میان بیوی بوڑھے ہین اور میری بیوی بانجھ بھی ہے۔ فرشتے نے جواب دیا کہ خدا کے نزدیک یہ سب آسان ہے۔ خدا نے انسان کو معدوم سے موجود کر دیا تو بلا اسباب کے پیدا کر سکتا ہے اور اسباب بھی بہم کر سکتا ہے تب زکریاؑ کو اطمینان ہوا تو فرشتے سے اس کی علامت پوچھی اس نے جواب دیا کہ جب وقت آئے گا تو خود بخود تین دن رات تک آپ کی زبان بند رہیگی۔ یہ خوش خبری سن کے زکریاؑ بیت المقدس سے اپنے گھر واپس آئے وہ نہایت خوش تھے اور جو کچھ صورت وہان پیش آئی تھی سب الیسبات سے بیان کی آخر ایک روز ان کو چپ لگ گئی اور تین روز تک وہ گونگے رہے کسی سے بات ہی نہ کر سکتے تھے یہ سمجھ گئے کہ اب اللہ مجھ پر فضل کرنے والا ہے چنانچہ چند روز کے بعد الیسبات حاملہ ہو گئین اور پانچ ماہ تک یہ برابر اپنا حمل چھپاتی رہین۔ وہ بے حد خوش تھین کہ جو شرمندگی بے اولادی سے عزیزون اور رشتہ دارون مین ہے وہ اب بہت جلد دور ہونے والی ہے، ادھر تو الیسبات حاملہ تھین ادھر بیت المقدس مین مریم کو بیٹے کی بشارت دی گئی اور جب یہ بھی حاملہ ہو گئین تو لوگون سے

کنارہ کرنے کی ضرورت ہوئی - یہ فوراً بیت المقدس سے شہر حبرون مین اپنی خالہ الیبات کے یہان چلی آئین اور گھر مین داخل ہو کے اُنھین سلام کیا جیسے ہی مریم کے سلام کی آواز الیبات کے کانون مین پھونچی ایسا معلوم ہوا کہ جیسے لڑکا پیٹ مین اوچھل پڑا -

الیبات نے مریم سے کہا کہ تم بھی حاملہ معلوم ہوتی ہو مبارک ہو، مجھے ایسا معلوم ہوا کہ میرے پیٹ کا بچہ تمھارے آنے کی خوشی سے اوچھل پڑا گویا تمھارے بچے کا استقبال کرتا ہے - مریم نے اللہ کا شکر ادا کیا - مریم جس زمانے مین یہان آئی ہین تو الیبات کے حمل کو چھٹا مہینا تھا - کچھ دن کم تین ماہ مریم یہان رہ کر پھر چلی گئین - اب جو الیبات کے وضع حمل کا زمانہ قریب آیا اور بیٹا پیدا ہوا تو اُن کے عزیزون اور پڑوسیون مین بے حد خوشی کی گئی اور لوگون نے باپ کے نام پر زکریا نام تجویز کیا مگر مان اور باپ نے خدا کے حکم کے بموجب یوحنا (یحیٰی) نام رکھا سب نے تعجب کیا کہ یہ نام تو کبھی ہوا ہی نہین اور پھر مزید تعجب اس پر ہوا کہ اُسی وقت سے اُس مبارک بچے کی زبان کھل گئی اور وہ بولنے لگا لوگون مین اس کے چرچے ہونے لگے -

زکریا اور اُن کی بیوی الیبات یروشلم مین رہتے تھے اور یہ وہ زمانہ تھا کہ یہود کی سلطنت قائم نہین رہی تھی - شاہانِ روم ان پر حکومت کرتے تھے اور ان کا ایک گورنر یہان رہتا تھا ان دنون جو یہان کا والی تھا اُس کا نام

ہیرڈوس تھا یہ بڑا ظالم تھا جہان کہین لڑکا پیدا ہونے کی خبر اس کو ملتی تھی
یہ بڑی بے دردی سے فوراً قتل کرا دیتا تھا۔ چنانچہ پادری پطرس اسکندری
کا بیان[1] ہے کہ جب یحییٰ پیدا ہوئے تو الیسبات کو حبرون کا قیام چھوڑنا پڑا۔
اُنھون نے عزیز بچے کو لیکر یہوداکے پہاڑون مین سے ایک کوہ مین پناہ لی کہ شاید
اس صورت سے یہ جان سلامت رہے مگر خود اُن کی زندگی نے وفا نہ کی۔
اسی پہاڑون مین رہتے ہوئے چالیس روز بھی نہین گذرے تھے کہ الیسبات نے
وہین وفات پائی اور یحییٰ کو تنہا خدا پر چھوڑ کر آخرت کو سدھارین۔ زکریاؑ بھی قتل
ہو چکے تھے۔ اب اُن پہاڑون مین خدا کے سوا اور کوئی یحییٰ کا مددگار نہ تھا تاہم
وہ کئی برس اسی حالت مین رہے اور پھر جوان ہو کر وہان سے نکلے لوگون کو ہدایت
اور وعظ کرتے پھرتے تھے کہ ایک عورت کے کہنے سے ہیرڈوس کے ظالمانہ حکم
سے یحییٰؑ بے خطا شہید کر دیے گئے اور ان کا سر قلم ہو کر طشت مین رکھ کر بادشاہ
مذکور کے سامنے لایا گیا اور یون زکریاؑ و الیسبات کے نور چشم اور آیندہ نسل کا
خاتمہ ہو گیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ حضرت عیسیٰؑ بھی وعظ کہتے پھرتے تھے اور یحییٰؑ کی
شاگردی سے فیض پاتے تھے۔

[1] در المنثور طبع مصر ۱۲

حنّہ

(از وجہ عمران)

الیسابات کی بہن کا نام حنّہ تھا - یہ بھی فاقوظ کی بیٹی تھین - اور اُن کے شوہر سلیمان بن داوٗد کی اولاد مین تھے جن کا نام عمران بن ماثان تھا - حنّہ جب بہت بوڑھی ہوگئین اور اولاد کی طرف سے بالکل یاس ہوگئی تو اپنی حالت پر اکثر اوقات افسوس کیا کرتی تھین - اور دل ہی دل مین یہ خیال کرتی رہتی تھین کہ مجھے بھی اللہ کوئی اولاد دیتا تو اس بے اولادی کے عار سے نجات پاتی اور اپنے ہم چشمون مین سُرخ رو ہوتی ایک روز اسی سوچ مین بیٹھی ہوئی تھین کہ ان کی نظر ایک درخت کے نیچے جا پڑی انھون نے دیکھا کہ ایک تنہا پرندہ درخت کے سایے مین بیٹھا ہوا اپنے چھوٹے سے بچے کو بڑی محبت سے دانہ بھرا رہا ہے - یہ دیکھ کر ان کے دل مین خیال گذرا کہ کاش ہم کو بھی اللہ کوئی اولاد دیتا - پھر اللہ سے دعا کی کہ یا رب مجھے بھی کوئی اولاد دے اور نذر مانی کہ اگر اللہ مجھے کوئی بال بچہ دے گا تو مین اُسے بیت المقدس کی خدمت کے لیے وقف اور اُس کے خادمون مین شامل کرونگی - اللہ تعالےٰ نے اُن کی دعا قبول کی چنانچہ تھوڑے

دن کے بعد ہی وہ حاملہ ہوگئین - اُنھون نے حسب دستور جنین کو نذر اللہ مین لکھ دیا - مگر یہ خبر نہ تھی کہ جنین[1] لڑکا ہے یا لڑکی اور "نذر محرّر" اُس زمانے مین یہ تھی کہ جو لڑکا پیدا ہوتا تو ماں باپ بیت المقدس کی خدمت کے لیے وقف کر دیا کرتے اور جب تک وہ جوان نہ ہوجاتا وہین رہتا - اور جب جوان ہوجاتا تو اُسے اختیار تھا خواہ وہ کنیسہ کا بدستور خدمت گذار رہے یا اپنے فرائض سے سبک دوش ہوجائے - لیکن یہ محرّر[2] صرف لڑکے ہی ہوسکتے تھے لڑکیون کو یہ عزت حاصل نہ تھی - حاملہ ہوجانے کے بعد حنّہ نے اس نذر کا اپنے شوہر عمران سے ذکر کیا - عمران نہایت تردد مین ہوئے - اُنھون نے کہا افسوس! یہ تم نے کیا سمجھ کر کیا تم کیا جانتی ہو کہ لڑکا ہوگا یا لڑکی - حال یہ ہے کہ عورت کسی طرح کنیسہ کی خدمت کی صلاحیت نہین رکھتی - یہ سُن کر حنّہ بھی سوچ مین پڑگئی اور دونون ایک قسم کی نئی الجھن اور پریشانی مین رہنے لگے مگر قبل اس کے کہ وضع حمل ہو عمران کا انتقال ہوگیا - جب وضع حمل ہوا تو حنّہ نے دیکھا کہ لڑکی پیدا ہوئی اور لڑکی ہیکل یعنی (بیت المقدس) کی خدمت کے لیے صلاحیت نہین رکھتی تھی - کیونکہ یہ قاعدہ ہی نہ تھا - اور حنّہ کو یہ امید تھی کہ لڑکا پیدا ہوگا تاہم اُنھون نے بہت افسوس کیا اور نہایت

---

[1] جنین پیٹ کے بچے کو کہتے ہین - ۱۲

[2] نذر کے لیے جس کی لکھا پڑھی ہوجاتی اُس کو محرّر کہتے تھے یعنی لکھا ہوا - ۱۲

حسرت سے خدا کی بارگاہ مین عرض کی کہ یارب میرے یہان تو لڑکی پیدا ہوئی ہے اب مین کیونکر اپنی نذر پوری کرون اور تو جانتا ہے کہ لڑکی لڑکے کے برابر نہین ہوتی ہے مین نے اس کا نام مریم یعنی (عابدہ) رکھا ہے۔ مین اُسے اور اُس کی اولاد کو تیری پناہ مین دیتی ہون۔ جب مریم کی دودھ بڑھائی ہو چکی تو بنی اسرائیل کے دستور کے موافق ہیکل مین کاہنون[له] کے پاس بھیجدی گئین۔ ان مین گفتگو ہوئی کہ اس کو کون پرورش کرے زکریا نے فرمایا کہ مین زیادہ مستحق ہون۔ اس کی خالہ خوب نگرانی رکھے گی۔ لیکن اس کو کسی نے نہ مانا آخر کو قرعہ ڈالا گیا اُس مین بھی زکریا کا نام نکلا۔ تب مریم زکریا کے سپرد ہوئین۔ اُنھون نے ان کے لیے ایک الگ حجرہ تجویز کردیا۔ اللہ نے مریم کو بہت خوشی سے نذر مین قبول فرمایا۔ اور غیب سے اُن کے لیے کھانے پینے کا سامان مہیا ہوتا رہا۔ یہان تک کہ مریم جوان بھی ہو گئین۔

ایک روز حضرت مریم اپنے حجرے مین نہا دھو کر پاک وصاف ہو کر بیٹھی تھین کہ ایک حسین وخوب صورت جوان مرد کی شکل مین جبرئیل دکھلائی دیے اُنھون نے مریم سے کہا کہ خدا تجھ کو ایک سعادت مند فرزند کی بشارت دیتا ہے مریم نے جواب دیا کہ نہ مین کسی مرد کے پاس گئی اور نہ مین بدکار عورت ہون پھر لڑکا کیونکر ہوگا۔ جبرئیل نے کہا خدا تجھ کو یون ہی بیٹا دے گا پھر قریب آکر

له یعنی خدام بیت المقدس۔ ۱۲

اُن کے کرتے کے گریبان مین پھونک ڈال دی - مریم حاملہ ہو گیئن اور
پھر بدنامی کے خیال سے اپنے چچازاد بھائی یوسف کے ساتھ اپنی خالہ
کے یہان چلی گیئن - وہان سے تین ماہ رہکر بحکم بادشاہ وقت اسم نویسی کے
لیے ہیرڈوس کے عہدمین یروشلم مین آئین - اور بیت لحم مین حضرت عیسٰیؑ پیدا
ہوئے - جب آپ پیدا ہوے تو آپ کی برکت سے خشک کھجورمین چھوارے
نمودار ہو گئے مگر یہود کے گروہ مریم کو ملامت کرتے آنے تھے اور کہتے تھے کہ تیری
ماں حنہ تو ایسی پاک دامن تھی تو نے یہ کیا کیا - مریم نے کہا اس لڑکے سے پوچھ لو
اُن لوگون نے کہا کہ دودھ پیتا بچہ کیونکر بات کرسکتا ہے - تب خود حضرت عیسٰیؑ
بول اُٹھے کہ مین خدا کا برگزیدہ نبی ہون اور میری ماں پاک دامن ہے وہ سب
متعجب ہوے اور مریم کی بدچلنی کا گمان رفع ہوا مگر اس بات کو یہود نے مخفی کردیا
تاکہ لوگ ان کے معتقد نہ ہون اور حضرت زکریاؑ کو تہمت لگا کر قتل کرنا چاہا - یہ
ایک گنجان درخت مین جا چھپے یہود نے آرے سے درخت کو چیر ڈالا جس سے
زکریاؑ کے بھی دو ٹکڑے ہو گئے اور یون وہ بے گناہ مارے گئے - اس کے بعد
ہیروڈس کو نجومیون سے دریافت ہوا کہ یہ لڑکا یہود کا بادشاہ ہوگا - اور یہود کو غیر
قومون سے چھڑائے گا - اُس نے چاہا کہ عیسٰیؑ کو قتل کرڈالے - تب خدائے تعالٰی
نے فرشتے کے ذریعے یوسف کو حکم دیا اس لڑکے اور اس کی ماں کو لے کر مصر مین
چلا جائے اُس نے اس حکم کی تعمیل کی اور ایک عرصے تک حضرت عیسٰیؑ نے

وہان پرورش پائی - جب یہ سنا کہ بادشاہ ہیروڈس مرگیا تو یوسف دونون
ماں بیٹون کو لے کر وطن مین واپس آگیا اور اپنے گاؤن ناصرہ مین قیام کیا
اسی نسبت سے عیسائی نصارے بھی کہلانے لگے جب عیسٰے ہوشیار ہوے
تو طرح طرح کے معجزے یہود کو دکھا دکھا کر ہدایت کرنے لگے اور اپنے بارہ
حواریون کو لے کر یہودیون کی ہدایت کے لیے گھر سے نکل پڑے یہود کو ان سے
اور عداوت ہوگئی آخر یہان کے بادشاہ پلاطوس کو آمادۂ قتل کیا اور عیسٰے کو ایک
جگھ سے گرفتار کر لے گئے - مگر اُن ہی مین سے اللہ تعالے نے ایک شخص کو مسیح
کی صورت مین کر دیا اور اُن کو آسمان پر بلا لیا - یہ شخص یہود کے ہاتھ سے بڑی
اذیت سے مارا گیا حضرت عیسٰی کی عمر ۳۳ برس کی تھی - اور یہ واقعہ غلبۂ اسکندر
کے تین سو چھتیس ۳۳۶ برس بعد ظہور مین آیا - اس عرصے مین غالبًا حنّہ کا بھی انتقال
ہوگیا ہوگا - کسی جگہ سے اور کچھ حالات اُن کے دستیاب نہین ہوتے -

فہرست اُن کتابون کی جن سے ”ازواج الانبیاء“ کی تالیف مین مدد لی گئی

نمبر	نام کتاب	زبان	نام مصنف	مطبع	مختصر تعریف کتاب
۱	۲	۳	۴	۵	۶
۱	قرآن شریف	عربی	کلام اللہ الملک القدیم	مطبع میر محبوب علی صاحب مرحوم لکھنؤ	تعریف سے بے نیاز اور توصیف سے بالا تر ہے
۲	تفسیر لباب التاویل معروف بہ تفسیر خازن	”	محی السنۃ علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی المعروف بالخازن	مطبوعہ تقدم العلمیہ مصر سنہ ۱۳۳۲ھ	مشہور تفسیر ہے
۳	تفسیر سراج المنیر معروف بہ تفسیر شربینی	”	علامۂ محمد شربینی خطیب	مطبوعہ بولاق مصر سنہ ۱۲۹۹ھ	مشہور اور عمدہ تفسیر ہے
۴	تفسیر روح المعانی	”	ابو الفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی بغدادی	مطبعہ امیریہ بولاق مصر سنہ ۱۳۰۱ھ	اگرچہ بارھوین صدی کی تصنیف ہے مگر نہایت نفیس وجامع تفسیر ہے

نمبر	نام کتاب	زبان	نام مصنف	مطبع	مختصر تعریف کتاب
۵	تفسیر حقانی	اردو	شمس العلماء مولانا عبدالحق صاحب دہلوی مرحوم	مطبع انصاری و مجتبائی دہلی	اردو زبان میں یہ نہایت لاجواب محققانہ اور مفصل تفسیر ہے
۶	مفحمات الاقران فی مبہمات القرآن	عربی	علامہ جلال الدین السیوطی رح	مطبعۃ میمنیہ مصر سنہ ۱۳۰۹ھ	مصنف کا نام کتاب کی خوبی کی ضمانت ہے قرآن شریف کے مبہمات مطالب کی شرح کی ہے
۷	عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری شریف	عربی	علامہ بدرالدین محمود بن احمد حنفی العینی	دار الطباعۃ العامرہ اسلامبول سنہ ۱۳۰۸ھ	یہ شرح بخاری شریف کی نہایت مستند و مشہور و قابل قدر ہے
۸	مجموعہ کتب مقدس توریت و انجیل و زبور وغیرہ	ترجمہ عربی	جمعیہ برطانیہ لندن قائم شدہ سنہ ۱۸۰۴ع	مطبعہ مدرسہ اکسفورڈ سنہ ۱۸۶۹ع	نہایت عمدہ اور نایاب نسخہ ہے بہت صحیح طبع ہوا ہے
۹	کتاب العبر فی دیوان المبتدأ والخبر معروف بہ تاریخ ابن خلدون	عربی	علامہ عبدالرحمن ابن خلدون المغربی	مطبعۃ الکبریٰ مصر سنہ ۱۲۸۴ھ	مشہور و معروف اور نہایت مستند تاریخ ہے
۱۰	تاریخ کامل ابن اثیر	عربی	ابوالحسن علی بن محمد بن محمد بن عبدالکریم شیبانی ملقب عزالدین و معروف بہ ابن اثیر جزری	مطبعۃ مصر	مشہور و معروف اور نہایت مستند تاریخ ہے

نمبر شمار	نام کتاب	زبان	نام مصنف	مطبع	مختصر تعریف کتاب
۱۱	مروج الذہب و معادن الجواہر معروف بہ تاریخ مسعودی	عربی	الامام ابوالحسن علی بن حسین مسعودی	مطبوعہ مصر	مشہور و معروف اور نہایت مستند تاریخ ہے
۱۲	تاریخ الرسل والملوک معروف بہ "تاریخ طبری"	"	ابوجعفر محمد جریر طبری رح	مطبع بریل لیڈن ہالینڈ سنہ ۱۸۸۲ و ۸۱ء	یہ کتاب نہایت صحت کے ساتھ فرانس کی ایک مستشرق جماعت کے زیر اہتمام شایع ہوئی ہے
۱۳	تاریخ گزیدہ	فارسی	حمید اللہ بن ابوبکر قزوینی المستوفی رح	مطبع بریل لیڈن ہالینڈ سنہ ۱۳۲۸ھ سنہ ۱۹۱۰ء	سنہ ۸۵۷ھ میں جو قلمی نسخہ نہایت خوش خط لکھا گیا تھا اسکا عکس لیکر یہ نسخہ باہتمام پروفیسر ایڈورڈ براون طبع ہوا ہے
۱۴	تاریخ الطوال	عربی	ابوحنیفہ احمد بن داؤد الدینوری رح	مطبعۃ سعادۃ مصر سنہ ۱۳۳۰ھ	یہ مختصر کتاب نہایت مستند او صحیح تاریخ ہے خاص اہتمام سے طبع ہوئی ہے
۱۵	تاریخ الخمیس	"	شیخ حسین ابن محمد بن حسن دیاربکری	مطبعۃ عامرۃ العثمانیہ مصر سنہ ۱۳۰۲ھ	مشہور تاریخ ہے
۱۶	تاریخ الیعقوبی	"	علامہ احمد بن ابویعقوب بن جعفر بن وہب بن واضح الکاتب العباسی المعروف بالیعقوبی	مطبعہ بریل لیڈن سنہ ۱۸۸۳ء	نہایت مشہور و مستند تاریخ ہے

نمبر	نام کتاب	زبان	نام مصنف	مطبع	مختصر تعریف کتاب
۱۷	تاریخ روضۃ الصفا	فارسی	محمد خاوند شاہ شیرازی	مطبع کریم الدین بمبئی سنہ ۱۲۷۰ھ	مشہور کتاب ہے
۱۸	در المنثور فی طبقات ربات الخدور	عربی	زینب بنت علی فواز سوریہ مصریہ	مطبعۃ الکبرٰی امیریہ مصر سنہ ۱۳۱۲ھ	دنیا کی مشہور عورتوں کے حالات میں عربی زبان میں اس سے بڑی اور جامع آج تک نہیں چھپی۔ عمدہ کتاب ہے
۱۹	کشف الآثار	فارسی	مصنفہ پادری الگزنڈر کیتھ مترجمہ پادری جی ایل میرک	مطبوعہ دار الطباع ٹامس کلنسٹبل اڈنبرگ سنہ ۱۸۴۶ء سنہ ۱۲۶۲ھ	بنی اسرائیل کے زمانے میں جو شہر آباد تھے ان کے حالات مذہبی پیرائے میں لکھے ہیں
۲۰	جامع التواریخ	فارسی	فقیر محمد ولد محمد رضا مرحوم ساکن راجہ پور	مطبع منشی ارادۃ الدین کلکتہ سنہ ۱۲۵۲ھ سنہ ۱۸۶۳ء	مدرسۂ عالیہ کلکتہ کے ایک قابل مدرس کے اہتمام وصحت سے چھپوائی گئی ہے اور نایاب کتاب ہے
۲۱	تحفۃ المجالس و نزہۃ المجالس	عربی	علامہ جلال الدین سیوطی رح	مطبعۃ السعادۃ مصر سنہ ۱۳۲۶ھ سنہ ۱۹۰۸ء	دلچسپ اور بڑی معلومات کی کتاب ہے
۲۲	نوادر قلیوبی	”	علامہ شیخ شہاب الدین قلیوبی رح	مطبع رزاقی کانپور سنہ ۱۳۱۱ھ	مشہور کتاب ہے، مصنف نے نصیحت آمیز وسبق آموز حکایات جمع کی ہیں

ان کتب کے علاوہ اور بھی بہت سی کتابوں سے مدد لی گئی ہے جن کا حوالہ بذریعہ فٹ نوٹ کتاب میں جا بجا دیدیا گیا ہے